السبع سنابل

سید محمد معصوم جیلانی
قادری نوری

عت جماعتِ نوری بازار داتا صاحب لاہور

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانیوالے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلّدین سب کے عقیدۂ خبیثہ امکانِ کذب و وقوعِ دروغ خدا کا بے مثال ردّ و ابطال اُن کے شبہات واہیہ باطلہ و اوہام عاطلہ کا دفع و ازہاق بروجہ کمال اُن پر اُن کی حماقتوں وقاحتوں کو اظہار خباثتوں نجاستوں کو واضح و آشکار کرنیوالے چھ رسالے

مُسَمّٰے بنامِ تاریخی

سُبْحٰنَ السُّبُّوْحِ[1]

عن

عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوْحٍ

۱۳۰۷

مُزْق[2] تلبیس ادعائے تقدیس والہیبۃ[3] الجباریہ علٰی جہالۃ الاخباریہ و پیکانِ[4] جانگداز بر مکذبان بے نیاز و دامانِ[5] باغ سبحٰن السبوح و القمع المبیّن[6] لآمال المکذّبین

از افادات و افاضات

حضور پر نور اعلیٰ حضرت [illegible] قدس سرہٗ العزیز و تالیفات تلامذہ حضور رحمۃ اللّٰہ الغفور

دار الاشاعت جامعہ گنج بخش دربار داتا صاحب لاہور

قیمت ڈھائی روپے

مطالعہ کیا گیا
تاریخ

اِسْتِفْتَاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دربارہ مسئلۂ امکان کذب باری تعالیٰ جس کا اعلان تحریری وتقریری علمائے گنگوہ ودیوبند اور اُن کے اتباع آجکل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں تحریراً کتاب براہین قاطعہ میں کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی (جس کی لوح پر لکھا ہے" بامر حضرت چنین وچناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خاتمہ پر اُن کی تقریظ بایں الفاظ ہے" احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور اپنے مصنف کی وسعت نور علم اور فسحت ذکاء وفہم پر دلیل واضح حق تعالیٰ اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین ومعمول عاملین فرماوے"۔ جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف اُن کی ہے) صفحہ تین پر یوں مکتوب ہے" امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے

---

[1] لطیفہ مولوی گنگوہی صاحب کے بعض شاگردانِ رشید کے سامنے اس براہین قاطعہ لما امراللہ بہ ان یوصل پر چند اعتراضات کہ اُس کے خردار سے شتی نمونہ تھے بیان کئے گئے، شاگرد صاحب نے اپنے استاد کی حمایت میں اول تو کچھ رقص بسمل کی ادائیں دکھائیں جب کچھ نہ بنی ناچار ہوکر بولے کہ پھر حضرت (یعنی مولوی گنگوہی صاحب) پر کیا اعتراض ہے کہ یہ کتاب تو میاں انبیٹھی کی ہے اُس کے جواب میں کہا گیا اگر بالفرض ایسا ہی ہو تو جب اُنہوں نے یہ دھوم دھامی تقریظ اُس پر لکھی کتاب اُنہیں مقبول ہو چکی کہا اُنہوں نے متفرق طور پر بعض مقامات دیکھ کر تقریظ لکھی ہوگی کیا ضرور ہے کہ یہ مواقع اعتراض بھی نظر سے گذرے ہوں اُس پر اُنہیں دکھا دیا گیا کہ تقریظ میں اول سے آخر تک اپنا دیکھنا لکھا ہے۔ بولے یونہی سرسری نظر سے دیکھی ہوگی کہ اُنہیں فرصت نہیں اس پر پھر دکھایا گیا کہ وہ تقریظ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بغور دیکھا اب کچھ نہ بن آئی ناچار سکوت کی ٹھہرائی۔ خدا کی شان وہ حضرت صاف صاف پکار رہے ہیں کہ کتاب کا حرف حرف مجھے مقبول، اور شاگردانِ رشید اُن پر سے دفع الزام کو ناحق ڈھلی بگڑی میاں خلیل احمد صاحب کے سر ڈھالتے ہیں مدعی شست گواہ چست ان کے پچھلے عذر پر یہ بھی عرض کی گئی کہ حضرت یہ عذر بدتر از گناہ ہے اب تک جہالت تھی اب [illegible] قول سے بددیانتی ثابت ہوگئی کہ کتاب سرسری نظر سے دیکھ کر اول تا آخر اس کے تمام مضامین پر الحق [illegible] حلف [illegible] بھی کچھ جواب نہ تھا۔ اسی طرح اُنہیں شاگرد کے سامنے استاد صاحب کے مسائل فقہیہ کا تذکرہ آیا تھا کہ سخت غلط لکھتے ہیں اور باوصف دعوئے تقلید استناد بعبارت کتب کی بھی حاجت نہیں جانتے اکثر اپنے اجتہاد محض پر قناعت فرماتے ہیں۔ اس کا بھی یہی جواب دیا کہ حضرت کو مراجعت کتاب کی فرصت نہیں بے دیکھے یاد پر لکھ دیا کرتے ہیں سبحان اللہ حدیث اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار کا کیا جواب ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بیان سے مقصود یہ کہ ع دوستی بے خرداں دشمنی ست، اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور دینِ حق پر دنیا سے اٹھائے آمین ۱۲ س رحمہ اللہ

نہیں نکلا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟ ردمختار میں ہے ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر مافی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے" انتہی ملخصاً تقریراً مولوی ناظر حسن دیوبندی مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ نے مسجد بالائے کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمانوں میں کہا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ "خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے تو کسی کا اجارہ نہیں اور یہی امکانِ کذب ہے" انتہی۔ پس ایسا اعتقاد کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جس کا عقیدہ ایسا ہے سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

المستفتی

ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری از میرٹھ بالائے کوٹ

فتوےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون ‌: وسلام علی المرسلین : والحمد للہ رب العلمین: الحمد للہ المتعالی شانہ عن الکذب والجھل والسفۃ والھزل والعجز والبخل وکل ما لیس من صفات الکمال المبیّن عظیم قدرتہ بکمال قدوسیتہ وجمال سبوحیتہ عن وصمۃ خروج ممکن او ولوج ... قولہ الحق ووعدہ الصدق ومن اصدق من اللہ قیلا: وکلامہ الفصل وما ھو بالھزل فسبحٰن اللہ بکرۃ واصیلا لذاتہ القدم ولنعتہ القدم فلا حادث یقوم ولا قائم یحول وکلامہ ازلی فصدقہ ازلی فلا الکذب یحدث ولا الصدق یزول والصلاۃ والسلام علی الصادق المصدوق سید المخلوق النبی الرسول الامی بالحق

من عند الحق لدین الحق علے وجه الحق والحق یقول فهو الحق وکتابه الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلے الحق النزول واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریك له حقا حقا واشهد ان محمدا عبده ورسوله بالحق ارسله صدقا صدقا فصلوات الله وسلامه علیه وعلے اٰله وصحبه وکل من ینتمی الیه. وعلینا معهم. وبهم ولهم یاارحم الراحمین. اٰمین اٰمین. اٰله الحق اٰمین قال المصدق لربه بتوفیقه العظیم المسبح لمولاه عن کل وصف ذمیم: عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی صدق الله تعالٰی قوله فی الدنیا والاٰخرة وصدق فیه ظنه بالعفو والمغفرة. اٰمین ۔

الجواب ـــــــ اللّٰهمّ هدایة الحقّ والصّواب

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ بحول وقوت رب الارباب اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولٰے جل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اُس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت والوں [الی] تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام ایک ضروری مقدمہ ان پر متقدم کرتا ہے۔ تنزیہ اوّل میں ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات متین جن سے بحمد اللہ شمس وامس کی طرح روشن ومبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد ومکابرہ یا جاہلانہ خیال تنزیہ دوم میں بفضل ربانی دعوے اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل وبے دلیل تنزیہ سوم میں امام وہابیہ ومعلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گذاری اور اُن حضرت کے اوہام باطلہ وہذیانات عاطلہ کی نازبرداری، کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور اُن کے مرجع وملجا وماخذ ومنتہی انہیں کے سخن تنزیہ چہارم میں جہالات جدیدہ کا علا[ج] کافی اور اس امرحق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید اس مزلہ حادثہ سے منزلوں بعید خا[تمہ میں] جواب مسائل وحکم قائل والحمد للہ مجیب السائل ۔

مُقدمہ

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مسلمان کا ایمان ہے کہ مولٰے سبحانہ

وتعالیٰ کے سب صفات، صفاتِ کمال بر وجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن نہیں یوں ہی معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بر وجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اُس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں، ان کا کوئی ذرہ اُس کے احاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو نہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و موہوم میں کوئی شے و مفہوم بے اُس کے تعلق کے نہ رہے، اگرچہ وہ اصلاً صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو، اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو، اب احاطہ و دائرہ کا تفرقہ دیکھیے (۱) خلاق کبیر جل وعلا فرماتا ہے خالق کل شیٔ فاعبدوہ وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اُسے پوجو یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات وصفات باری عز مجدہ مخلوقیت سے پاک (۲) سمیع بصیر جل مجدہ فرماتا ہے انہ بکل شیٔ بصیر وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ تمام موجوداتؐ قدیمہ وحادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنے مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک

؎ فائدہ اعلم انہ ربما یلمح کلام القاری فی منح الروض الی تخصیص بصارہ تعالی بالاشکال و الالوان وسمعہ بالاصوات والکلام وقد صرح العلامۃ اللقانی فی شرح جوھرۃ التوحید بعمومھما کل موجود وتبعہ سیدی عبد الغنی فی الحدیقۃ وھذا کلام اللقانی قال لیس سمعہ تعالی خاصا بالاصوات بل یعم سائر الموجودات ذوات کانت اوصفات فیسمع ذاتہ العلیۃ وجمیع صفاتہ الازلیۃ کما یسمع ذواتنا وما قام بنا من صفاتنا کعلومنا والواننا وھکذا ابصرہ سبحانہ وتعالی لایختص بالالوان ولا بالاشکال والاکوان فحکمہ حکم السمع سواء بسواء فمتعلقھما واحد اھ اما ما قال اللقانی قبل ذلک حیث عرف السمع بانھا صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ تعالی یتعلق بالمسموعات او بالموجودات الخ والبصر بانہ صفۃ ازلیۃ تتعلق بالمبصرات او بالموجودات الخ **فاقول** لایجب ان یکون اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولاً بالمبصرات معتمدا علی بداھۃ تصورہ ثم اردف بالموجودات فی اراعن صورۃ الدرو ولیس فی التعبیرین تنافٍ اصلا فان المبصر [illegible]ق بہ الابصار ولیس فیہ دلالۃ علی خصوصیۃ شیٔ دون شیٔ فاذا کان الابصار یتعلق بکل شیٔ کان المبصر والموجود متساویین نعم لما کان ابصارنا الدنیوی العادی مختصا باللون ونحوہ ربما یسبق الذھن الی ھذا الخصوص فازال الوھم بقولہ او بالموجودات اتیا بکلمۃ او للتخییر فی التعبیر وھذا نکتۃ اخری للاردات وانما لم یکتف بہ لان ذکر

(الباقی علی الصفحۃ الاٰتی)

پہنے کر ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے، جو اصلاً ہے ہی نہیں وہ نظر کیا آئے گا. تو نقصان جانب قابل ہے نہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے قد افتی ائمۃ سمرقند و بخارا انہ (یعنی المعدوم) غیر مرئی وقد ذکر الامام الزاھد الصفار فی اٰخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیۃ وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لا یصلح ان یکون مرئیاً للہ تعالٰی وکذا اقوال السلف من الاشعریۃ والماتریدیۃ ان الوجود علۃ جواز الرؤیۃ مع الاتفاق ان المعدوم الذی یستحیل وجودہ لاتتعلق برؤیتہ سبحانہ اھ، شرح السنوسی للجزائریہ میں ہے انھما (یعنی سمعہ تعالٰی وبصرہ) لا یتعلقان الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید اھ، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے المعدومات التی ما ارادھا[1] اللہ تعالٰی ولا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) المبصرات ادخل فی التمیز ثم اقول تحقیق المقام ان الابصار لاشک انہ لیس کالارادۃ والقدرۃ والتکوین التی لایجب فعلیۃ جمیع التعلقات الممکنۃ لھا بل ھو من الصفات التی یجب ان تتعلق بالفعل بکل مایصلح لتعلقھا کالعلم فعدم ابصار بعض مایصلح ان یبصر نقص یجب تنزیھہ تعالٰی عنہ کعدم العلم ببعض مایصح ان یعلم وھذا مما لا یجوز ان یتناطح فیہ عنزان انما الشان فی تعیین مایصح تعلق الابصار بہ فان ثبت القصر علی الاشکال و الالوان والاکوان فذاک وان ثبت عموم الصحۃ کل موجود وجب القول بتحقق عموم الابصار ازلاً وابداً لجمیع الکائنات القدیمۃ والحادثۃ الموجودۃ فی ازمنتھا المحققۃ او المقدرۃ لما عرفت من انہ لایجوز ھھنا شیئ منتظر لکن الاول باطل للاجماع علی رؤیۃ المومنین ربھم تبارک وتعالٰی فی الدار الاٰخرۃ فکان اجماعاً علی ان صحۃ الابصار لاتختص بماذکر وقد صرح اصحابنا فی ھذا البحث ان مصحح الرؤیۃ ھو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انہ تعالٰی یری نفسہ فتبین ان الحق ھو التعمیم وان قولہ تعالٰی انہ بکل شیئ بصیر جار علی اصالۃ عمومہ من دون تطرق تخصیص الیہ اصلاً ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ومن اتقن ھذا تیسر لہ اجراؤہ فی السمع بدلیل کلام اللہ سبحانہ وتعالٰی فافہم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ ... عنہ

[1] اقول قولہ ما ارادہ ولا تعلقت ولا کشف عبارات شتی عن معبر واحد وھو دوام العدم المناقض للوجود بالفعل فان کل ما ارادہ اللہ تعالٰی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل وبالعکس وما کان کذلک فقد کشف العلم عنہ موجوداً بالاطلاق العام وبالعکس وذلک لان العلم موجود تابع للوجود کالوجود للمخلوق الابتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الابترجیح الارادۃ کما تقرر کل ذلک فی مقرہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

تعلقت القدرة بایجادها فی ازمنتها المقدرة لها ولا کشف عنها العلم موجودة فی تلک الازمنة فلا یتعلق بها السمع والبصر وکذٰلک المستحیلات بخلاف العلم فانه یتعلق بالموجود والمعدوم (۳) قوی قدیر تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے وھو علےٰ کل شیٔ قدیر ؀ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے ؛ یہ موجود و معدوم سب کو شامل ۔ بشرط حدوث وامکان کہ واجب و محال اصلاً لائق مقدوریت نہیں ۔ مواقف میں ہے القدیم لا یستند الی القدرة ، شرح مقاصد میں ہے لا شیٔ من الواجب والممتنع بمقدور ، امام یافعی فرماتے ہیں جمیع المستحیلات العقلیة لا تعلق للقدرة بہا ، کنز الفوائد میں ہے خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرة و الارادة بہما ، شرح فقہ اکبر میں ہے ما یمتنع بنفس مفہومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم لا یدخل تحت القدرة القدیمة (۴) علیم خبیر عز شانہ فرماتا ہے وھو بکل شیٔ علیم ؀ وہ ہر چیز کو جانتا ہے ؛ یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حادث و موجود و معدوم و مفروض و موہوم غرض ہر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج نہیں ، یہ اُن عمومات سے ہے جو عموم قضیۂ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص ہیں ؛ شرح مواقف میں فرمایا علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممکنة والواجبة والممتنعة فھو اعم من القدرة لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شیٔ مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ[1] فرمایا ، جو اُس کے قابل اور اُس کے احاطہ میں داخل نہیں ، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آنا ، معاذ اللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا ، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مہجور رہنا عیاذاً باللہ احاطۂ بصر الٰہی میں باعث فتور نہ ہوا ، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا ، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات[2] میں ہونے کے

---

[1] ای شملت ما فی دائرتہا وان لم یشملہ اللفظ کما فی العلم ولم تشمل ما لیس فیہا وان شملہ اللفظ کما فی الخلق وذٰلک ان الشیٔ عندنا یختص بالموجود قال تعالیٰ اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا ؀ ویعم الواجب قال تعالیٰ وقل ای شیٔ اکبر شہادة قل اللہ ؀ فافہم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] یشیر الی ان مصحح المقدوریة نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

قابل ہے، اُس سب پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات ومحالات عقلیہ کو بھی شامل ہو، جو اصلاً تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنے ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے، تو موجود ہو جائے۔ پھر یہ دونوں کیوں کر جمع ہو سکتے ہیں؟ اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرۂ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت، کہ محالات مصداق وذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتی کہ فرض وتجویز[1] عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی، یا ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کے عموم سے رہ گئی. یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مغویان تازہ جو اسی مسئلہ کذب ودیگر نقائص وغیرہا کی بحث میں بے علموں کو بہکاتے ہیں، کہ مثلاً کذب یا فلان عیب یا فلان بات پر اللہ عزوجل کو قادر نہ مانا، تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا، اور ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کا انکار ہوا، یہ اُن ہوشیاروں کی محض عیاری وتنزویر اور بے چارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے ایہا المسلمون قدرت الٰہی صفت کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے، نہ معاذ اللہ صفت نقص وعیب، اور اگر محالات پر قدرت مانئے، تو ابھی انقلاب ہوا جاتا ہے، وجہ سُنئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال، محال سب ایک سے، معہذا تمہارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہئے، اتنا ہی عجز وقصور سمجھئے، تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں، اور منجملۂ محالات سلب قدرت الٰہیہ بھی ہے، تو لازم کہ اللہ تعالے اپنی قدرت کھودینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا[2] لینے پر بھی قادر ہو، اچھا عموم قدرت مانا، کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی، یونہی منجملہ محالات عدم باری عزوجل ہے، تو اس پر بھی قدرت لازم اب باری جل وعلا عیاذاً باللہ واجب، الوجود نہ ٹھہرا، تعمیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی پرسے ایمان گیا تعالی اللہ عما یقول الظلمون علواً کبیرا ○ پس بحمد اللہ ثابت ہوا، کہ کمال پر قدرت ماننا

---

[1] اور یہ تفسیر المراد بالفرض ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] مگر یہہات حضرات نجدیہ سے کیا گلہ، اُن کا امام علم الٰہی کو صراحۃً اختیاری لکھ چکا کما سیاتی فی التنزیہ الثالث تو جب اُس کے نزدیک باری تعالے اپنے آپ کو جاہل بنانے پر قادر ٹھہرا، عاجز بنانے پر بھی سہی چو آب از سر گزشت چہ یک نیزہ یک دست ۱۲ س عفاعنہ ورحمہ اللہ تعالی

قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب باری عزاسمہ کو سخت عیبؔ لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا ہے۔ بلند انصاف حضرات یہ تو حالات اور اہلِ سنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں، کہ ان حضرات کے مغالطہ و تلبیس سے امان میں رہیں واللہ الموفق ؎

تنزیہ اوّل ارشادات علما میں

اقول وباللہ التوفیق میں یہاں ازالۂ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناع کذب الٰہی پر تمام اشعریہ و ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں، جس کے باعث اس وہم عاطل کا علاج قائل ہو، کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہا ہے، حاش للہ بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے، جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہم فرق باطلہ بھی متفق، ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگِ ثبوت پائے گا، اول ظاہر وجلی یعنی وہ نصوص جن میں امتناع کذب پر صراحۃً اجماع منصوص، دوم اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی، تاکہ معادم ہو کہ مسئلہ [illegible] نہیں سوم وہ عبارات جن میں بنائے کلام حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو، کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو لاجرم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہوا، اگرچہ عند التحقیق صرف حسن و قبح بمعنے استحقاق مدح و ثواب وذم وعقاب کی شرعیت و عقلیت میں تجاذب آرا ہے، نہ بمعنے صفت کمال و صفت نقصان کہ یاں

ؔ مگر بیہات حضرات وہابیہ سے کیا شکایت، اُن کا امام باری عزوجل کے حق میں تمام عیوب و نقائص و فواحش کو ممکن مان چکا، جس کا ایضاح بازغ و رد بالغ حضرت مصنف علام تنزیہ سوم میں افادہ فرمائیں گے، اور طائفۂ نجدیہ کے ایک رکن رکین کو امام الطائفہ کی حمایت جاہلیت حائفہ کی حمیت جواب تحقیق الفتوی میں اس پر لائی کہ باری سبحانہٗ کا تمام قبائح و شنائع سے متصف ہونا صاف صاف ممکن لکھ [illegible] پھر جب علمائے اہل سنت کی طرف سے دار و گیر ہوئی، دوسرے رسالہ میں یہ طرفہ اعجوبہ گڑھا کہ نہ ممکن نہ محال بلکہ ممتنع بالغیر ہے، اے سبحان اللہ کسی نے سچ کہا تھا کہ مصنفان رسالہ یکروزی وکلام الفاضل نہ مسلم نہ کافر بلکہ وہابی ہیں، پھر اضطراب کی یہ حالت کہ خود اسی رسالہ میں لکھ گیا، ممتنع بالغیر وہی ہوتا ہے جو ممکن ہو، سچ ہے خدا جسے گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین ۱۲ س عفاعنہ و رحمہ اللہ

معنے باجماع عقلاً عقل ہیں کمانصوا علیہ جمیعاونبہ علیہ ھھنا المولیٰ سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمولی المحقق علے الاطلاق کمال الدین محمد بن الھمام وغیرھما من الجھابذۃ الکرام اب بتوفیق اللہ تعالےٰ نصوص ائمہ وکلمات علما نقل کرتا ہوں :۔

نص ۱۔ شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علے اللہ تعالیٰ محال اھ ملخصاً، جھوٹ باجماع علما محال ہے کہ وہ بالاتفاق عقلا عیب ہے، اور عیب اللہ تعالےٰ پر محال۔ نص ۲۔ اسی کی بحث حسن وقبح میں ہے قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال ۔ نص ۳۔ اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے محال جھلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذٰلک اللہ تبارک وتعالےٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اُسے ان سے۔ نص ۴۔ اسی میں ہے الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومحال الملاحدۃ فی العناد ومنہا بطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعا اھ ملتقطا یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے ۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے ، ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے ، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے ، اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے ، کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں ، اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں ، تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے ۔ نص ۵ . شرح عقائد نسفی میں ہے کذب کلام اللہ تعالیٰ محال اھ ملخصاً کلام الٰہی کا کذب محال ہے ۔ نص ۶ ۔ طوالع الانوار کی فرع متعلق بمبحث کلام میں ہے الکذب نقص والنقص علے اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ۔ نص ۷ مواقف کی بحث کلام میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً اما عند المعتزلہ فلان الکذب قبیح وھو سبحانہ لا یفعل القبیح واما عندنا فلانہ نقص والنقص علے اللہ تعالیٰ محال اجماعاً یعنی اہل سنت ومعتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے ، معتزلہ تو اس

لئے محال کہتے ہیں کہ کذب برا ہے، اور اللہ تعالیٰ برا فعل نہیں کرتا، اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ نص ۸ مواقف وشرح مواقف کی بحث حسن وقبح میں ہے مدرک امتناع الکذب منه تعالیٰ عندنا لیس هو قبحه العقلی حتیٰ یلزم من انتفاء قبحه ان لا یعلم امتناعه منه اذله مدرک اٰخر قد تقدم اھ ملخصاً یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے، اس کے عدم سے لازم آئے، کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے، بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے کہ اوپر گذری۔ یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال۔ نص ۹۔ انہیں کی بحث معجزات میں ہے قدمنا فی مسئلة الکلام من موقف الالٰهیات امتناع الکذب علیه سبحانه وتعالیٰ یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلۂ کلام میں بیان کر آئے، کہ اللہ تعالیٰ کا کذب زنہار ممکن نہیں۔ نص ۱۰۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں یستحیل علیه تعالیٰ سمات النقص کالجهل والکذب جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔ نص ۱۱۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں لا خلاف بین الاشعریة وغیرهم فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالیٰ عنه منزه وهو محال علیه تعالیٰ والکذب وصف نقص اھ ملخصاً یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں، اور کذب صفت عیب ہے۔ نص ۱۲۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قوله تعالیٰ فلن یخلف الله عهده یدل علی انه سبحانه منزه عن الکذب فی وعده ووعیده قال اصحابنا لان الکذب صفة نقص والنقص علی الله تعالیٰ محال وقالت المعتزلة ان الکذب قبیح لانه کذب فیستحیل ان یفعله فدل علی ان الکذب منه محال اھ ملخصاً اللہ عزوجل کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا۔ دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ہر وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے اصحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے، اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری

عزوجل سے صادر ہونا محال. غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلاً امکان نہیں رکھتا. نص ۱۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ ج وھو السمیع علیم پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی باتوں کا، اور وہی ہے سُنتا جانتا، امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں اعلم ان ھذہ الاٰیۃ تدل علی ان کلمۃ اللہ تعالیٰ موصوفۃ بصفات کثیرۃ (الی ان قال) الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونہا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے ازانجملہ اُس کا سچا ہونا، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال. نص ۱۴۔ یہیں فرماتے ہیں. صحۃ الدلائل السمعیہ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے. نص ۱۵۔ زیر قولہ تعالےٰ ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحنہ بعض تمسکات معتزلہ کے ردّ میں فرماتے ہیں اجاب اصحابنا عنہ بان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے. نص ۱۶۔ علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد میں انہیں امام ہمام سے ناقل صدق کلامہ تعالیٰ لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ماثبت قدمہ امتنع عدمہ کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے، تو اُس کا کذب محال ہوا، کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے، اُس کا عدم محال ہے ۔ تنبیہ انہیں امام علام کا ارشاد کہ کذب الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے. انشاء اللہ تعالیٰ تنزیہ چہارم میں آئے گا. نص ۱۷۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے. ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال، اللہ تعالےٰ اِس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اُس کی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالےٰ پر محال. نص ۱۸۔ تفسیر مدارک شریف میں ہے :۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ تمییز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ

الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہ لکونہ اخباراً عن الشیٔ بخلاف ما ھو علیہ آیت میں استفہام انکاری ہے، یعنی خبر و وعدہ وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں، کہ اُس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔ نص ۱۹ تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحٰنہ دون غیرہ، آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالےٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اَوروں کے۔ نص ۲۰ تفسیر روح البیان میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ انکار لان یکون احد اکثر صدقاً منہ فان الکذب نقص وھو علی اللہ محال دون غیرہ اھ ملخصاً آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے نہ اُس کے غیر پر۔ نص ۲۱ شرح السنوسیہ میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال لانہ دناءۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ وہ کمینہ پن ہے۔ نص ۲۲۔ فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے ممتنع علیہ الکذب اتفاقاً لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعاً کذب الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالےٰ پر بالاجماع محال۔ نص ۲۳۔ شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالےٰ پر محال تو کذب الٰہی

لہ اقول استدل قدس سرہ بالقبح اما فی نظر الظاھر فلانہ رحمہ اللہ تعالیٰ من ائمتنا الما تریدیہ ولذا عدلت عنہ الاشاعرۃ کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کما سمعت نصہما واما عند التحقیق فلان عقلیۃ القبح بھذا المعنی من المجمع علیہ بین العقلاء وھولاء الاشاعرۃ رحمہم اللہ تعالیٰ انفسہم ناصون بذلک فلا علیک من ذھول من ذھل کما اومأنا الیہ فی صدر البحث واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل وعجز الٰہی + کہ سب محال ہیں، اور صلاحیت قدرت سے خارج۔ **نص ۲۴**۔ اُسی میں ہے لا یصح علیہ تعالیٰ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہا نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پر حرکت وانتقال وجہل وکذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال + **نص ۲۵**۔ کنز الفوائد میں ہے تقدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً وعقلاً اذ ھو قبیح یدرک العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالیٰ عقلاً وشرعاً کما حققہ ابن الہمام وغیرہ اللہ عزوجل بحکم شرع وبحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اُس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً وشرعاً ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی + **نص ۲۶**۔ مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔ **نص ۲۷**۔ مسلم الثبوت میں ہے المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحٰنہ اھ ملخصاً مع الشرح حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہل سنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اُسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہُوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں، اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے، وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اُس کی شان میں محال عقلی۔ **نص ۲۸**۔ مولٰنا نظام الدین سہالی اُس کی شرح میں لکھتے ہیں الکذب نقص لان ماینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیہ بذٰلک اثبت الحکماء الذین ہم غیر متشرعین بشریعۃ الاستحالات المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصاً جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے، وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ

حکما تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے کہ منافی و دروغ گوئی جمع نہ ہوں گی جیساکہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے۔ نص ۲۹۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی ملک العلماء فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صادق قطعا لاستحالۃ الکذب هناك اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔ نص ۳۰۔ افسوس کہ امام وہابیہ کے نسباً چچا اور علماً باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی، کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہٖ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عهدہ یوں تصریح فرمائی "خبر او تعالیٰ کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانیست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد در حق او تعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان محض است اھ ملخصاً" مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان ممکن مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے آمین، یہاں نصوص ائمہ و تصریحات علما میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت، بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبہ یاد دلانے تنبیہ پر سلامت، عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر و اذ وعیت ما القی علیك الیراع وتبین الاجماع وبان ان لیس لاحد نزاع فلا علیك من اضطراب مضطرب والحمد للہ المنزہ عن الکذب۔

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ میں

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ بتوفیق مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے جن میں خمسہ اولیٰ کلمات طیبات ائمہ کرام و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک المنام میں ارشاد وانعام ہوئیں، اور باقی پچیس ہادی ابجل عز وجل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القا کی گئیں والحمد للہ رب العلمین:۔

دلیل اول کہ نصوص سابقہ میں بکرر گذری جس پر طوالع[۱] و شرح مقاصد[۲] و مسائرہ[۳] و مسامرہ[۴] و مفاتیح الغیب[۵] و مدارک[۶] و بیضاوی[۷] و ارشاد العقل[۸] و روح البیان[۹] و شرح سنوسیہ[۱۰] و شرح ابہری[۱۱] و شرح

عقائد جلالی[12] و کنز الفوائد[13] و مسلم الثبوت[14] و شرح نظامی[15] و فواتح الرحموت[16] وغیرھا کتب تفسیر واصول میں تعویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلیلہ ہے، جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کما لا یخفی علی من طالع کلمات القوم، شرح عقائد نسفی میں ہے الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید لان اضدادھا نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالیٰ عنہا شرح سنوسیہ میں ہے اما برھان وجوب السمع والبصر و الکلام للہ تعالیٰ فالکتاب والسنۃ والاجماع وایضاً لو لم یتصف بہا لزم ان یتصف باضدادھا وھی نقائص والنقص علیہ تعالیٰ محال شرح مواقف میں ہے لا طریق لنا الی معرفۃ[1] الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزہ عن النقائص اقول و باللہ التوفیق بداہت عقل شاہد ہے کہ آلہٖ عز مجدہ جمیع عیوب و نقائص سے منزہ اور اس کا ادراک[2] شرع پر موقوف نہیں، ولہٰذا بدرت عقلائے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل وعلا میں ہمارے موافق ہوئے وان یثبتوا بجہلہم ما یستلزم النقص غیر دارین انہ کذلک بل زاعمین[3] انہ ھو الکمال ولا عبرۃ بسخافات الحمقاء الذین لا عقل لہم ولا دین اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرھم اجمعین یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے منہا ما فی المواقف وشرحہا قال جمہور الفلاسفۃ لا یعلم الجزئیات المتغیرۃ والا فاذا علم مثلا ان زیداً فی الدار الآن ثم خرج عنہا فاما ان یزول ذالک ویعلم انہ لیس فی الدار او یبقی ذالک العلم بعینہ بحالہ والاول یوجب التغیر فی ذاتہ من صفۃ الی اخریٰ والثانی یوجب الجہل وکلاھما نقص یجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ اھ ومنہا ما فیہ ایضاً اما الفلاسفۃ فانکروا القدرۃ بالمعنی المذکور لاعتقادھم انہ نقصان واثبتوا لہ

---

[1] ای عقلا اذ فیہ الکلام بدلیل الحصر فافاد ان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالاتصاف بشیٔ منہا محال عقلا ۱۲ منہ [2] وقد صرح بہ فی الکنز وشرح المواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ واما السید فلما عرفت آنفا ۱۲ منہ [3] کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیأتی ۱۲ منہ

الایجاب زعمامنہم انہ الکمال التام پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجیے تو مسئلہ اعلیٰ ضروریاتِ دین سے ہے، جس طرح قرآن وحدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی، یوں ہی ہر عیب ومنقصت سے اُس کی تنزیہ وتقدیس اور خود کلمۂ طیبہ سبحٰن اللہ واسمائے حسنیٰ سبوح وقدوس کے معنی ہی یہ ہیں، ولہٰذا تسبیحات حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وارد سبحٰن الذی لاینبغی التسبیح الا لہ جس کے باعث تو قہ دلا پر وقف اور تسبیحوہ کو اُس سے فصل کیا گیا، پھر رتبۂ اجمال میں اُس پر اجماع اہل اسلام منعقد کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب ونقائص روا نہ رکھے گا فالاجماع فی الدرجۃ الثالثۃ من الادلۃ لا انہ العمدۃ فی اثبات المسئلۃ کما وقع عن بعض الاجلۃ فاعرف ؎

دلیل دوم۔ العظمۃ للہ اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں ملحدوں کو اعتراض ومقال وعناد وجدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں دلائل قرآن عظیم ووحی حکیم یکدست ہاتھ سے جائیں، حشر ونشر وحساب وکتاب وجنت ونار وثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں، کہ آخران امور پر ایمان صرف اخبار الٰہی سے ہے، جب معاذاللہ کذب الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الٰہی میں احتمال رہے گا. شاید یوں ہی فرما دی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون؛ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، جس کی عبارت نص چہارم میں گذری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا اس کی طرف اشعار کیا، کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے ہیں ولا یجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علی اللہ تعالیٰ بالدلائل السمعیۃ لزوم الدور وھو باطل اقول وباللہ التوفیق تنویر دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود وعدم دونو سے یکساں نسبت ہو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اُس کے ازلاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہیں کر سکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلاً رسائی نہیں پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے، کہ اگرچہ کذب الٰہی زیر قدرت

ہے، مگر مجھے اُس کے ارادہ پر خبرت ہو کہ ازل سے ابدتک بولانہ بے ارادہ پر حکم وہیں کر سکتے
ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے کقولہ تعالےٰ لا
یکلف اللہ نفسًا الّا وسعہا وقولہ تعالےٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر امام
فخر الدین رازی تفسیر سورۂ بقر میں زیر کریمہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون o فرماتے ہیں
الآیۃ تدل علی فوائد (الی ان قال) ثانیہا ان کل ماجاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز
المصیر الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی اور تفسیر سورۂ انعام میں زیر قولہ تعالیٰ قل اللہ
شہید بینی وبینکم تفرماتے ہیں المطالب علی اقسام ثلثۃ منہا مایمتنع اثباتہ بالدلائل
السمعیۃ فان کل ماتوقف صحۃ السمع علی صحتہ امتنع اثباتہ بالسمع والالزم الدور
ومنہا مایمتنع اثباتہ بالعقل وھو کل شئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع
فی احد الطرفین اصلا فالقطع علی احد الطرفین بعینہ لا یمکن الا بالدلیل السمعی الخ
امام الحرمین قدس سرہ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں اعلموا وفقکم اللہ تعالیٰ ان اصول العقائد
تنقسم الی مایدرک عقلا ولا یسوغ تقدیر ادراکہ سمعا والی مایدرک سمعا ولا یتقدر
ادراکہ عقلا والی مایجوز ادراکہ سمعا وعقلا فاما مالا یدرک الا عقلا فکل قاعدۃ
فی الدین یتقدم علی العلم بکلام اللہ تعالیٰ ووجوب اتصافہ بکونہ صدقا اذ السمعیات
تستند الی کلام اللہ تعالیٰ وماسبق ثبوتہ فی المرتبۃ علی ثبوت الکلام وجوبا فیستحیل
ان یکون مدرکۃ السمع واما مالا یدرک الا سمعا فھو القضاء بوقوع مایجوز فی العقل
فلا یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع الخ شرح عقائد نسفی میں
ہے القضایا منہا ما ھی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیہا فکان من فضل
اللہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذالک اھ ملخصًا میں کہتا ہوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ
لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہرگز اُس پر جزم نہیں کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا
پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم ویقین کی راہ نہیں، مثلاً زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال
ہرگز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال
یقینًا سفر نہ کرے گا اور کھائے گا تو سخت جری وبے باک اور نگاہِ عقلا میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ

کیا، وہی کہ غیب کا حال معلوم نہیں، اور زید کی بات سچی ہی ہوئی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہولیا اور اب تم نے کذب الٰہی کو زیر قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمال کذب ہوا ہی رہا یہ کہ خبر الٰہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر نہ کبھی بولا، نہ بولے، ہیہات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں، کہ آخر یہ خبر کلام الٰہی سے خود ایک کلام ہوگی، تو عقلاً ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہوتی ہو، پھر کونسا ذریعہ وثوق رہا، جس کے سبب عقل یقین کرسکے کہ یہ ممکن جو قدرت الٰہی میں تھا واقع نہ ہوا، **خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن** تو استحالۂ عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالۂ شرعی، وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے، اور دلائل شرع سب کلام الٰہی کی طرف منتہی کما مر من ارشاد امام الحرمین تو جس کلام الٰہی سے کذب الٰہی کا استحالہ ثابت کیجئے پہلے خود اسی کلام الٰہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کیجئے لاجرم دور یا تسلسل سے چارہ نہیں، اب عقلی و شرعی دونوں استحالے اُٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذاللہ زید وعمرو کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیرا پھر حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ھذا ما عندی فی تقریر دلیل ھٰؤلاء الاعلام وفی المقام ابحاث طوال تعرف بالعوض فی لجج الکلام ؀

دلیل سوم، مواقف و شرح مواقف میں ہے اما امتناع الکذب علیہ تعالیٰ عندنا فلثلثۃ اوجہ (الی ان قال) وایضاً فیلزم علٰی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ سبحانہ ان نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا یعنی کذب الٰہی محال ہونا ہم اہل سنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے، ایک یہ کہ اُس کے کلام میں کذب آئے، تو بعض وقت ہم اُس سے اکمل ہوجائیں، جبکہ ہم اپنے کلام میں سچے ہوں **اقول تقریر دلیل** یہ ہے کہ ہر محکی عنہ میں امکان عقلی کہ انسان اُسے بروجہ صحیح حکایت کرے اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اُس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رُو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو معاذاللہ جس وقت وہ جھوٹ بولے، اور انسان اُسی بات کو مطابق واقع ادا کرے، تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے اُس سے افضل ہوجائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضمحل ہو ملنا

محال تو ثابت ہوا کہ امکان کذب محض باطل خیال فافهم والعزة لله ذی الجلال ثم اقول اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن کہ اگر کذب خالق ممکن ہو، تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق سچی اور خالق جھوٹا والعیاذ باللہ رب العالمین لیکن صدقِ خلق محال نہیں، تو کذب خالق نہیں دلیل چہارم جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا، کہ جب اہلِ سُنّت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال اقول وباللہ التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن[1] وحدیث واجماع سے ثابت مخالفان[2] عنید یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول، کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں. اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں، کہ جب ممکن جانا اور امکان نہیں، مگر جانبِ مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالٰے کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا، مگر جاہل کو صادق بالفعل ماننا ہی اُن کے مذہب نامہذب کا استیصال کر گیا، کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم تو واجب کہ صدق اُس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الٰہی سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الٰہی ازلی ہے، بعینہٖ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ ہونا ثابت فرمایا، شرح عقائد نسفی میں ہے (التکوین صفة) لله تعالٰی لاطباق العقل والنقل علے انه تعالٰی خالق للعالم مکون له وامتناع اطلاق الاسم المشتق علے الشئ من غیر ان یکون ماخذ الاشتقاق وصفا له قائما به (ازلیة) بوجوه

---

[1] اما القراٰن فقوله تعالٰی ذٰلك جزینٰهم ببغیهم وانا لصٰدقون ٥ وقوله تعالٰی ومن اصدق من الله قیلا ٥ فان المعنٰی ان الله تعالٰی اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادة واما الحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنٰی فی حدیث ابن ماجة وحدیث الحاکم فی المستدرك وابی الشیخ وابن مردویه فی تفسیر یهما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنٰی کلهم عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلے الله تعالٰی علیه وسلم واما الاجماع فظاهر لا ینکر ۱۲ منه

[2] اجماعی مسائل پر اس قسم کے دلائل میں مخالف فرض کیا جاتا ہے کہ اگر نہ مانو، تو یوں ثابت ہے خدا کی شان کہ اس دورۂ اخیرہ میں وہ فرضی مخالف بشکلِ انسان متشکل ہی ہوگیا آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے ۱۲ س رحمہ اللہ

الاول انہ یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ لما مر اھ ملخصا، اُسی میں ہے اللہ تعالیٰ متکلم بکلام ھو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشئی من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ منح الروض میں مسامرہ سے ہے الایمان من صفات اللہ تعالیٰ لان من اسمائہ الحسنٰی المؤمن کما نطق بہ الکتاب العزیز وایمانہ ھو تصدیقہ فی الازل لکلامہ القدیم ولا یقال ان تصدیقہ محدث ولا مخلوق تعالیٰ ان یقوم بہ حادث اھ ملخصًا اور جب صدق الٰہی ازلی ہُوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا، کہ اُس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں تحقیقا لمعنی التضاد اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہوچکا کہ قدیم اصلاً قابل عدم نہیں فتبصر دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہوسکے، تو اُس کا کذب اگر ہوگا، تو قدیم ہی ہوگا کہ اُس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہوسکتا، تو لازم کہ صدق الٰہی محال ہوجائے حالانکہ یہ بالداہتہ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے، زیر قول تعالےٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا امتناع کذب الٰہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں اما اصحابنا فدلیلھم انہ لو کان کاذبًا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الاٰخر فلو کان کاذبًا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئًا فانہ لایمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب حاصلا لامحالۃ **اقول** و باللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا، اس کا کاذب ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں. اگر کہیے نہ تو قول بالمتناقضین اور بداہت عقل سے خروج ہے، کہ کاذب ومتصف بالکذب نہیں، مگر وہی جو تکلم[1] بکلام کذب کرے اُسے ممکن کہہ کر اُسے محال ماننا نرا جنون ہے، اور اگر کہیئے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ اتصاف صرف لم یزل

[1] ای انشاءً لاحکایۃً اذلا کلام فیہا کما یحکی فی القراٰن العظیم جمل عن الکفار من اراجیفھم الباطلۃ ۱۲ منہ

ہیں ممکن یا ازل میں بھی، شق اور باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی، تو اُس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہُوا کہ ہر ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا امتناع زوال استحالۂ صدق کو مستلزم کہ کذب وصدق کا اجتماع محال، جب اُس کا زوال محال ہوگا، اُس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکانِ وجود ملزوم، امکان وجود لازم کو مستلزم تحقیقا لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا لعارض کما ھٰھنا تو لازم آیا، کہ صدق الٰہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اُسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی، کہ ممکن کا محال ہو جانا ہرگز ممکن نہیں، ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل، تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالٰے کا امکان کذب مانو، تو اُس کا صدق محال ہوگا، لیکن بالبداہۃ محال نہیں، تو امکانِ کذب یقیناً باطل اور استحالۂ کذب قطعاً حاصل والحمد للّٰہ اصدق قائل الدلائل الفائضۃ علٰی قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ دلیل ششم۔ اقول وبحول اللّٰہ اصول کلام الٰہی ازل میں بایجاب کلی حق تھا یا معاذ اللّٰہ اُس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح، اور ثالث میں مطابقت ولا مطابقت دونوں کا ارتفاع، اور وہ قطعاً محال، اوّلاً بالبداہۃ فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین ثانیاً باجماع عقلا حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعہ[۳] فی مجرد التسمیۃ ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق قال مولٰنا ذو الجلال فماذا بعد الحق الا الضلٰل تو لاجرم شق اول متعین اور شاید مخالف بھی اُس سے انکار نہ رکھتا ہو، اب

---

[۱] ای فلا یرضی بہ المخالف ایضاً فلا ینافی عقلیۃ البرھان وانما اکتفی بہ قصر المسافۃ والافلہ طریق قد عرفت وھو وجوب الکذب وامتناع الصدق الباطل ببداھۃ العقل ۱۲ منہ

[۲] فیہ المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[۳] الخبر عندنا الجمھور اما صادق او کاذب لانہ اما مطابق للواقع الذی ھو المخبر عنہ وھو الصادق او لا مطابق وھو الکاذب وھذہ المنفصلۃ حقیقۃ دائرۃ بین النفی والاثبات و نزاع من نازع لیس الا فی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغۃ ھل ھما بھذین المعنیین لا فی صدق ھذہ المنفصلۃ اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولٰنا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ہم پوچھتے ہیں کذب ممکن علی فرض الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا، یا نفسی کو بھی، اوّل محض بے معنی کہ صدق وکذب حقیقۃً وصف معنی ہے نہ صفت عبارت ولہٰذا شرح مقاصد میں فرمایا طریق اطراد ھذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی بر تقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم یا علی تقدیر التجزی اُس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجاباً کلیاً صادق تھا یا اُس کا غیر، شق ثانی پر قیام حوادث[1] لازم، اور اول میں انقلاب صدق بکذب کہ کلام بشر میں بھی محال، سچی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی، نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت ولا مطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین نہ رہیں۔ بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری تو سلب ضرورۃً مسلوب وہو المطلوب وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منہ سبحانہ وتعالٰی لیس علی وجہ الاختیار فان القدیم لا یستند الی المختار من حیث ھو مختار والقراٰن کلام اللہ غیر مخلوق ولا فی اقتدار فلا یستزلک الشیطٰن ان الاستحالۃ انما جاءت من قبل ان المولٰی سبحانہ وتعالٰی لم یصدر فی الازل الا کلاماً صادقاً وھو لا یقدر ان یخلق لنفسہ صفۃ حادثۃ فبقی الامکان بی بدد الامر علی ماکان دلیل ہفتم۔ وھو اخصر واظہر **اقول** وباللہ التوفیق امکان کذب اُس کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو، تو کلام لفظی

---

[1] یہاں بعض اذہان میں یہ شبہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیۂ زید قائم حق ہے کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہوگیا اور اُس کی حقیت اُسکے کذب کو مستلزم اقول ان صاحبوں نے فعلیہ ودائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ دو مطلقہ عامہ میں تناقض نہیں، مسلم الثبوت میں ہے الخبر الصادق صادق دائماً والکاذب کاذب دائماً مولٰنا قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں ولا یمکن ان یدخلافہ شیئ من الاخبار وفرق بین تحقق مصداق الخبر وصدقہ فان الاول قد یختلف بحسب الاوقات واما صدق الخبر فدائم فان صدق المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائماً فلا یدخلہ الکذب اصلا والا اجتمعا والکاذب کاذب دائماً فلا یدخلہ الصدق اھ ملخصاً ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی

کا کذب ممکن نہیں اور نہ وجود دال بلا مدلول یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور دونوں بالبداہۃ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عزوجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل ودوام ووجوب متلازم ویوجہ آخر اوضح واز ہر اقول وباللہ التوفیق تمہارے دعوے کا حاصل یہ کہ ماھو کلام اللہ تعالیٰ فھو ممکن الکذب بالضرورۃ اور شک نہیں کہ کل ما ھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں، اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماھو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضرورۃ اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ھو المشہود خواہ بالامکان کما ھو عند الفارابی ہر طرح باری عزوجل کا معاذاللہ کاذب بالفعل ہونا لازم بر تقدیر اوّل تو لزوم بدیہی اور بر تقدیر ثانی اس قضیہ یعنی بعض ماھو کلام بالامکان العام کاذب بالضرورۃ کو کبریٰ کیجئے، اور قضیۂ کل ما ھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل کو صغریٰ، ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ، والعیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ حقیقۃً یہ وجہ دلیل مستقل ہونے کے

ل المدلول ھو المعنی فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ ÷ ۲ حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیتہ فی الکلام النفسی و الا لامتنع فی اللفظی لانہ لایکون الا تعبیرا عن نفسی و لا امکان ھٰھنا لنفسی آخر غیر ھذا الموجود المفروض ان لا کذب فیہ و التعبیر عن الصادق بالکذب محال واذا امتنع فی اللفظی امتنع فی النفسی والا لزم العجز عن التعبیر فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد فیہ و ما فیجب وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لہ لوجد ذٰلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ماھو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولا یمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبا والکاذب کاذب بالضرورۃ فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضرورۃ وظاھر ان بین الوجھین بونا بینا فانھما دلیلان مستقلان حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ

قابل کما لا یخفی علی المتامل واللہ الموفق لابطال الباطل دلیل ہشتم۔ **اقول** وباللہ التوفیق، صدق الٰہی صفت قائمہ بذات کریم ہے، ورنہ مخلوق ہوگا، کہ ذات وصفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق، تو لازم کہ غیر متناہی دور ازل میں اللہ تعالیٰ سبحانہ ہو تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے، اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال، کہ تغیر مقتضی، تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا، اور منافی ذات کا وقوع تانی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور دلیل نہم۔ **اقول** وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم وہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے، تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا، فانہما ضدان والتضاد انما یکون بحسب الورود علی محل واحد اب مخالف متعسف وفور استحالات دیکھے **اولاً** لازم کہ کذب الٰہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منتظر غیر واقعہ[1] ماننا باطل ورنہ تاثر[2] بالغیر یا تخلف[3] مقتضیٰ یا تاخر[4] اقتضا یا حدوث[5] مقتضیٰ لازم آئے تعالیٰ عنہ علوا کبیرا **ثانیاً** واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الٰہیہ سب واجب للذات ہیں، **ثالثاً** صدق الٰہی محال ٹھہرے، کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔ **رابعاً** کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات کمال **خامساً** صدق صفت نقصان ہو، کہ وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال، اور عدم کمال عین نقصان۔ **سادساً**، **سابعاً**، **ثامناً** صدق کلی[5] وکذب[6] جزئی

---

[1] ان کان الاتصاف لامن قبل الذات اقول ولو لتعلق الارادۃ فان التعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ [2] ان اقتضی الذات از لام ولم یتحقق ۱۲ منہ مد ظلہ العالی

[3] ان اقتضی فیما لایزال لا فی الازل ۱۲ منہ [4] ان فرعن الکل والتزم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ

[5] یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ [6] یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن مانتا ہے ۱۲ منہ

[7] فرق بین بناء الکلام علی قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ وھی مقدمۃ عویصۃ الاثبات وبین بنائہ علی وجوبہا وامتناع ضدہا للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البرایات ۱۲ منہ رضی اللہ

جب دونوں صفت[۱] اور دونوں ممکن[۲]، تو دونوں واجب[۳] تو دونوں محال[۴] تو اجتماع[۵] نقیضین وارتفاع نقیضین واجتماع اجتماع وارتفاع سب حاصل تاسع عاشر حادی عشر بعینہ اسی طریقہ سے دونوں کمال تو دونوں نقصان تو دونوں مجمع کمال ونقصان ثانی عشر ثالث عشر رابع عشر جب دونوں صفت تو دونوں مقتضٰی تو دونوں منافی تو دونوں جامع اقتضادوتنافی خامس عشر جب دونوں مقتضٰی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود مستلزم محال ہو، خود محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذاللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے، کہ اُس کی سلگائی آگ نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، یہ سردست پندرہ استحالے ہیں، اور ہر استحالہ بجائے خود ایک دلیل مستقل تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیئس دلیلیں ہوئیں۔ دلیل بست وچہارم۔ اقول وباللہ التوفیق بالفرض اگر کذب کو عیب ومنقصت نہ مانئے، تو اتنا تو بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہیں، ورنہ مولٰے تعالٰے کے لئے واجب الثبوت ہوتا، اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لئے ایسی شے کا ثبوت بھی محال، جو کمال سے خالی ہو، اگرچہ نقص نہ ہو، علامہ سعدالدین تفتازانی مبحث رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علے ان کل مایتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفۃ کمال علامہ ابن ابی شریف شرح مسایرہ میں فرماتے ہیں یستحیل علیہ تعالیٰ کل صفۃ لاکمال ولانقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال دلیل بست وپنجم۔ اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا، کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا، کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور بعض میں اُس سے عاجز ہونے کے کوئی معنے نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل قولہ تعالےٰ لا الٰہ الا اللہ وقولہ تعالےٰ محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف

---

[۱] الاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر اٰنفاً ۱۲ منہ [۲] ای بالامکان العام اما الاول فللوجود واما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ [۳] وان کل صفۃ تجب للذات ۱۲ منہ [۴] فان وجوب کل یستلزم استحالۃ الاٰخر کما مر مراراً ۱۲ منہ [۵] فان الصدق الکلی یستلزم عدم الکذب والکذب الجزئی عدم صدق الکلی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بے توقف شرع و توقیف سمع خود حکم کرتی ہے، تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا، کہ کلام صادق ہرگز کاذب نہیں ہو سکتا، اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث و مخلوق، تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام اللہ کے حادث و مخلوق ماننے کو مستلزم، اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو، تو اپنے معتزلی کرامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو۔

دلیل بست و ششم۔ اقول وباللہ التوفیق جب بر تقدیر امکان کذب بوجہ بطلان ترجیح بلا مرجح و نیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ ہر فرد کذب قدرت الٰہی میں ہُوا تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا، ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا ہذا خلف پس صدق و کذب کا ہر ہر فرد مقدور ہُوا، اور ہر مقدور حادث، تو کلام الٰہی سے ازل میں مطابقت ولا مطابقت دونوں مرتفع اور یہ بداہۃً محال۔ **دلیل بست و ہفتم۔** اقول وباللہ التوفیق کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجیے، بہت خوش نصیب ذی عقل لبیت صرف جمال جہان آرائے حضور پُر نور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ لیس ہذا وجہ الکذاب یہ مونھ جھوٹ بولنے کا نہیں، اے شخص یہ اُس کے حبیب کا پیارا مونھ تھا، جس پر خوبی و بہار دو عالم نثار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور پاکی و قدوسی ہے اُس کے وجہ کریم کے لئے واللہ اگر آج حجاب اٹھا دیں تو ابھی کھلتا ہے، کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی، مخالف اسے دلیل خطابی کہے کہے، مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دیتا اور مسلمان کی بداہت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اُس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں یوم ینفع الصّٰدقین صدقہم یوم لا ینفع مال ولا بنون ۝ الا من اتی اللہ بقلب سلیم بایں ہمہ اگر مجال باز نہ آئے، تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی، اس کے عوض معدود جانے، بہرحال تیس کا عدد کامل مانے۔ **دلیل بست و ہشتم۔** قال اللہ عزوجل ومن اصدق من اللہ قیلا۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ اقول وباللہ التوفیق آیۂ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے، وجہ دلالت سُنیے، خادم تفسیر و حدیث و واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں، مگر حقیقۃً تفضیل مطلق و نفی برتر و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی

کوئی نہیں یعنی سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ صبغۃ یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ای ھو احسن قولا من کل من عداہ۔ علامۃ الوجود سیدی ابو السعود علیہ رحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں زیر قولہ تعالےٰ عزوجل ومن اظلم ممن افتریٰ علے اللہ کذبا فرماتے ہیں ھو انکار واستبعاد لان یکون احد اظلم ممن فعل ذٰلک اومساویا لہ وان کان سبک الترکیب غیر متعرض لانکار المساواۃ ونفیہا یشہد بہ العرف الفاشی والاستعمال المطرد فانہ اذا قیل من اکرم من فلان اولا افضل من فلان فالمراد بہ حتما انہ اکرم من کل کریم وافضل من کل فاضل الایری الی قولہ عزوجل لاجرم انہم فی الاٰخرۃ ھم الاخسرون بعد قولہ تعالےٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علے اللہ کذبا الخ والسر فی ذٰلک ان النسبۃ بین الشیئین انما تتصور غالبا لا سیما فی باب المغالبۃ بالتفاوت زیادۃ ونقصانا فاذا لم یکن احدھما ازید بتحقق النقصان لا محالۃ تولاجرم معنے آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عزوجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے، جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور پر ظاہر کہ صدق[1] کلام فی نفسہ اصلا قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف قدم وحدوث کلام یا بقاء وفنای سخن یا کمال ونقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اُس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہوا، تو سرے سے سچ ہی نہ رہا، اصدق وصادق کہاں سے صادق آئے گا؟ یہ معنے اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں، مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے اُن اغبیا پر بھی انکشاف تام پائیں گے، جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا، زیادہ مطابق واقع ہے، اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کریگا یا متعدد باتوں میں دیکھئے، تو یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ط ہم کہتے ہیں

---

[1] الصدق تارۃ ینسب الی القول واخریٰ الی القائل والکلام ھٰہنا فی المعنی الاول فلا یذھبن ھذا عنک ۱۲ منہ

لا الٰہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دُودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللّٰہ کچھ کمی ہے. تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق وصادق میں وہی مقصود ومعتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں. ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے، مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی منقول. اگر وہی بعینہٖ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانینت ہی اور پیدا کرے گا، کہ ولی سے ثبوت تک اُس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے، دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اُس کے احتمالِ کذب سے زیادہ دُور ہے اور حقیقۃً تعبیر اوّل اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دُوری ہوگی، اسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر ممہد ہولیا، تو آیۂ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللّٰہ عزّوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک ومنزہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اُس کے مساوی نہیں ہو سکتی، اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے، کچھ خوفِ خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبر اہلِ تواتر کو دیکھتے ہیں، تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت ائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت، غیر متحمل النقیض کو مفید ہوتی ہے، جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی، اگرچہ بنظر نفس ذات خبر ومخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ اُن کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، تلویح میں ہے المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیاً بانھم لم یتواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئہم علی الکذب اھ ملخصاً مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا کما حققہ فی المواقف وشرحھا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرھما اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری عزّوجل کی طرف چلیے، امکان کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورۂ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وامادۂ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو، تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی وخبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہوں گے جیسا احتمال کذب یعنی نافع

قطع و منافی جزم اس کلام پاک میں نہیں، اُس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلام الٰہی میں بھی، باقی پھر کلام الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اُس سے صدقاً بھی ہمسری نہ کر سکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنت وقایۃ اللہ لہم دامت یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولےٰ جل وعلا میں کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے، اور یہ بات قطعاً صرف اُسی کے کلام پاک سے خاص محل ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے، عصمت اگر بمعنی امتناع صدور و عدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت، اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ صادق آیا کہ من اصدق من اللہ قیلا اور العزۃ للہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثا دیکھو یہ منشا تھا علما کے اُس ارشاد کا کہ زیر آیۂ کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اُس سے کیوں کر اصدق ہو سکے، کہ اُس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد للہ رب العلمین دلیل بست ونہم۔ قال المولےٰ سبحانہ وتعالےٰ قل ای شیٔ اکبر شھادۃ ط قل اللہ اے نبی تو کافروں سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ اللہ۔ اقول اللہ کے لئے حمد و منت کہ یہ آیۂ کریمہ آیۂ سابقہ سے بھی جلی واظہر اور افادۂ مراد میں اجلےٰ وازہر وہاں ظاہر نظم نفیٔ اصدقیتِ غیر تھا اور اثبات اصدقیتِ کلام اللہ بحوالۂ عرف یہاں صراحتہً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عز وجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر و اعظم واعلےٰ ہے، اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیجئے تو ہرگز شہادت الٰہی کو شہادت اہل تواتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اُس سے بھی مہیا اور جو احتمال اُس میں باقی اُس میں بھی پیدا، تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکانِ کذب سے براءت پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے فافہم واعلم واللہ اعلم۔ دلیل سیم۔ قال ربنا عز من قائل وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ ج وھو السمیع العلیم ٥ اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق و انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی باتوں کا اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔ علما فرماتے ہیں یعنی باری عز وجل کا کلام انتہا درجہ صدق و عدل پر ہے، جس کا مثل

ف صدق قائل کے سات درجات ہیں

ان امور میں متصور نہیں، بیضاوی میں ہے بلغت الغایۃ اخبارہ واحکامہ ومواعیدہ صدقاً فی الاخبار والمواعید وعدلاً فی الاقضیۃ والاحکام ارشاد العقل السلیم میں ہے المعنی انہا بلغت الغایۃ القاصیۃ صدقاً فی الاخبار والمواعید وعدلاً فی الاقضیۃ والاحکام لا احد یبدل شیئاً من ذالک بما ھو اصدق واعدل ولا بما ھو مثلہ **اقول** و باللہ التوفیق صدق قائل کے لئے درجات ہیں، درجہ ۱ روایات وشہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روا نہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سُننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا[1] شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آثم ومردود الروایۃ نہ ہوگا، تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع ولہذا حدیث میں ارشاد فرمایا انی وان داعبتکم فلا اقول الا حقاً اخرجہ احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۲۔ ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے، مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد تشبیب ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭ سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی، نہ یہ اُس کے فراق میں محزون، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحیذ خاطر وتشویق سامع وترقیق قلب وتزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں، تاہم از انجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے، ارشاد فرمایا گیا وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ط نہ ہم نے اُسے شعر سکھایا نہ وہ اُس کی شان کے لائق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

---

[1] قال الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لا یخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من الجملۃ المنکرات کقول الانسان مثلاً طلبتک الیوم مائۃ مرۃ واعدت علیک الکلام الف مرۃ وما یجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلک لا یقدح فی العدالۃ ولا ترد الشہادۃ بہ ۱۲ منہ رضی اللہ

سلم۔ درجہ ۳۔ ان سے بھی تحرز کرے، مگر مواعظ و امثال میں اُن امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں، جیسے کلیلہ ودمنہ کی حکایتیں منطق الطیر کی روایتیں اگرچہ کلام قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر تغلیط سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود و لہٰذا قرآن عظیم کو اساطیر الاوّلین کہنا کفر ہوا، جیسے آجکل کے بعض کفار لیام مدعیان اسلام نئی روشنی کے پُرانے غلام دعویٰ کرتے ہیں، کہ کلام عزیز میں آدم وحوّا کے قصے شیطان و ملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیراہ درجہ ۴۔ ہر قسم حکایت محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کُلی کرے، اگرچہ برائے سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو، یہ درجہ مُخلص اولیاء اللہ کا درجہ ہے۔ درجہ ۵۔ اللہ عزوجل سہواً و خطاءً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے، مگر امکان وقوعی باقی ہو، یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ ان اللہ تعالٰی یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابو بکر الصدیق فی الارض رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر و الحارث فی مسندہ وابن شاہین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ درجہ ۶۔ معصوم من اللہ و موید المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو، یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ درجہ ۷۔ کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ و جلالت عظیمہ بالذات کذب وغلط کی نافی ومنافی ہو، اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گذر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے، جس سے مافوق متصور نہیں، اب اس آیۂ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق وعدل اعلٰے درجۂ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صدور ظلم وخلاف عدل باجماع اہل سنت محال عقلی ہے یوہیں صدور کذب وخلاف صدق بھی عقلاً ممتنع ہو، ورنہ صدق الٰہی غایت ونہایت تک نہ پہنچا ہوگا، کہ اس کے مافوق یک درجہ اور بھی پیدا ہوگا، یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فثبت المقصود والحمد للہ العلی الودود۔ تنبیہ۔ اقول فرق ہے دلیل سمعی کے مناط استحالہ ومظہر استحالہ ہونے میں، اول کے یہ معنے کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہے، یعنی ورود دلیل نے محال کر دیا، اگر سمع میں نہ آتا، عقلاً

ممکن تھا، یہ استحالہ شرعی ہوگا۔ اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا تسلیم استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانیے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا، یہ استحالہ عقلی ہوگا۔ فقیر نے ان تینوں دلیلِ آخرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا، اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا کما لا یخفی خلاصہ یہ کہ آیات اِتنی ہیں نہ لِم ثبوت والحمد للہ مالك الملكوت یہ بحمد اللہ تیس دلیلیں ہیں کہ عجالۃً حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوئی، تو باری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی ع درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست ؁ واللہ الهادی الی الحق المبين والحمد للہ رب العلمين ؁

تنزیہ سوم ۔ ردِّ ہذیانات امام وہابیہ

یا معشر المسلمین آن ہمارے عنایت فرما مخالفین ھداھم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا اور پیش خویش آسمان بریں پر اٹھا کر رکھ دیا اب اس کے خلاف کسی کی بات قبول ہوئی تو بڑی بات کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سننے سے پہلے ہی ٹھہرالیا کہ ہرگز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم کہ

۵ امام وہابیہ کے رد کی نفیس تمہید نصیحت آمیز

---

۱ تنبیہ ضروری۔ قطع نظر اس سے کہ اُن کے امام کا ردّ اُن کے ردّ کا امام ہے، بنظر نفس واقعۂ فتنۂ براہین بھی جس کے باعث یہ استفتا میرٹھ سے آیا اور حضرت مولٰنا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اُس براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے، انوار ساطعہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ "کوئی جناب باری عزاسمہٗ کو امکان کذب کا دھبّا لگاتا ہے"، اور براہین قاطعہ نے اسی کے دردِ حمایت و حمیت جاہلیت میں لکھا "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا" الیٰ آخر جہالاتہ الفاحشۃ تو اوّلاً بپاس امامت ثانیاً بشرم حمایت ہر طرح ملا گنگوہی صاحب پر ذلبشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت نجدیت نجدت و نہمت مکابرہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر نفخ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضای غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اُٹھائیے اور جب شیر شرزہ کا نعرۂ جانگداز سنیے امام کو چھوڑ کر حمایت سے منھ موڑ انی بری منك انی اخاف کی ٹھہرائیے والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بنائے نہ بنیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہارِ حق کے بغیر چارہ کیا ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو مے گویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

کاش خدا اتنی توفیق دے، کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پان رخصت ملے، قائل امام طریق ہے، معترض خصمِ فریق. ان حیثیتوں کے لحاظ سے نظر بچکر چلے. پھر گوشِ ہوش کو اجازتِ شنیدن ہو، پھر میزانِ خرد کو حکمِ سنجیدن، اب اگر قولِ خصم قابلِ قبول ہو، تو اتباعِ حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر وہی تم وہی تمہارے امام، جو بادہ آج بکام ہے کل بھی در جام، اس چند ساعت میں کچھ نہ بنے بگڑے، نہ رنگِ امامت جما ہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو! جو سر کے دونوں طرف گوہرِ سماعت کے کان بنے ہو، جن پر ہوا کی موجیں نیسانِ سخن سے باور ہوکر مہین مہین پھوہار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپیوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سُنتے کے موتی بناتی ہیں کیا تم میں کوئی القی السمع وھو شھید ۰ کے قابل نہیں، ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو! جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشین ہو، جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا قائل نہیں، جانِ برادر! یقین جان تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے، شب درمیان فردا لو نسمع او نعقل کا یومٌ عصیب الا ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب اُس دن رب ارجعون اعمل صلحًا کا جواب کلا ہوگا، اور طعن بے امان الم یاتکم نذیر ۰ کے جگر دوز تیر میں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے، ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوجھنے کی راہ نکالو، چل تو دیئے یہ بھی دیکھتے ہو، کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو؟ جس نے نہ صرف ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج روافض معتزلہ مرجیہ ظاہریہ کرامیہ وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ، اور ان کے علاوہ صدہا ضلالات قبیحۂ قطعیہ کی خندقیں جھنکا ئیں، اور تمہیں ان میں ٹھوکریں، ستم، لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں، اور پھر گمان یہ کہ اس بیہڑ راہ کا ہدایت مآل ہیہات ہیہات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ٭ سیهدیهم طریق الھالکینا

للہ اپنی حالت پر رحم کرو، قبل اس کے کہ پھر معذرت ربنا ھٰؤلاء الذین اضلونا السبیلا۵ کام نہ آئے، اور لا تختصموا لدیّ کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذی اتبعوا۵ کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ فقیر اس تمہید حمید و تہدید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا، اور ڈرتے ڈرتے نازک طبعوں، گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ عرض کرتا ہے ؎

کہتے تو اُن سے کہتا ہوں احوال دل مگر ٭ ڈر ہے کہ شانِ ناز پر شکوہ گراں نہ ہو

ایّھا القوم! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اوپچ کا مزہ مقدم تھا، بے باک روی میں اہلے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ ہل چلتے، جب اُبلتے، پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جا نکلے، مسجد ہو یا دیر، لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

گر بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش ٭ از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کل پکا شیطان ایک آنکھ سے راضی، دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر، دوسرے میں شفا، دور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر صراط، ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کردے تو سہی، اب ایک بڑی مصلحت سے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کر لئے، جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ **البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ** مجلد سوم[ع] فتاداے فقیر مسمّٰی بہ **العطایا النبویّہ فی الفتاوی الرضویّہ** میں مفصل و مدلل بیان کیا، یہ سوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالیٰ کا جو ب صدق باطل نہ ہو، لہٰذا رسالہ یکروزی میں امکان کذب کے قائل ہوئے، اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان بین البطلان ظاہر کیئے:-

ہذیانِ اوّل امام وہابیہ

ع۵ اب بحمد اللہ تعالیٰ وہ بارھویں جلد ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

اگر کذبِ الٰہی محال ہو، اور محال پر خدا کو قدرت نہیں، تو اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا؛ حالانکہ اکثر آدمی اُس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی، یہ محال ہے۔ تو واجب کہ اُس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو **ایہا المسلمون** حماکم اللہ شر المجنون للہ بنظرِ انصاف اس اغوائے عوام وطغوائے تمام کو غور کرو، کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پُڑیاں بندھی ہیں **اولاً** دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں، خدا نہ بول سکے، تو قدرت انسانی اُس کی قدرت سے زائد ہو، حالانکہ اہلِ سنت کے ایمان میں انسان اور اُس کے تمام اعمال واقوال واوصاف واحوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولےٰ سبحانہٗ وتعالےٰ واللہ خلقکم وما تعلمون ٥ تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے + انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اُس کے سارے افعال مولےٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اُس کے ارادہ وتکوین کے پلک مار سکے، انسان کا صدق کذب، کفر، ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے، سب اُسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا، اور اُسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العلمین ٥ تم نہ چاہو گے، مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا

ع اُس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

ماشئت کان وما تشاء یکون + لا مایشاء الدھر والافلاک

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الٰہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب

ف امام دوازدہم کا معتزلی بن کر افعال انسان کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے نہیں ماننا۔

ك علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال حضرت اُس کے رد میں یوں اپنا خبث نفس ظاہر کرتے ہیں قولہ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد چہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع والقای آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست ولہٰذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ مے شمارند الخ بقیہ عبارت سراپا شرارت زیر ہذیان ہدم آئے گی ۱۲ منہ س رحمہ اللہ تعالیٰ

نامہذب اور قرآن عظیم کا مردود مکذّب **ثانیاً۔** اقول۔ اس ذی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے جھوٹ بولنے پر قدرت ہے، یا معاذ اللہ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت[1] بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہوتا۔ تو انسان کو اس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اس کی قدرت زائد ہوگئی ولکن من لم یجعل اللہ لہٗ نورا فما لہ من نور **ثالثاً** حضرت کو اسی یکروزی میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے، اور بے شک باری عزوجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اُسکی خدائی سے منکر ہو جانا ہے، حضرات بتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا + تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا

---

[1] فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ۔ ایہا المسلمون بظاہر قدرت بڑھنے کے یہ معنے کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اُسے نہیں، وہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہرگز اس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی، اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقۃً، دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی، ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت وغباوت کہ تمغائے عامۂ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہٖ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدور رحمٰن نہ ہوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنے اصلا نہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد انسان ہے، دوسری جگہ ذاتِ رحمٰن جل وعلا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی کذلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لقد جئتم شیئا ادا ہ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ہ
ان جوز والله حمٰن ولدا : وماینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا ہ سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی قدس
سرہ القدسی مطالب وفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں فانظر اختلال ھذا المبتدع
کیف غفل عما یلزم علی ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لاتدخل تحت وھم و
کیف فانہ ان العجز انما یکون لوکان المقصود جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم
قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا
کیونکر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکر
اس کے فہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے، اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود
ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزریگا ؛ اسی میں فرمایا :-
وبالجملۃ فذٰلك التقدیر الفاسد یؤدی الی تخلیط عظیم لایبقی معہ شئ من الایمان ولا
من المعقولات اصلا یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی و
برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلا احکام عقل کا نشان + اسی میں فرمایا
وتم ھٰھنا لابن حزم ھذیان بین البطلان لیس لہ قدوۃ ورئیس الا شیخ الضلالۃ
ابلیس یعنی مسئلۂ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اس
کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس + کنز الفوائد میں ہے القدرۃ والارادۃ صفتان
مؤثرتان والمستحیل لایمکن ان یتأثر بھما اذا یلزم ان یجوز تعلقھما باعدام
انفسھما واعدام الذات العالیۃ واثبات الالوھیۃ لما لایقبلھا من الحوادث و
سلبھا عن مستحقھا جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من ھذا وھذا التقدیر
یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لایبقی معہ عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر و
لعماۃ بعض الاشقیاء من المبتدعۃ عن ھذا اصراح بنقیضہ فانظر عماء ھذا المبتدع
کیف عمی عما یلزم علی ھذا القول الشنیع من اللوازم التی لایتطرق الیھا الوھم یعنی قدرت
وارادہ دونوں صفتیں مؤثرہ ہیں، اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں، ورنہ لازم آئے کہ قدرت
وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالیٰ کے عدم اور مخلوق کو خدا کر دینے اور خالق سے جدائی

چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا قصور و فساد و نقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے، اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو، کیونکر اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں + مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علما نے اُس بد مذہب ابن حزم پر کیں، اس بد مشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں کذٰلك قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم ط واللّٰہ لا یهدی کید الخائنین ہ رابعاً اقول العزة للّٰہ، اگر دہلوی ملاّ کی یہ دلیل سچی ہو، تو دو خدا، دس خدا، ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سُنیئے، جب یہ قرار پایا، کہ آدمی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی ذات پاک کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اُس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے، تو واجب کہ مُلاّجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے، ورنہ آدمی کی قدرت جو اُس سے بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا، تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے، امام وہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے، اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کونسی ذلت و خواری باقی رہی ہے، جس کے باعث انہیں مانتے جھجکنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بزعم مُلاّجی[1] سب کے لئے اُس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا، آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ نطفہ استقرار نہ کرے، اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد خلل آسیب مانع اولاد تو جب[2] خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا بہر حال جب امور یہ

---

[1] یعنی اہل حق کے نزدیک ان کاموں اور تمام کائنات کا وقوع اُس سچے خدا کی قدرت سے ہے جو کذب و فحش و زن و ولد و ہر عیب و منقصت سے پاک ہے اس خدائے موہوم کی قدرت سے ہونا بزعم مُلاّجی ہے ۱۲ س رحمہ اللہ [2] یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہو لیے اور فرض کیجئے کہ خدائے موہوم کی زن مکتوم کے عضو مختوم میں اُس معلوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل آسیب مانع آئے تو کیا اپنی یا زوجہ کی اصلاح نہ کر سکے گا یا دہلی کے حکیموں سے علاج کرائیگا یا قول الجمیل کا گنڈا نہ ملے گا یا کسی گنگوہی پیر کا منتر نہ چلیگا بہر حال بچہ بن ہوئے ہرگز نہ ٹلے گا ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ

سابقہ ممکن ٹھہرے، تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین ۰ تو فرما کہ رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوں + تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا، اگرچہ منافی غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے، اور جب ایک ممکن تو کروڑ ں ممکن کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خامساً ملائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کریگا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے، کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے، کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلا لے، خاک پر لیٹے، کانٹوں پر لیٹے، رافضی ہو جائے، وہابی بن جائے، مگر ملائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا، اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا، اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، نہ کر سکا، تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں کر سکا تو ناقص ہوا، ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا، محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا، ملوث خدا نہیں، تو شمس وامس کی طرح اظہر واز ہر کہ دہلوی بہادر یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما قدروا اللہ حق قدرہ - والعیاذ باللہ من اضلال الشیٰطین مگر سبحٰن ربنا ہمارا سچا خدا

---

[1] حملہ السدی علی الظاہر وعلیہ عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل وغیرہا ولاشک انہ صحیح صاف لاغبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ [2] کیا خوب جب امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہو کر رہ جائیگا خدا مفتری کی زوجہ دلربا ایک مرغی سے بھی گئی گذری جو مہینے میں بیس بیس انڈے دیتی ہے یہ دن میں لاکھ لاکھ انڈے دیگی اور خداؤں کی پود بڑھ کر بندوں کے بسنے کو جگہ نہ رکھے گی ۱۲ س رحمہ اللہ +

[3] ایک رافضی قادر ہے کہ کسی نجدیہ سے تین دن کے لئے ستائیس بوسوں اور نو بلا جماع پر متعہ کرے، ایک وہابی قادر ہے کہ اپنی پناہ کو کمشنر دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سے ڈرے ایک نجدی قادر ہے کہ کٹھل چاقو سے اپنی ناک اڑا لے یا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے، ایک انبہٹی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگلی کوہی معلم سے سبق پڑھے یا دیوبندی مدرسہ میں امتحان دے کر دستار فضیلت سر پہ لپیٹے، مگر دہلوی ملوم کا خدائی موہوم ان سب باتوں پر قادر ہوگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

سب عیبوں سے پاک اور قدرت علے المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض ذوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب اُسی کی قدرت کاملہ وارادۂ ازلیہ سے ہوتے ہیں، نہ کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر، نہ کسی کی قدرت اُس کی قدرت کے ہمسر، نہ اپنے لئے کسی عیب و منقصت پر قادر ہونا، اُس کی شان قدوسی کے لائق اور درخور تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً ہ وسبحٰن اللہ بکرۃ واصیلا : والحمد للہ حمداً کثیرا

ثم اقول ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہیں، جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم دقائق درکار نہ وہ حضرت جن میں اجلہ واکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی نفس عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تا بہ اذکیہ واصاغر چہ رسد امرنا ان نکلم الناس علے قدر عقولہ . واللہ الهادی وولی الایادی ؛

ہذیان دوم مولائے نجدیہ

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را جل شانہ بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند وپر ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب مے دارد وبنا بر رعایت مصلحت ومقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد بسلب عیب کذب واتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد وتکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع نمی تواند کرد یا شخصیکہ ہر گاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از وصادر میگردد وہر گاہ کہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب مے نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود، یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفہ می کند یا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است واصلا بر ترکیب قضایا ے دیگر قدرت نمی دارد وبناءً علیہ کلام کاذب از وصادر نمی گردد ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح مے نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار ادون ست از مدح اول انتہی بلفظہ الرکیک المختل اس تلمیع باطل وتطویل لاطائل

کا یہ حاصل بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات مدائح سے ہے اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الٰہی مقدور وممکن ہو اقول وباللہ التوفیق اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حد شمار سے زائد مگران توسنیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہِ اوّلین ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ تازیانہ (۱) اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ہ للہ یہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کردنی کہ جابجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا جاتا ہے، پھر اُسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے لہٰذا ترفعاً عن عیب الکذب وتنزھاً عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے، اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ہ اور خودسرے سے اصل بنائے خودسری دیکھیے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام آئمہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالےٰ پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے، تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب وآلائش کا خدا میں آنا ممکن واہ بہادر کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز، جاہل احمق کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا، بلکہ مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہوگیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی، کہ مولےٰ عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اوّل ذکر کر آیا، کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات

ف: امام وہابیہ نے صاف تصریح کر دی کہ اللہ تعالیٰ میں ہر عیب ونقصان آسکتا ہے۔

ف: امام وہابیہ نے اللہ تعالیٰ کو عیبوں سے پاک جاننے اور ماننے کا عقیدہ صفات ازلی وابدی کی ضروری باتوں کی جڑ کاٹ دی۔

باری عزوجل متفرع ومبنی اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اُڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گذرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں، مگر افعال الٰہی سے استدلال یا یہ کہ اُس پر عیوب ونقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اُس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کیں، اور اُن میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہتہ علیم وقدیر وحکیم ومرید ہے۔ **اقول اولاً** یہ استدلال صرف انہیں صفات د کمال میں جاری، جن سے خلق وتکوین کو علاقہ داری، باقی ہزار ہا مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی؟ مثلاً مصنوعات کا ایسا بدیع ورفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا، کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف یا نوم واکل وشرب سے بھی منزہ ہے **ثانیاً** جن صفات پر دلالت افعال، وہاں بھی صرف اُن کے حصول پر دال، نہ یہ کہ اُنکا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم وعظیم بنانے کے لئے بے شک علم وقدرت وارادہ وحکمت درکار، مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلیے **اقول اولاً** بعض صفات سمع پر متقدم، تو اُن کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم **ثانیاً** سمع بھی صرف گنتی کے سلوب وایجابات میں وارد، اُن کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے، مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں، کہ باری عزّ وجل اعراض وامراض وبول وبراز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔ **ثالثاً** نصوص بھی فقط وقوع وعدم پر دلیل دیں گے، وجوب واستحالہ وازلیت وابدیت کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً بکل شئ علیم ٥ علیٰ کل شئ قدیر ٥ سے یہ بے شک ثابت کہ اُس کے لئے علم وقدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں، اور ابد تک رہیں گے، اور اُن کا زوال اُس سے محال، یوں ہی و ھو یطعم ولا یطعم ط اور لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم کا اتنا حاصل کہ کھاتا، پیتا، سوتا، اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اُس پر ممتنع **ہاں ہاں** ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعاوی کی ازلیت وابدیت ووجوب وامتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اترنے والا، ہزاراں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذی ہوش، غیر مجنون و مدہوش کے مونھ میں دفعۃً بھاری پتھر دینے والا نہ تھا، مگر وہی یقینی عقلی بدیہی، اجماعی، ایمانی

مسئلہ کہ باری تعالٰے پر عیب و منقصب محال بالذات ، جب یہی ہاتھ سے گیا ، سب کچھ جاتا رہا
اب نہ دین ہے نہ نقل ، نہ ایمان نہ عقل انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ کذٰلک یطبع اللہ علٰی
کل قلب متکبر مفتون ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوت عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام
مقدّم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو ، کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے
یا نہیں ؟ حاش للہ امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے ، آخر قرآن وحدیث میں
تو کہیں اس کا ذکر نہیں ، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل ، اگر اجماع مسلمین کی طرف رجوع لائیں
اور بے شک اجماع ہے ، مگر جانِ برادر ! یہ بے شک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب
سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا ، جب عیب سے تلوث ممکن
ٹھہرا تو اب ثبوت اجماع کا کیا ذریعہ رہا ، نقل و روایت سے ثابت کرو گے حاشا نقل اجماع درکنار
سلفاً و خلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں ، اگر کہیئے بول و براز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ
پر موقوف جن سے جناب باری منزہ تو اولاً ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے
کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزہ کے کیا دلیل ، جسے تمہارا امام و مولٰے رو بیٹھا ، ثانیاً توقف
ممنوع آخر بے آلاتِ زبان و مردمک و پردۂ گوش کلام و بصر و سمع ثابت ، یونہی بے آلات بول و براز
سے کون مانع اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے ، کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر
قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی کذٰلک ط لیحق اللہ الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ۰
مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار و امام مدعی اسلام نے کیا پس بویا ، اور کیا
کچھ کھویا ، اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسا ڈبویا ، ہزاروں کفر شنیع و ضلال فظیع کا دروازہ کیسا
کھولا ، کہ اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا ، پھر دعوٰے یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں ، باقی
سب مشرک ، سبحان اللہ یہ مونھ اور یہ دعوٰے ، او ناقص و عیبی و ملوث خدا کے پوجنے والے کس
مونھ سے اس اپنے تراشیدہ باطل موہوم کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے ، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ
کے قابل ، جس میں دنیا بھر کے عیبوں ، آلائشوں کا امکان حاصل العزۃ للہ میں اپنے رب ملک
سبوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار زبان و صد ہزار جان براءت کرتا ہوں تیرے
اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے مسلمانو تمہارے رب کے

عزت و جلال کی قسم، کہ تمہارا سچا معبود جل و علا وہ پاک و منزہ و سبوح و قدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کمالیہ ازلاً، ابداً واجب للذات اور اصلاً کسی عیب و لوث سے ملوث ہونا جزماً قطعاً محال بالذات، اس کی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری و منزہ، کہ معاذ اللہ اپنے عیبی و ناقص بنانے پر حاصل ہو نعم المولیٰ و نعم النصیر، یہ ملائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب و فواحش پر قدرت تو رکھتا ہے، مگر لوگوں کے شرم و لحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر و غضب سے ڈر کر باز رہتا ہے ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولیٰ ولبئس العشیرہ او سفیہ ملوم کذب و ظلوم الوہیت و منقصت باہم اعلیٰ درجۂ تنافی پر ہیں، آلہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات کمال واجب لذاتہ ہوں، تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے۔ پھر خدا خدا کب رہا ولکن الظٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۰ عنقریب انشاءَ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری کے لئے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں گمان نہیں کرتا، کہ اس بے باک کی طرح (مسلمانوں کی تو خدا امان کرے) کسی سمجھ والا کافر نے بھی بے دھڑک تصریح کر دی ہو، کہ عیب و لوث خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دور رہتا ہے صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا ۰ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۰ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ولیکن وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں والعیاذ بالمولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ثم اقول طرفہ تماشا ہے خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا اور باب طائفہ یوں بے وقت کی چھیڑ کر ناحق ہلکان کہ تمام امت[ف] کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ

ف امام وہابیہ کے مذہب پر خدا کی خدائی زائل ہو سکتی ہے۔

ف یہ عبارت براہین کے اسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدر استفتا میں گزرا یہاں ملا گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی مکرمنا مولوی عبد السمیع صاحب مؤلف انوار ساطعہ پر یوں منہ آتے ہیں، کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اسے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اس کے لئے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہوا۔ اگرچہ خدائی گئی۔ ہزار تف اس بھونڈی سمجھ پر۔ رہا اس مغالطہ عجز کا دندان شکن حل وہ اس رسالہ مبارکہ میں جابجا گزرا۔ سبحٰن اللہ محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جاننا الٰہی کیسے ناشخص کی تشخیص ہے۔ واللہ الہادی ۱۲ س رحمہ اللہ

ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے، مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا" حضرت ذرا گھر کی خبر لیجئے
وہاں مولائی طائفہ عجز و جہل و ظلم و بخل و سفہ و ہزل وغیرہا دنیا بھر کے سب عیوب و نقائص کے
امکان کا ٹھیکہ لے چکے ہیں، پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا، تو تمہارے امام کے
ایمان پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لیے اُس کے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اُس نے اُس خرمن سے
ایک خوشہ تسلیم کر لیا، پھر کیا قہر کیا، مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلائشی ہو سکنے پر ایمان
لایا، نہ یہ کہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے اعظم پیشوایانِ دین کی مت ہے معاذ
اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بے چارے کی کیا بُری گت ہے ثم **اقول** اس سے بڑھ کر مظلمہ
حائلہ تناقص صریح امام الطائفہ اُسی مُوںھ سے خدا کے لئے عیب و تلوث ممکن مانتا ہے، اُسی مُوںھ
سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے، تو قدرت جو گھٹ جائے گی جی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئیگی
آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے ایںہم برعلم بس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عزّ مجدہ اپنے اضلال
سے اپنی پناہ میں رکھے آمین آمین بجاہ سید الہادین محمدن الصادق الحق المبین صلوٰت
اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلٰے اٰلہ وصحبہ اجمعین **تازیانہ ۲ - اقول وباللہ التوفیق۔**
ایھا المسلمون حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزّ وجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص
کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اُسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے
دُور مانتا ہے، اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات
ومنافی جملہ تلوثات ہو، اور قطعاً جو ایسا ہوگا، اُس پر ہر عیب و نقصان محال ذاتی ہوگا، کہ ذات
سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات و منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع اور
بے شک ہم اہل سُنّت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بے شک وہ سچے کمال والا ایسا ہی
ہے اس شخص نے کہ اُس عزیز جلیل پر عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اُس کا مقتضائے
ذات نہ جانا، تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص و فاقد مرتبۂ عالی ہوا، آج وجہ معلوم

لہ وانتظر ماسنلقی علیک ان السفیہ قائل بالامکان الوقوعی بل بالوقوع لا بمجرد الامکان الذاتی ۱۲
منہ رضی اللہ عنہ ۲ہ ولا تنس ما اشرنا الیہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موحد اور اہل سنت کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے، کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائیگا اگرچہ وجب بالذات ووجوب للذات کا فرق اُس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں، جوار بعہ وزوجیت کی حالت جانتا ہے، ولہٰذا اس فرقۂ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الٰہیہ کو مقتضائے ذات نہ ٹھہرایا توجیسے معتزلہ نے تعدد قدما سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدید نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا فی ذالک **اقول** ؎

خسر الذین بالاعتزال و بالتوھب جاؤا

ذا اھل توحید وذاک موحدٌ غواء

نعم القلوب تشابھت ٭ فتناسب الاسماء

تنبیہ نبیہ جہول، سفیہ کو جبکہ اُس کے استاذ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان وتلوث باری عزوجل کا مہلکہ سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح الباطل مسمّٰی بہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال وشدت نکال کا راستہ دکھایا یعنی اُس میں بنہایت دیدہ دہنی مسائل تنزیہ وتقدیس باری تعالٰے عزوجل کو جن پر تمام اہل سنت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقۃ بتایا۔ جری بے باک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے" تنزیہ او تعالٰے از زمان ومکان وجہت واثبات رویت بلاجہت ومحاذات وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آں ہمہ از قبیل بدعات حقیقۃ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد" اھ ملخصاً، دیکھو کیسا بے دھڑک لکھدیا، کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اُسے زمانہ ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اُس کا دیدار بلاکیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہیں، سچ ہے جب اللہ تعالٰے کے لئے ہر عیب وآلائش کو ممکن ماننا سنت ملعونہ امام نجدیہ ہے، تو اُس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ وتقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت وہابیہ ہو گی، وہی حساب ہے ع کہ تو ہم درمیان ماتلخی ٭ مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے ماسمعنا بھذا فی الملۃ الاٰخرۃ ج ان ھذا الا اختلاق ج خیر یہاں تک تو نری بدعت ہی

ف دیکھنا امام وہابیہ اپنی اجماعی عقیدوں کو کیونکر گمراہ بتاتا ہے۔

بدعت تھی آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیف کی اُمنگ دون پر آکر کفر تک بڑھی، کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزّہ اور دیدار الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق تعالیٰ کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا، اور اُسے ان ناپاک مسئلوں کے ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا، اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم:

ف۔ امام وہابیہ کا کفر آمیز یقین

اچھے امام اور اچھے ماموم ع مذہب معلوم واہل مذہب معلوم۔ **تازیانہ ۳ - اقول** وباللہ التوفیق سفیہ سحیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھیئے خود مانتا جاتا ہے، کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہے حیث قال "صفت کمال ہیں ست الخ" پھر اُسے امر اختیاری جانتا ہے، کہ باری تعالیٰ نے باوجود قدرت عدم برعایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل کے کمالات اُس کے یا کسی کے قدرت واختیار سے نہیں، بلکہ اقتضائے نفس ذات بے توسط قدرت وارادہ واختیار اس کی ذات پاک کے لئے واجب ولازم ہیں نہ کہ معاذ اللہ وہ اُس کی صنعت یا اُن کا عدم اس کے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالا مال، وہ احادیث و آثار[1] تمہارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الٰہی کو باختیار الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض اُن میں سے میں بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بے باک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفات کمالیۂ الٰہی کا اختیاری اور اُن کے عدم کا زیر قدرت باری نہ ہونا آئمۂ اہل سُنّت کا مسئلہ اجماعی ہے، تو اُس نے جیسے اوپر مسائل اجماعیۂ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا، یہاں کہتے کون اس کی زبان پکڑتا ہے کہ آئمۂ اہل سُنّت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں، کہ صفت کمال کا اختیاری اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب ومنقصت ہے، کہ جب کمال اختیاری ہوا، کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا، تو عیب و نقصان بھی روا ٹھہرا، اور مولےٰ سبحانہٗ و تعالےٰ کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا، تو یہ اُس بدمشرب کا عین مذہب ہے، وہ صاف لکھ چکا، کہ باری عزوجل میں عیب و آلائش کا آنا ممکن، مگر ہاں ان پیروؤں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول

ف۔ امام وہابیہ کا کفر آمیز یقین

---

[1] عطف مفسراً ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو، جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت و جماعت کو رد کرتا جاتا ہے، پھر یہ کہنا کہ ہم سنی ہیں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ تقویۃ الایمان ع برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ میں صاف لکھ دیا "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔ حاش للہ، اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا، کہ اللہ تعالٰی چاہے تو علم حاصل کر لے، چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر، اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر! اہل سنت کے مذہب میں ازلاً ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے، نہ کہ وہ کسی کے ارادہ و اختیار سے، نہ اس کا حاصل ہونا یا نائل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بد مذہبیاں گنتے جاؤ، اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہل سنت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیھا او شک فیھا فھو کافر باللہ تعالٰی صفات الٰہی ازلی ہیں، نہ حادث، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتلائے یا ان میں تردد کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالٰی کا منکر + اقول وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حدوث و قابلیت فنا کو مستلزم اور یہ عین انکار ذات ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین تازیانہ ۴۔

اقول وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا، اور قرآن عظیم قطعاً اس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم، قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث و مخلوق، تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبد اللہ[1] بن مسعود و عبد اللہ[2] بن

---

[1] الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقۃ ابن الجوزی بوجہ آخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

عباس و جابر[3] بن عبداللہ و ابو درداء[4] و حذیفہ[5] بن الیمان و عمران[6] بن حصین و رافع[7] بن خدیج و ابو حکیم[8] شامی و انس[9] بن مالک و ابوہریرہ[10]، دس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، مگر ازاں جا کہ آئمہ محدثین کو ان[11] احادیث میں کلام شدید ہے، لہٰذا آثار و اقوال صحابۂ کرام و تابعین عظام و آئمہ اعلام علیہم رضاء المنعام استماع کیجئے (ارشاد ۱ تا ۱۰) امام لالکائی کتب السنۃ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں انبانا الشیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ انبانا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن ہرون الحضرمی حدثنا القاسم بن العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار قال ادرکت تسعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقولون من قال القراٰن مخلوق فھو کافر یعنی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے (۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے انہ یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں (۱۲) اسی میں امام علی بن مدینی سے منقول انہ کافر (۱۳) اسی میں امام مالک سے مروی کافر فاقتلوہ کافر ہے اسے قتل کرو (۱۴) جزء الفیل میں یحیٰی بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القراٰن مخلوق

---

[3] اخرج عنہ الخطیب ۱۲ منہ [4] الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ [5] الشیرازی فی الالقاب و الدیلمی فی مسند الفردوس بوجہ اٰخر ۱۲ منہ [6] الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [7] کالذی قبلہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ [8] روی عنہ الخطیب ۱۲ منہ [9] الدیلمی وھو عند الخطیب بوجہ اٰخر ۱۲ منہ [10] ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ [11] البیہقی فی الاسماء والصفات اسانیدہ مظلمۃ لا ینبغی ان یحتج بشیٔ منہا ولا ان یستشھد بہا ابن الجوزی موضوع۔ الذہبی فی المیزان والحافظ فی اللسان والسخاوی فی المقاصد باطل القاری فی المنح لا اصل لہ السیوطی فی اللاٰلی ما رأیت لھذا الحدیث من طیب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فھو کافر جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر ھذہ الاربع الامام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ (۱۵) امام احمد کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو عندنا کافر لان القراٰن من صفۃ اللہ قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی صفتوں سے ہے (۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ بے دین ہے (۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں القراٰن کلام اللہ من قال مخلوق فھو کافر قرآن کلام الٰہی ہے جو اُسے مخلوق کہے کافر ہے (۱۸) عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں فرمایا کذبوا لیس ھٰؤلاء بموحدین ھٰؤلاء زنادقۃ من زعم ان القراٰن مخلوق فقد زعم ان اللہ مخلوق ومن زعم ان اللہ مخلوق فقد کفر ھٰؤلاء زنادقۃ جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اُس[ل] نے خدا کو مخلوق کہا، اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا یہ بے دین ہیں (۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح ومعاذ بن معاذ ویحییٰ بن معین فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو کافر (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من زعم ان القراٰن مخلوق فھو کافر (۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار وعبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں القراٰن کلام اللہ ومن زعم انہ مخلوق فھو کافر قرآن کلام اللہ ہے جو اُسے مخلوق مانے کافر ہے۔

(۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا واللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم عالم الغیب والشھادۃ من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے اور ش ھذہ الاواخر فی الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعلامۃ النابلسی (۲۶) سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ وصایا میں فرماتے ہیں من قال ان کلام اللہ مخلوق

[ل] اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث ملزوم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرات نجدیہ غور کریں کہ یہ لازم شنیع یعنی معاذ اللہ ذات باری کا حادث ومخلوق ہونا ان کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں، غنیمت جانیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فہو کافر باللہ العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اُس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا (۲۷) امام فخر الاسلام فرماتے ہیں قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت اباحنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ فی مسئلۃ خلق القرآن فاتفق رائی ورأیہ علی ان من قال بخلق القرآن فہو کافر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بروایت صحیحہ ثابت ہُوا کہ اُنھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلۂ خلق قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری اور اُن کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا کافر ہے (۲۸) مولنا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں صح ہذا القول ایضاً عن محمد یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بسند صحیح مروی ہوا (۲۹ و ۳۰) فصول عمادی پھر فتاوی عالمگیری میں ہے من قال بخلق القرآن فہو کافر الخ (۳۱) خلاصہ میں ہے لو قال تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبئ نہادہ شدہ یکفر الخ (۳۲) خزانۃ المفتین میں ہے من قال بخلق القرآن فہو کافر فص سئل نجم الدین النسفی عن معلمۃ قالت تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبئ استاد نہادہ شدہ است ہل یقع فی نکاحہا شبہۃ قال نعم لانہا قالت بخلق القرآن **ایہا المسلمون** امام وہابیہ کے صرف اس ایک قول کے متعلق صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین وعلمائے دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے یہ بتیس[۳۲] فتوے ہیں جن کی رُو سے اُس پر کفر لازم[ل] اور اُس کے بہت اقوال کہ اس کے مثل یا اس سے بھی شنیع تر ہیں، اُن کا کہنا ہی کیا ہے ع قیاس کن زگلستان او بہار ش را ۔ اللّٰہم انا نسألک الختام علی الایمان والسنۃ اٰمین اٰمین یا عظیم المنۃ یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار میں تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بدمذہبیاں کیں، معتزلیت، کرامیت وغیرہما، کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیۂ اہل سُنّت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی وبے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمد اللہ تفضیل مستدل سے فراغت پائی، اب بتوفیقہ تعالیٰ تذلیل دلیل کی طرف چلئے یعنی اس ہذیان دوم میں جو اُس نے امکانِ

[ل] لم یحمدوا ان المحققین فرقوا بین اللزوم والالتزام فافہم الا یکفیہ ما فی ہذا من خسار کامل وبوار تام والعیب باللہ ذی الجلال والاکرام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اُس کا رد بلیغ سُنیئے، ذرا اُس کی تقریر مغالطہ پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل اُس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کے صفات کمال سے ہے جس سے اُس کی مدح کی جاتی ہے، اور صفت کمال و قابل مدح یہی ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اُس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کریگا کہ جھوٹ نہیں بولتا، یونہی جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے، عقلاً اس کی بھی مدح نہ کریں گے، اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجئے، پھر حل مغالطہ کا مژدہ دیجئے واللہ الھادی و ولی الایادی تازیانہ ۵۔ رب عزوجل فرماتا ہے وما انا بظلام للعبید میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں، اور فرماتا ہے لایظلم ربک احداً تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرے برابر ظلم نہیں فرماتا ۔ اقول ان آیات میں مولیٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں مُلّا جی! بھلا جو ظلم پر قدرت

۱؎ اقول اس احمق کا سارا ہذیان دفع کرنے کو صرف اُتنا جاننا کافی جو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست و چہارم گزرا کہ اللہ عزوجل پر ہر وہ شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے رہی مدح اُس کی نفی سے ہو گی جو کمال نہیں اور جو کچھ کمال نہیں وہ سب باری عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف بس ہیں ۱۲ منہ

۲؎ بحمد اللہ یہ نقص رفیع و بدیع ملائے شنیع کی ساری تقریر فظیع کو سرا پا حادی جس سے اُس کے ہذیانوں کا ایک حرف نہ بچ سکے اُس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہ چلئے ظلم الٰہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے ہاں ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا، اسی لئے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہٗ سے گنتے اور اس سے اُس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ انہیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں اور ظاہر ہے کہ صفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص سلب عیب ظلم و اتصاف کمال عدل سے ممدوح ہو گا بخلاف اُس کے جس کے اعضا و جوارح بیکار ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہو گئی ہے کہ معنے ظلم سمجھنے اور اُس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اُس سے صادر ہوا اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا زبان نہ چلے یا کوئی مونھ بند کر لے یا گلا دبا دے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے اُس سے ظلم صادر نہیں ہوتا یہ لوگ عقلاء کے نزدیک قابل مدح نہیں باالجملہ عیب ظلم سے ترفع اور اُس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں یا اُس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی، ملاحظہ کیجئے نقص اسے کہتے ہیں کہ نام کو لگی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہی رکھے، اُس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی ثنا کیجئے، کہ ظلم نہیں کرتا، اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقلاء اُس کی بھی مدح نہ کریں گے، تولاجرم باری عز و جل کو ظلم پر قادر کہئے گا، سبحان اللہ تم سے کیا دُور جب کذب وغیرہ ہر عیب و آلائش پر قدرت مان چکے، تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے، مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بیجا کو جب باری سبحانہ وتعالےٰ کو اس پر قادر مانیے گا، تو پہلے بعض اشیاء کو اُس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے۔ بسملانوں کو تو بزور زبان زور وبہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جایئے، قال تعالےٰ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں + وقال تعالیٰ قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض قل للہ تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ کا ہے + وقال تعالےٰ ام لھم شرك فی السمٰوٰت والارض کیا اُن کا ساجھا ہے آسمانوں اور زمین میں + ولہٰذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے لایوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم[1] لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے الظلم یستحیل صدورہ عنہ تعالیٰ اھ ملخصًا۔ اللہ تعالےٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے + تفسیر روح البیان میں ہے الظلم محال منہ تعالیٰ اللہ تعالےٰ سے ظلم محال ہے + تفسیر کبیر میں ہے الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملك الغیر والحق سبحانہ لایتصرف الا فی ملك نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظالم لایکون الٰھا والشیٔ لایصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الٰھیتہ صحیحا وذالك محال اھ ملخصا ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ ظلم ملک غیر میں تصرف سے ہوتا ہے اور حق تعالےٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اُس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم[2] خدا نہیں ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے سب

---

[1] لا یخفی علی الفطن الفاھم فرق ما بین تعبیر الاصل وعبارۃ العبد المترجم ۱۲ منہ [2] یعنی ظلم و الوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدور ظلم کو عدم الوہیت لازم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔
اُسی میں زیر قولہ تعالٰے ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ. الآیہ لکھتے ہیں الظالم سفیہ خارج عن الالٰھیۃ فلو صح منہ الظلم لصح خروجہ عن الالٰھیۃ ظالم بے وقوف ہے، خدائی سے خارج، تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو، تو اُس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو + یہ تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔ **تازیانہ ۶۔ قال ربنا تبارک وتعالٰی** وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا تو کہہ سب تعریفیں اُس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا نہ بنایا + **وقال تعالٰی حاکیا عن الجن** وانہ تعالٰی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ و لا ولدا ہ بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ +
اقول ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں اپنی دلیل سے چوکتے ہیں ضرور کہیں گے، کہ اُن کا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد رہتا ہے، جب تو صفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے + یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا سیدا وحصورا، سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا + حیز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچتا ہے +
تازیانہ ۷۔ قال المولٰے سبحانہ وتعالٰے وما کان ربک نسیا ہ تیرا رب بھولنے والا نہیں۔
اقول اب دہلوی مُلّا اپنی ہذیانی دلیل کو آیۂ کریمہ میں جاری کر دیکھے، رب تعالٰی ذکرہ نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب ولوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعاً اسے بھی حاصل، یونہی اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کا بھلا دینا چاہتا اور عمداً اپنے دل کو اُس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے، یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا، عقلاء ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لاجرم واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہوا، اور وہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر تعالٰی عن ذالک علوا کبیرا۔ **تازیانہ ۸۔** آیۂ کریمہ لا یضل ربی ولا ینسی: میرا رب نہ بہکے نہ بھولے + **اقول** موسےٰ کلیم علےٰ سیدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی، اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری

ف امام وہابیہ کے طور پر خدا کا اپنے علم کو بھول جانا ممکن

ف امام وہابیہ کے طور پر خدا کا بہکنا ممکن

عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب ولوث سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی، تو مجبوری کی بات میں تعریف کاہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہیگا کہ یہ راہ نہیں بھولتا، یا جب پھینکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتادی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں. یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ لیا، اُس پر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے، کہ جو گستاخ وہن دریدہ، حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب وآلائش روا کر چکا، اُس سے ان استحالوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو وضلالت وجماع وولادت سب کچھ گوارا کرے گا ؎

تیر بر جاہ انبیا انداز ٭ طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وآنچہ دانی گوے ٭ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن

تازیانہ ۹- اقول ؏ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوی ٭ جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر، دہلوی مُلّا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی دنیا بھر میں کم کوئی طائفۂ ارباب ضلالت نکلے گا جس سے ان حضرات نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اُس پر علاوہ تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کہیئے یا ضلالت کی گھانیوں کا عطر مجموعہ- اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکانِ کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا اُن کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذۂ کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالٰے سے سیکھ لکھی ہے، اُن خبیثوں نے بعینہٖ حرف بحرف اسی دلیل سے مولٰے تعالٰے کا امکانِ ظلم نکالا تھا، اور جو نقض فقیر نے ان حضرات پر کئے، بعینہٖ ایسے ہی نقضوں سے

ف: امام وہابیہ کے طور پر خدا تھک سکتا ہے
ف: امام وہابیہ کے مذہب پر خدا کا غافل ہونا ممکن
ف: امام وہابیہ کا معتزلی بنیں دکھانا

ل؎ مثلاً قال اللہ تعالٰے وما اللہ بغافل عما تعملون ہ اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے + تو مُلّاجی کے مسلک پر لازم کہ اُس کی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالٰے او لم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقھن الآیۃ + کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا اُن کے بنانے سے + اب مُلّاجی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن۔ وعلٰے ہذا القیاس ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل سنت نے اُن ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ عزوجل ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہیں قالت المعتزلۃ الآیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذلک التمدح الا اذا کان ہو قادرا علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذہب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالٰی تمدح بانہ لا تأخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذلک علیہ وتمدح بانہ لا تدرکہ الابصار ولم یدل ذلک عند[1] المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے اس لئے کہ رب عزوجل نے اُس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی، اور کسی فعل قبیح کے ترک پر مدح جب ہی صحیح ہوگی، کہ اُسے اُس کے کرنے پر قدرت ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ لنجھا اپنی تعریف نہیں کر سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا (مسلمان دیکھیں کہ معتزلی ذلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہ وہی ہذیانِ مُلّائے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انھوں نے اُس قدیم العدل پر تہمت رکھی، اُنھوں نے اُس واجب الصدق پر افترائے کذب اٹھایا، اُنھوں نے بر تقدیر تنزہ اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، اُنھوں نے گونگے اور پتھر سے ملایا وفی ذلک اقول ؎

هم اٰمنوا ظلما بظلم مليكهم ۔ ذا قائل کذبا بکذب الٰهه
لاغرو فيه اذ القلوب تشابهت ۔ فالشبه نزّاع الى اشباهه

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنیئے، امام ممدوح فرماتے ہیں، اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف فرمائی، کہ اُسے غنودگی وخواب نہیں آتی، اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ چیزیں اُس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اُس نے اپنی تعریف فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اُس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا انتہی کیوں ہم نہ کہتے تھے ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔ تازیانہ ۱۰۔ وھو الحل اقول وباللہ التوفیق صفات مدائح کے

[1] اقول بل وعندنا ایضا اذا کان الادراک بمعنی الاحاطۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] تقدم ان القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ف: حل مغالطہ میں تحقیق نفیس

درجات متفاوت ہیں، بعض مدائح اوّلی ہوتے ہیں یعنی اعلےٰ درجہ کمال۔ اور بعض تنزلی یعنے فائت الکمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اُسی کی حق میں مدح ہوں گے، جو مدائح اوّلی نہیں رکھتا صاحبِ کمال تام کا اُس پر قیاس جہل و وسواس مثلاً عبادت و تذلل خشوع خضوع و انکسار و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں، اور باری جل شانہ پر محال، کہ ان کا مداح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا، معبود عالم عز جلالہ کے حق میں عیب و منقصت ہیں بلکہ اُس کے لئے مدح تعالےٰ و تکبّر ہے، جل و علا و سبحانہ و تعالیٰ یونہی ترک نقائص و معائب میں مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اُس کے نقصان ذاتی پر مبنی، کہ وہ اپنی ذات میں سبوح و قدوس و واجب الکمال و مستحیل النقصان نہیں، بلکہ جائز العیوب والقبوح ہے، اور بنظر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے منافات نہیں رکھتا، تو غایت مدح اُس کے لئے یہ ہے، کہ جہاں تک بنے، اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے، ولہٰذا جہاں بوجہ فقدان اسباب و آلات بعض معائب و فواحش کی استطاعت نہ رہے، وہاں مدح بھی نہ ہوگی، جیسے نامرد، لنجھے، اپاہج، گونگے کا زنا نہ کرنا، چوری کو نہ جانا جھوٹ نہ بولنا کہ مناط مدح کہ دُور بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا، یہاں مفقود اور جب امکان ہے تو کیا معلوم کہ عصمتِ بی بی از بیچادری نہیں، شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل و علا کو بھی انہیں گونگوں، لنجھوں بلکہ اینٹوں، پتھروں پر قیاس کیا، اور جب تک عیب و نقصان سے متصف نہ ہو سکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا، حالانکہ یہ مدح اوّلی و کمال حقیقی تھا کہ وہ اپنی نفس ذات میں متعالی و قدوس و سبوح و واجب الکمالات و مستحیل القبوح ہے تعالی و تقدس تو یہاں عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں، نہ حاش للہ یہ اُس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت و قدح ہے و للہ الحجۃ جمیعًا: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تنبیہ نفیس۔ ایھا المسلمون! ایک عام فہم بات عرض کردوں۔ سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اُس سے بچنا صفت کمال ہے، نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہو اقول جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے، اور جو ایسا کمال ہوا، جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی، او احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا

ف: امام وہابیہ کے نزدیک خدا کے سب کمال زائل ہو سکتے ہیں

زوال امکان ہی نہ رکھے ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمانو! اللہ انصاف باری عزوجل کا صدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہوسکتا ہے، یہ کمال ہُوا یا یوں کہ وہ سبوح قدوس تبارک وتعالیٰ ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہلِ اسلام ان دونوں باتوں کو میزان ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہ کو بدعت وضلالت جاننے والا بحیلۂ مداح اُس کی مذمت وتنقیص پر اُترتا ہے، اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولیٰ کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اُس کے صدق ونزاہت وجملہ کمالات کو علےٰ وجہ الکمال ثابت کرتا ہے و الحمد للہ رب العٰلمین ○ وقیل بعد للقوم الظّٰلمین ○ للہ الحمد **عشرۂ کاملہ** نے ہذیان ناپاک گستاخ بے باک کی دھجیاں اُڑادیں، مگر ہنوز اُن کی نزاکتوں کو تو بس نہیں ع صدہا سال مے تواں سخن از زلفِ یار گفت ✦ ابھی حضرت کی اس چار سطری، چار دیواری میں شواہد وزوائد وغیرہا مفاسد سے بہت ابکار افکار ستم کیش عیار آہوانِ[1] مردم شکار کی چھلبل نظر آتی ہے، جنہیں بے خدمتِ کامل وتسکین بالغ ناشاد نامراد سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلاف مروت وفتوت ذاتی ہے۔

ف امام وہابیہ کے باقی کلام کا محققانہ رد

لہٰذا اپنے سمندِ رہوار غضنفر خونخوار صاعقۂ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا، اور خامۂ پختہ کار شہزورِ دُر شہسوار شیر گیر ضیغم شکار کو از سرِ نو رخصتِ جولاں دیتا ہوں وباللہ التوفیق تازیانہ ۱۱۔ قولہ "عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند" **اقول** اس ہوشیار عیار کی چالاکی دید نی صدق کو چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ جماد وغیرہ کی نظیریں جما سکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتۂ بدیعہ القا کرے سلب کسی شے کا بنفسہٖ ہرگز صفت کمال نہیں، ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف کمال سے موصوف اور اعلیٰ درجۂ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالےٰ کی تنزیہ وتقدیس میں اُس کے شریک ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سالبے سچے ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں، وہ جسم بھی نہیں جہت بھی نہیں، زمان بھی نہیں، مکان بھی نہیں، مصوّر بھی نہیں، محدود بھی نہیں، مرکب بھی نہیں، متجزی

ف نکتہ بدیعہ سلب کسی شے کا صفت کمال نہیں

---

[1] آہو وحشی معروف و مجازاً معشوق وبمعنے عیب وخطا ایں جا ہمیں معنے مراد ست ووصف مردم شکاری بایہام معنے ثانی بربنائے آں اضلال واغوائے عوام ست کہ ازیں خطایای امام الوہابیہ سر بر میزند ۱۲ س رحمہ اللہ

بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاذب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اُسے خواب بھی نہیں، اونگھ بھی نہیں، بہکنا بھی نہیں، بھول بھی نہیں۔ یہ اور ان جیسے صدہا اور سب صادق ہیں، مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب کو اُس مسلوب کے لئے صفت مدح وکمال جانے گا، ہاں عیوب ونقائص کا سلب اس وقت معرض مدح وبیان کمال میں آتا ہے، جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف مدح سے منبئ ہو، و لہٰذا قضایائے مذکورہ باری عزوجل کے مدائح سے ہیں کہ اِن چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان سے اُس کا سبوح وغنی وقدوس ومتعالی ہونا ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں بے شک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا، اور نقطہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اُس کے لئے خوبی نہ نکلی، کہ وہاں غنا درکنار متجزی محتاج کے محتاج المحتاج کی محتاجی ہے وعلےٰ ہذا القیاس. جب یہ امر ممہد ہولیا تو ظاہر ہو گیا کہ حقیقۃً صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم ہو مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں بے شک تعریف ہوئی، کہ جھوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہو گا اور سچا ہونا صفت کمال تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہٰذا محلِ مدح میں آیا جہاں ایسا نہ ہو وہاں زنہار نہ مفید مدح نہ مظہر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھیئے پھر دیکھیئے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیریں

کیا کیا کٹے کو پہنچتی ہیں واللہ الموفق **تازیانہ ۱۲ و ۱۳**۔ **قولہ** "اخرس وجاد کہ کسے ایشاں رابعدم کذب مدح نمی کند" اقول دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ وسنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں گونگا یا پتھر اگر جھوٹا نہ ہوا تو کیا خوبی کہ سچا بھی تو نہیں تو وہ استلزام صفت کمال جو بنائے مدح تھا یہاں منتفی، سرّ یہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم وتالی میں جب دو صفت مدح وذم محمول ہوں، تو جس فرد موضوع سے ذمیہ کو سلب کیجئے، مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو منتج بخلاف اُن چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں کہ اُن سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول پھر سلب ذم ثبوتِ مدح پر کیوں کر محمول یہاں قضیہ کل متکلم مخبر اما صادق واما کاذب تھا اخرس وجاد پر سرے سے وصف عنوانی

ہی صادق نہیں، پھر عدم کذب اُن کے لئے کیا باعثِ مدح ہو، دیکھ او ذی ہوش یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن ہو کمال حاصل ہی نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰

تکمیل جمیل۔ **اقول** او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتّر فرقے پورے گِنا کر کہیئے، رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ، نہیں تو بے شک اُس کی بڑی تعریف ہوئی، اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہیئے، تو کچھ تعریف نہیں، حالانکہ یہ سالبہ قضیئے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا، اور اُس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی، لہٰذا مدح نہ ٹھرا، کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا، بلکہ تفرقہ وہی ہے، کہ جب یہ فرقے اہلِ قبلہ کے ہیں، تو مسلمان کے حق میں اُن بہتّر کی نفی سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح سے ہُوا، اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج، تو اُن کی نفی سے کسی وصف محمود کا اُس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھرا والحمد للہ علٰی اتمام الحجۃ ووضوح المحجۃ **تازیانہ ۱۴۔** قولہٗ "بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد" **اقول** اچھا ہوتا کہ تم بھی اُسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے بس تو نہ ہوتے، اے عقل مند! وہ ماؤف اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے گا، تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔ **تازیانہ ۱۵۔** **قولہٗ** "یا قوت متفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع نے تواند کرد" **اقول** تم سے بڑھ کر فاسد المتفکرہ کون ہوگا، پھر کتنے قضایائے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایائے کاذبہ ہی کے لئے ہوگا، اور جب مطلقًا ہے، تو عقد قضیۂ مطابقہ پر بھی قدرت نہ ہوگی، تو صراحۃً وہی فارق صادق اور وہم زاہق، ہاں جس تام العقل، سالم النطق کو لطف الٰہی صدق محض کی استطاعت دے کہ بوجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو، تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا، اُسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبرٰے سے مُنبی اور کمال جلیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پہ زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج فظهر التفرقۃ وذہب الوسوسۃ **تازیانہ ۱۶ تا ۱۹۔** **قولہٗ** "یا شخصے کہ کلام صادق از و صادر گردد

دہر گاہ ارادۂ کاذب نماید آواز بند یا زبان ماؤف شود یا کسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند **اقول** ایسا تو کیا کہوں، جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کند ہاں اتنا کہونگا کہ اب کی تو اُچھل کر تارے ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عظیم تکلم بکذب کر چکا، تو کلام نفسی ہیں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا، تو اُس کے عدم سے حکم کذب کیونکر رُکا، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اُس کی مدح کیا معنے قطعاً مذموم ہوگا، بھلا ے وسے کر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی، یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰے جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین تازیانہ ۲۰۔

قولہ "یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بناءً علیہ تکلم بکاذب از و صادر نہ گردد" **اقول** یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط حفظِ صوادق کا شعبدہ بڑھایا مگر کام نہ آیا، قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی، اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں **اولاً** انسان مرتبۂ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر تو سرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا۔ اگر تعقل نسبت خبریہ معقول بھی ہو تاہم حکایت و قصد افادات قطعاً غیر معقول اور صدق و کذب باعتبار حکایت ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کواذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا، اور وہی فارق پیش آیا **ثانیاً** جو اصلاً کسی قضیہ حتّٰی قضایائے وہمیہ و احکام شخصیۂ بدیہیۂ حسیہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً جانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اُس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ بایں معنے سچّی ہو کہ سامع اُس سے ادراک معنے مطابق للواقع کرے، مگر اس سے اُس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اُس کے نفس سے قائم نہیں، حتّٰی کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا۔ اور پر ظاہر کہ صدق و کذب اوصاف خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولٰنا بحر العلوم قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں الکلام الصادر عن المجنون لا یکون مقصوداً بالافادۃ فلا یکون

حکایۃً عن امر حتّٰی یکون خبراً (تنبیہ دائرہ وسائرہ بتسفیہ جملہ نظائرہ) **اقول** ایہا المسلمون سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہِ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں، مگر بحمد اللہ سب بے معنے، ہم نے اس وقت تک اُن کے رد میں اس امر پر بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو اور یہاں ایسا نہیں، اُس کی سزا کو اسی قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر رو ورفقاء ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علے الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالائے طاق اُلٹا بر بنائے عیوب ونقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عدم عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صورتوں میں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے، نہ وہ جاہلانہ وسفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا و جماد میں فرق نہ سوجھا، اُس کا عدم کذب اُس کے کمال عالی یعنی سبوحیت وقدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی، کہ الوہیت اپنی حدذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب ونقائص پر مبنی، پھر کسی پڑلے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پر قیاس کرے، اور اینٹوں پتھروں کے عیوب ونقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا وانی لہ ذالک۔ اب جو اُس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے، کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیہ **تنبیہ دوم۔ اقول**، اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا نظیریں دے کر بالجملہ کہکر آپ ہی خلاصۂ مطلب یہ نکالتا ہے، کہ عدم کذب اگر بر بنائے عجز ہو تو مورث مدح نہیں معلوم ہوا، کہ ان نظائر میں تحقق عجز وقصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب ومنقصت پر عدم قدرت زنہار عجز نہیں، بلکہ عین کمال ومدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص ومذمت یہ تقریر کافی ووافی طور پر مقدمۂ رسالہ ونیز رد ثالث ہذیان اول میں گزری، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جب ہے جانب فاعل قصور وکمی ہو، جیسے اے سفیہ ان تیری نظیروں میں کہ گنگ وسنگ اپنے

نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائقی ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا مگر یارب ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرات سا جاہل اضل وباللہ العصمۃ عن مواقع الزلل والحمد للہ الاعز الاجل بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کاملہ تھا، بلکہ خیال کیجئے، تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ اول میں دوسرا ثم اقول جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم[۲] وسوم[۳] ودہم[۴] کے بعد کی تنبیہات اور ہشتم[۵] کا ثانیا، اور اس کے بعد[۶] کی دو تنبیہیں[۷]، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، تو حقیقۃً[۲۰] عشرہ اولیٰ میں چودہ[۱۴] اور ثانیہ میں تیرہ[۱۳] کل ستائیس[۲۷] تازیانے یہاں تک ہوئے، چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے، کہ تیس[۳۰] کا عدد جو دونوں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل، جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے، اصل مذہب سر چڑھ کر بولے وباللہ التوفیق و اضافۃ التحقیق **تازیانہ ۲۸۔ اقول** وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کو کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصل اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے "کہ کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست"۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پہ آیا، اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی میں اصلاً امتناع بالغیر کی بو بھی نہیں بلکہ قطعاً جزماً جائز وقوعی ہے، جس کے وقوع میں استحالہ عقلی درکنار استبعاد عادی کا بھی نام ونشان نہیں، ثبوت لیجئے، اگر اس کے مذہب میں کذب الٰہی ممکن بالذات وممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں کذب ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے، تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتا نہیں، مثلاً جس کا مونھ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

ف امام وہابیہ کے نزدیک خدا کے جھوٹے ہو جانے میں کچھ استبعاد بھی نہیں

بالفرض امتناع ہے، تو اِس عارضہ کی وجہ سے تو نہ ہوا، مگر امتناع بالغیر، امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقانہ کہا تھا "ممتنع بالغیر ست"، صاف کہا ہوتا "اصلا از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد"۔ اے حضرت دور کیوں جائیے پہلی بسم اللہ اخرس و جماد ہی کی نظیر نہ لیجئے، بھلا اخرس تو انسان ہے جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں، صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھیئے بطور خرق عادت ہزار بار پتھروں، جمادوں سے کلام واقع ہوا، اور ہزار بار ہوگا، قریب قیامت آدمی سے اُس کا کوڑا باتیں کرے گا۔ جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے، اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر و حجر مسلمان سے کہیں گے، اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ اسی طرح سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد۔ اللہ عزوجل فرماتا وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ کافر اپنی کھالوں سے بولے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں ہمیں اُس اللہ نے بلوایا، جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔ اگر کلام جماد و اخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اُس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم۔ تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صرف خلاف عادت ہے، جب وقوع کلام ثابت اور اُن کے استحالہ کذب پر ہر کوئی دلیل عقلی نہ شرعی تو یقیناً اُس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی۔ اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل میں مدح تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، انتہیٰ، تو اُس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس و جماد میں کیسا عدم تھا، جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالہ شرعی، بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور ملائے بے باک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا العظمۃ للہ، اگر لازم قول قول ٹھہرے، تو اِس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہل سنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو گلے سیر کیئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر و شرک پہلے، اگر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کی ٹھہرے، تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوائے کفر نہ دیتے، مگر الحمد للہ یہاں ادفع بالتی ھی احسن پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں والحمد للہ رب العٰلمین

تازیانہ ۲۹۔ اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنا ناممکن اور انتفائے حکمت اگرچہ ہم اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات، مگر ان حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب ومنقصت ہے اور وہ تمام عیوب ونقائص کو ممکن مان چکا، پھر کس موئنہ سے کہتا ہے، کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی الحمد للہ اہل بدعت کے بارے میں اسی طرح سُنّت باری تعالیٰ ہے کہ انہیں کلام سے انہیں کے کلام پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع ومنها علے بطلانها لشواهد۔ سچ کہا ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ تازیانہ ۳۰۔ اقول سبحان اللہ ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً لا حقیقۃً اُس کا مذہب جواز دقوعی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گُل کھِلا ہے امام ومأموم، خادم ومخدوم، سارا طائفہ ملوم کذب الٰہی کو واقع وموجود گا رہا ہے، صراحۃً کہتے ہیں کذب مقدور اور بلاشبہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم کما دللنا علیه فی الدلیل السادس والعشرین اور امام الطائفہ نے تو صاف بتایا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاہر تصریحیں ملیں گی، کہ جو کچھ باختیار صادر ہو قدیم نہیں، تو لاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرا، اور ہر حادث ازل میں معدوم، اور ازل کے لئے نہایت نہیں تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولےٰ تعالےٰ سچا نہ رہا، اور جب سچا نہ تھا تو معاذ اللہ ضرور جھوٹا تھا للانفصال الحقیقی بینهما پھر ضلال پلشت کا چہرۂ زشت چھپانے کو کیوں کہتے ہو کہ کذب الٰہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدائے موہوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا رہ چکا ہے۔ پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ۰

تازیانہ ۳۱۔ مَیں نے بارہا قصد کیا کہ تازیانوں میں دسؔ، بیسؔ، تیسؔ پر بس کروں، مگر جب اُن حضرت کی شوخیاں بھی مانیں، وہاں تو سے

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ✤ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اسی رسالہ یکروزی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں

ف۔ امام الوہابیہ کا صریح تناقض

ف۔ امام الوہابیہ کے مذہب پر اس کا معبود بالفعل جھوٹا ہے

ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں "بعد

اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب

نصے از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا" حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا کر دے، پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اِس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اُسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی، اور جب قرآن ہی محو ہو گیا پھر جھوٹی پڑی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پرواہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور اُن سے چرا چھپا بُلا بُلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب ونقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اُس کے سراپردۂ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اُس کے ہیں حاشا وہ اُن میں کسی سے نہیں ڈرتا یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید ۰ اُس کی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ۰ اُس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون ۰ **تازیانہ ۳۲** - رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے " آئین

بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا[1] کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

[1] حضرت نے "درگزر نہیں کرسکتا" لکھا تھا اول اول جو تقویت الایمان چھپی اُس میں یہ لفظ یوں ہی (باقی صفحہ ۶۸ پر)

ف ۔ امام الوہابیہ نے صاف کہدیا کہ خدا اپنے کلام سے جو اُٹھا کر چکا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں

قدر گھٹ نہ جاوے" العظمۃ للہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈھتا ہے الا بعد اللقوم الظّٰلمین ○ **تازیانہ ۳۳** - **قولہ** "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست" **اقول** اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عز وجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عز وعلا کے ارادہ واختیار و خلق وایجاد سے نہ اس کا سلب و اعدام اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت میں، ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے، کہ مقتضائے ذات بے انتفائی ذات منتفی نہیں ہو سکتا۔ **تازیانہ ۳۴** - **قولہ** "کما قال اللہ تعالیٰ" **اقول** کیا خوب کہاں ذاہب، کہاں مسلوب، مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب **تنبیہ** ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے **اولاً** جس ضرورت سے اس طرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق واختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الٰہی وصدق ربانی کے بارے میں اس کی تصریحیں ہم نے اوپر نقل کیں، اور بے شک جو چیز مخلوق و مقدور ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو بر خلاف مسلک قائل تاویل قول غلط وباطل **ثانیاً** ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے، اور بے شک ہر حادث قابل فنا، پھر اس کے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز **ثالثاً** خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب ان کی جاہلانہ نظر میں جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہٖ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہو گی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا کما لا یخفی فاعرف **تازیانہ ۳۵** - **اقول** بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہو تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب، معترض نے لزوم کذب

(بقیہ ص ۶۷) موجود بعد کو مقتدیوں نے سوچ سمجھ کر کہ اس میں تو صراحۃً عجز الٰہی کا اقرار ہے نہیں کر سکتا کو نہیں کرتا بنا دیا مگر اسے کیا نفع جو لکھ کر مر گیا نہ یہ کوئی دیانت ہوئی کہ خدا سے تو نہ ڈریئے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اسے امام ہی مانیے مگر بندوں کے ڈر سے اس کی حمایت کرنے کو یوں تحریفیں کیجئے، اسی طرح تقویۃ الایمان کے ابتدائی چھاپوں میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہیں نہ لکھا۔ اب جو نئی چھپی ہیں ان میں جابجا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی، اللہ تعالےٰ شیطان کے پھندوں سے بچائے آمین ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

سے استحالہ قائم کیا تھا نہ لزومِ تکذیب سے، اور بے شک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلا مفر نہیں کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اُس کا صفحۂ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اُس کے بعد اُس کا خلاف واقع ہوا، تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت تھا، نہ کہ کذب، اس وقت اُسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اُسی وقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی، گو ظہور کذب بعد کو ہو یا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھیے اُس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہیں فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے بااین ہمہ جب اُس کا خلاف واقع ہوتا ہے کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی۔ غرض اس نفیس جواب مُلّائے عجاب اور اُن دو ہذیان تباہ وخراب کی قدر اُن کے مثل مجانین ہی جانتے ہوں گے یا معاذ اللہ عفو الٰہی بشرط صلاحیت کام نہ فرمائے، تو اُس کی سچی قدر اُس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العلمین ہ الحمد للہ یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل پینتیس کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولےٰ پر کذب وعیوب کا افترائے ممقوت کیا، اور شرع میں افترا کی سزا اسّی کوڑے، مگر غلام کے حق میں آدھی حد فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے اللہ عزوجل سے آرزو کہ قبول فرمائے، اور ان تازیانوں کو متبوع کے حق میں نکال وعقوبت تابع کے لئے ہدایت وعبرت اہل سنت کے واسطے قوت واستقامت بنائے آمین یا ارحم الراحمین، بے شک ہماری طرف کے

۱؎ بلکہ مذہب بقا پر بھی مدعا حاصل کلام لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوط بالارادہ ملحوظ بقصد الافادہ کا نام ہے پر ظاہر کہ ارادۂ افادہ دائم نہیں اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے نہ کلام نفسی معہذا بحالت نسیان وہ بھی زائل، علاوہ بریں روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اُس کے ساتھ اُس کے سب صفات معدوم ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۲؎ اور اگر تیس نص اور تیس دلیلیں ساٹھ وہ بھی ان چالیس سے ملا لیجیے تو پورے سو کوڑے ہوئے اس کی وجہ یہ کہ طائفہ کے علامۃ الدہر نے اپنی ناپاک ضلالتوں کا معتزلہ وکرامیہ کے بیباک فسادوں سے ناجائز طور پر جوڑا ملایا جس کے باعث سو کوڑوں کا استحقاق پایا ۱۲ اس رحمہ اللہ

علماء شکر اللہ مساعیہم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل و وجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے فللہ المنة فی کل اٰن و حین والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و اٰلہ و صحبہ اجمعین اٰمین۔

تنزیہ چہارم[1] علاج جہالات جدیدہ میں

اقول و بحول اللہ اصول: ایہا المسلمون امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اُس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو افترا دوسرے کتنا بے مزہ، بے شک مسئلۂ خلف وعید میں بعض علماء جانب جواز گئے، اور محققین نے منع و انکار فرمایا، مگر حاشا اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار زبان تبرّی و تحاشی کرتے ہیں پھر اُن کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب و ستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ **حجت اولیٰ** یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے، جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف صریح فرمادی کہ اس پر اجماع و اتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اُس پر جزم فرمایا ہے۔

حجت ثانیہ، اقول طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلۂ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں جس کی شرح مقاصد میں ہے ان المتاخرین منہم یجوزون الخلف فی الوعید اُن کے متاخرین خلف وعید جائز مانتے، اُسی شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع

---

[1] تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنھیں عروسان منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ اُن نئے متبوعوں تازہ مقتداؤں سے ہے، جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اُس کے حرف بحرف صحیح و مسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ف: الحس دلیلوں سے دو بیان جدید کی اس جہالت کا رد کہ امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔

العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال کذب الٰہی باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اُس پاک بے عیب پر قطعاً محال + مگر علما کو خبر نہ تھی کہ امکانِ کذب جواز خلف وعید پر متفرع تو ہم اُسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتائے دیتے ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی **حجت ثالثہ**، **اقول** طرفہ تر یہ کہ جو علما خلف وعید کا جواز مانتے ہیں، خود وہی کذب الٰہی کو محال و اجماعی محال مانتے ہیں، جس مواقف میں ہے لایعد الخلف فی الوعید نقصا خلف وعید نقص نہیں گنا جاتا + اسی مواقف میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً کذب باری بالاتفاق محال ہے + جس شرح طوالع میں ہے الخلف فی الوعید حسن۔ اسی میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال + جس علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد میں لکھا ذھب بعض العلماء الیٰ ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالیٰ لافی الوعد وبھذا وردت السنۃ بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے، نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا + پھر بعد ذکر حدیث اُسے عرب وکلام عرب سے مؤید کیا کما نقلہ آفندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان وہی علامہ جلال فرما چکے الکذب علیہ تعالیٰ محال لاتشملہ القدرۃ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں + مگر یہ علما خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے کا استحالہ کیوں کر مانے لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں۔ اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنے وہ تھے جو خود اہلِ مذہب کی فہم میں نہ تھے **حجت رابعہ** **اقول** افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل ومبنیٰ کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں، میں یہاں اُن سے بعض وجوہ نقل کرتا ہوں۔ (وجہ ۱) وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے نہ اخبار تو سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مُسلّم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلا لانقصا دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ ورُدّ بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فھو صادق قطعاً لاستحالۃ الکذب ھناک واعتذر بان کونہ خبراً ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا

باس ح فی المخلق یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلیں اُسے خوبی گنتی ہیں نہ عیب اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال، اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال اور عذر کیا گیا کہ ہم اُسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے، تو اب خلف میں حرج نہیں + دیکھو خلف وعید جائز ماننے والوں نے استحالۂ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اُس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی، جس نے اس احتمال کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکانِ کذب ماننے کو اُن کے سر باندھنا کیسی وقاحت و شوخ چشمی ہے (وجہ ۲) فرماتے ہیں آیات وعید آیاتِ عفو سے مخصوص و مقید ہیں یعنی آیتیں عفو و وعید دونوں میں وارد، تو اُن کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنے ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے جب یہ معنے خود قرآنِ عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکانِ کذب سے کیا علاقہ رہا، امکانِ کذب تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اُسے مقید بعدم عفو فرما دیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو، ہر طرح اُس کا کلام یقیناً صادق، جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی، انوار التنزیل و تفسیر عمادی، ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقی، روح البیان و شرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود وہی ردالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی و رشید نے مسئلۂ خلف میں خلاف نقل کیا، اُسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا حاصل ھذا القول جواز التخصیص لما دل علیہ اللفظ بوضعہ اللغوی من العموم فی نصوص الوعید اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنے لغوی کی رُو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائے گا، اس میں تخصیص جائز ہے + یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنہیں مولیٰ تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے ایمان سے کہنا، اُسی ردالمحتار میں یہیں یہ تصریح صریح تو نہ تھی، جس نے اُس تفریع خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کر دی، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکانِ کذب کیوں مانو، صاف نہ کہدو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جا بجا کذب موجود ہے واہ

ف: گنگوہی دہلوی نے جس عبارت سے استناد کیا اُسی کا ٹکڑا کر صراحۃً اس کی جہالت کا رد تھا چھوڑ دیا۔

شاباش! ردّ المحتار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعویٰ رُشد ودیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ؎

(وجہ ۳) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص وتقیید وعید نہ بھی آتا، تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینۂ کرم تخصیص وتقیید وعید کے لئے بس ہے، اگرچہ مخصص قولی نہ ہو اقول وبہ یحصل قران المخصص والمخصص بخلاف ماسبق فھو خاص بمذھب من یجیز التراخی والانفصال وھذا جار علی مذھب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ حاشیۂ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذالک بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا + مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بے باک نے گڑھی کس قدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اوسے علانیہ ردّ کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ اُن کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت وبے حیائی ہے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا۔ حجت خامسہ

اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اسمہ نے فرمایا ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء بے شک اللہ تعالیٰ کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا + اسی ردّ المحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک اور یوہیں اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور ظاہر کہ دعویٰ دلیل پر متفرع اور اُس کے مفاد

ف گنگوہی وہابی نے اسی عبارت کے ٹکڑے سے کہ پہلے سے بھی زیادہ اس کی جہالت کا آئینہ تھا صاف آنکھ بند کرلی۔

کا تابع ہوتا ہے سبحٰن اللہ جب جواز خلف خود ارشاد متکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اُس نے فرمادیا ہم جسے چاہیں گے بخشدیں گے، تو دلیل امکان کذب کو اصلا راہ نہیں دیتی، مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا، اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے و دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنے پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنے کی بالکل قاطع و حاسم، خدارا اپنی جہالتیں سفاہتیں علما کے سر کیوں باندھتے ہو
ع اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ ۔ للہ انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اُسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے، تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اُس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وہ احمق[1] دعوے کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص بدلیل اُس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ویسی ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے، تو اُس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات مونھ سے نکالے، سبحان اللہ جس رد المحتار سے سند لائے اُسی میں وہیں وہیں اُسی بیان میں اُسی صفحہ میں وہ صاف و روشن تصریحیں موجود، جن سے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے۔ حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعوے رشد و ہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع برید ان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے یہانتک کہ ان[2] کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرر مطالبہ تمام عالم میں اُن کے وجود کا پتا نہ

---

[1] یشیر الی ما ھو عن تقویت الایمان ۱۲ س رحمہ اللہ [2] بھلا یہ تو اُن کے اگلوں کے کوتک تھے یہ پچھلی سنگت اُن پر بھی فوق لے گئی، اب حال میں دیوبندی ملّوں نے ایک کتاب لعنت نصاب نجس خراب خلف رشید مسیلمہ کذاب مسماۃ سیف النقی چھاپی جس میں کمال بے حیائی کا پارا پہلے نمبر سے بھی اونچا گزرا یعنے کتابیں کی کتابیں اعلیحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت والد ماجد و جد امجد پیر و مرشد و خود حضور پر نور سیدنا (باقی ص پر)

دے سکے، فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالےٰ نے رسالہ سیف المصطفےٰ علی ادیان الافترا اسی باب میں لکھا اور اُس میں ان حضرات کے عمائد و اکابر کی ڈیڑھ سے زیادہ ایسی ہی عیاریوں بددیانتیوں کا ثبوت دیا، واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا لم تستحی فاصنع ماشئت ع بے حیا باش و آنچہ خواہی کن ؛ **حجت سادسہ۔ اقول** امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ماتقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ کما

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہم کے اسمائے طیبہ سے گڑھ لیں کہ آپ تو یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد وجد امجد پیر و مرشد غوث اعظم اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ یہ عبارات تحریر فرماتے ہیں حالانکہ جہان میں نہ اُن کتابوں کا پتا، نہ اُن مطابع میں طبع کا نشان نہ ان صفحات کا وجود نہ اُن عبارات کا نام اول سے آخر تک محض ملعون گڑھت ابلیسی بناوٹ، اور بے دھڑک چھاپ دی اور دیوبند کے مدرسہ سے شائع ہوتی رہی دیوبندی فاضلوں نے اس پر افتخار کئے اس سے استناد کئے اُس پر اعتماد کئے اور جھوٹا نام لینے کے لئے سونھ سے مسلمانی نہیں چھوڑتے، لطیف تر یہ کہ اُسی ابلیسی کتاب لعنت مآب میں اعلیحضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام سے ایک فتوے گڑھا اور اُس میں حضرت قدس سرہٗ کی مہر دہ تراشی جو ہرگز مہر شریف نہ تھی اور اُس میں سنہ ۱۳۰۱ لکھے حالانکہ حضرت اقدس کا وصال شریف سنہ ۱۲۹۷ میں ہوا یعنی انتقال کے چار سال بعد مہر کندہ ہوئی اور حضرت اقدس نے فتوے تحریر فرمایا۔ مسلمانو! بِللہ انصاف سے کہنا کسی بے حیا سے بے حیا ملعون کھلے کافر نے بھی خصم کے مقابل ایسے لچھن دکھائے ہیں ان اعجوبہ روزگار وقائع کا حال العذاب البئیس علی النجس حلائل ابلیس و رماح القہار علی کفر الکفار و ابحاث اخیرہ در شحۂ اخیرہ وغیرھا متعدد رسائل میں شائع کر دیا گیا اور اُس روز سے ایسی دھوئی دھائی حیادار عورتوں کے مونھ لگنا چھوڑ دیا، جس پر انہیں ناچنے کا موقع ملا۔ کہ اہاہا اب تو دیوبندی دو ورقیوں کا کوئی جواب نہیں دیتا، اور یہ نہ دیکھا کہ کسی عاقل کے نزدیک

اُن کی دو ورقیاں تھوکنے کے قابل بھی نہ رہیں، بلکہ اُن پر پیشاب کرنا پیشاب

کو اور ناپاک و خراب کرنا ہے۔ الٰہی ابلیس و اولادِ ابلیس سے

تیری پناہ، آمین

۱۲ س رحمہ اللہ

هو منجز وعده قال ابو عمرو انك رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولكن اعجم القلب ان العرب تعد المرجوع عن الوعد لؤما وعن الايعاد كرما والمعتزلة حكوا ان اباعمرو بن العلاء لما قال هذا الكلام قال له عمرو بن عبيد يا اباعمرو فهل يسمى الله مكذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حجتك قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء وعندی انه كان لابی عمرو ان يجيب عن هذا السؤال ان هذا انما يلزم لو كان الوعيد ثابتا جزما من غير شرط وعندی جميع الوعيدات مشروطة بعدم العفو فلا يلزم من تركه دخول الكذب فی كلام الله تعالیٰ اه ملخصاً یعنی امام ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالےٰ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے کہا مَیں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا امام نے فرمایا تو عجمی ہے مَیں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے، عرب وعدہ سے رجوع کو نالائقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم ۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرایئے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ اب امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو، اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں، تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا ۔ اب عاقل بنظر انصاف غور کرے اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی، تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنے؟ اُنہیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف مانتا ہوں تو امکانِ کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہل سنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکانِ کذب مانتے ہی ہیں۔ پھر امام اس الزام پر کیوں بند ہو جاتے ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلا کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ جب وعیدیں مقید ہوں گی، تو امکانِ کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے علمائے کرام پر جیتا طوفان باندھا۔ حجت سابعہ۔ اقول آپ کی

یہی رد المحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کرکے ائمہ دین پر پوری تہمت کردی، اس بحث میں حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے، شروع عبارت یوں ہے وافقہ علی الاول صاحب الحلیۃ المحقق ابن امیر الحاج وخالفہ فی الثانی وحقق بانہ مبنی علی مسئلۃ شہیرۃ وھی انہ ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر مافی المواقف الخ اور ختم یوں ھذا خلاصۃ ماطال بہ فی الحلیۃ اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی رد المحتار میں ان سے منقول الاشبہ ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی فرماتے ہیں، اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا وحاش للہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لایقع عذاب من اراد اللہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللہ تعالٰی قطعاً کما ان عدم وقوع نعیم من اراد اللہ الاخبار عنہ بالنعیم محال علیہ قطعاً کیف لا وقد قال تعالٰی ومن اصدق من اللہ قیلا o ومن اصدق من اللہ حدیثا o وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا ط لامبدل لکلمتہ ج یعنی حاش للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالٰی پر قطعاً محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اس نے جسم کی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں + کیوں ایمان سے کہنا، یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکان کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو، اللہ حیا وے۔ حجت ثامنہ، بقطع عرق ضلالت ضامنہ اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الٰی ذری التحقیق علمائے مجوزین کے طرق استدلال ومناظر وجدال شاہد عدل ہیں کہ ان کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے ترافق کلی ہے، ثبوت سنیئے قریب گزرا کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء سے استدلال کیا اور حلیہ پھر رد المحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائے، اس دلیل کو انص واظہر دلائل

ف: علماء کے کلام میں خلف وعید بمعنی عفو ہے نہ بمعنی کذب جیسا کہ اس جاہل نے گمان کیا

مجوزین کہا، اور یہ ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے، اسی کو اُنھوں نے جواز خلف
پر دلیل ٹھہرایا، تو اُن کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز
اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہو سکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات وعید
سے تمسک کیا، اس پر اُن علما نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے، تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا
ردّ مانا اور زنہار جواز عم امتناع اخص کا نافی نہیں ہو سکتا، تو اُن کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف
کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اسی ردّ و اثبات سے بیّن البطلان
پس تساوی متعین اور مراد متبیّن یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے
تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و تکذیب
خبر کہ عفو سے عموم و خصوص دونوں رکھتی ہے بشلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص و تقیید وعید واقع ہوئی
تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کے وقت اُس
میں کمی کی، تو عفو[۱] مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجئے، تو عام مطلقاً سہی، بہر
حال خلف کہ اُس کا مساوی ہے، کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہٍ، اب تو اپنی جہالت فاحشہ
پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد للہ علی اتمام الحجۃ و
ایضاح المحجۃ حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعہ بازغۃ التہیین دامغۃ
الکذابین، اقول وباللہ التوفیق۔ ایہا المسلمون ذرا قلب حاضر در کار، اس مدعی جدید
غیر مہتدی و رشید نے کذب باری عزوجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمۂ دین کی طرف نسبت نہ کیا
بلکہ معاذ اللہ اُنہیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر بحمد اللہ اُن کا دامنِ سُنّت مامن تو کفر و ضلالت
کے ناپاک دھبّوں سے پاک و منزہ، مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، لیں نہ مانیں، تو
مفصل جانیں۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف بایں معنے کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر
دی تھی، اُس کے خلاف عمل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع
خبر دینا تو اس معنے پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانیے بعینہٖ وہی حکم کذب کے
ثابت ہو گا کہ یہ جانب وجود سے ہے، اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے

ف: گنگوہی صاحب نے آئمہ دین کو کفر صریح کا قائل بنا دیا۔

[۱] المغفرۃ وقایۃ شر الذنوب بالکلیۃ اھ حلیہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقسم پرحاکم کہ اس کا وجود بے اُس کے محال و ناممکن، تو لاجرم اُس کا امکان اُس کے جواز اور اُس کا وجود اس کے وقوع اور اُس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت وضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنے سمجھے کہ باری تعالےٰ عیاذاً باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے، خبر دے کر غلط کر دے لہٰذا جواز خلف پر امکانِ کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا للہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنے مردود مخترع عنود کا رد بلیغ فرماتے اور جوازِ خلف کو تخصیص نصوص وتقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہہ کر پلٹنا، نہ بات کا بدلنا، اس امر پر دلائل قاہرہ وتصریحات باہرہ سُن ہی چکے، مگر ان حضرات کو یہ مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف کو اُسی معنے پر ڈھالتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اُس کے جواز سے امکانِ کذب کی راہ نکالیں، بہت اچھا اگر یہی معنے مراد ہوں، تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنے ہیں، اور وہ اپنے کس معنے پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں، بلکہ قطعاً[1] جواز شرعی وامکان وقوعی میں نزاع ہے جس کے بعد

---

[1] اقول هل عسیت ان تتفطن مما القینا ونلقی علیك من الابحاث ونقلنا وننقل لك من کلمت العلماء ان الکلام فی مطلق الخلف فی حق العصاة لا الخلف المطلق فیهم ولا الخلف فی الکفار لوفاق اهل السنة الوعیدیة علی استحالته شرعًا اما الثانی فظاهر واضح وقد نص علیه القراٰن العزیز واجمعت علیه الامة جمیعًا واما الاول فنقل علیه ایضًا غیر واحد الاجماع وهو الصواب من حیث النظر وان نقل العلامة فی حاشیة العلائی خلافه ففی هٰذین ان کان الخلاف فلا یکون الا فی الامکان العقلی ولذا حمل علیه العلامة ش بید انی لا اعلم خلافا بین اهل السنة فی جواز الاول عقلًا والثانی وان وقع فیه خلاف ولکن المحققین هٰهنا علی الجواز ولم یخالف فیه الا اقل قلیل کما سیأتی فالذی وقع عن العلامة ش اشتباه یجب التنبه له وقد اوضحناه علی هامشه ولولا ان عرضنا فی المقام لا یتعلق بنقد ذٰلك لاتینا بالتحقیق فیما هنالك ثم من البدیهی ان امکان عدم التعذیب عقلًا مع استحالته شرعًا ادخل فی الرد علی هٰؤلاء الجهلة کما لا یخفی علی عاقل فضلًا (باقی صفہ ۸۰ پر)

امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا، دلائل سُنیئے اولاً اہلِ سُنّت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیانِ کبائر کردگان و بے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالٰی اُن سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا، اہل سُنّت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقۂ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، اُنہوں نے آیات وعید سے استناد کیا، اُس کے جواب میں جواز خلف کا مسئلہ پیش ہوا، یعنی اے معتزلہ! تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوع وعید شرعاً واجب مانیں، وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا، اور شرعاً وجوب عذاب کو تمہارا دعوےٰ تھا ثابت نہ ہوا امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالٰی عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقاً وعن الکبائر بعد التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعاً واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ الاصحاب بل اثبتوہ خلافاً للمعتزلۃ تمسک القائلون بجواز العفو عقلاً وامتناعہ سمعاً وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الواردۃ فی وعید الفساق واصحاب الکبائر واجیب بانھم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنۃ علٰی ما مر والخلف فی الوعد لؤم لا یلیق بالکرام وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۷۹) عن فاضل وسنلقی علیک تحقیقہ فیما سیأتی فی رد الوھابیۃ الدیوبندیۃ فانتظر واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ قدس سرہٗ؛ عہ قولہ فالذی ذکر حیث نقل النزاع المشھور دون المحققین علی المنع فی کلامہ علٰی ھٰذین الخلفین وزعم بتعالملحلیۃ ان الاشبہ ترجح جواز الاول عقلاً فاوھم ان جوازہ العقلی مختلف فیہ واوھم ایھاماً اشد واعظم ان المحققین علٰی انکارہ وان کان الاشبہ عندہ ترجح الجواز مع انا لا نعلم فیہ نزاعاً اصلاً ولا نظنہ محل نزاع وان کان فلا شک ان عامۃ الائمۃ علٰی جوازہ ثم اوھم بل صرح اخراً ان الصحیح عند المحققین منع الثانی عقلاً مع ان الامر بالعکس فالحق ان محل النزاع المشھور ھو الجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقی علیک واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

فانہ سمایعد کرما۔ اھ ملتقطا دیکھو علماء اِس جواز خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں، اور وجوب شرعی کا مقال نہیں، مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور اُن کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے، کہ واجب عقلی ہے، جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو، تو ثابت ہُوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔ ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے آیۂ کریمہ مایبدل القول لدیّ سے استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد النسفی وشرح الفقہ الاکبر وغیرھما اور پُرظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علما جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبتنی ہوگی وہ نہ کہدیں گے کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہُوا، وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیۂ کریمہ انک لاتخلف المیعاد سے صرف وعد مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اُس میں تو خلف جائز ہے، تفسیر کبیر میں فرمایا احتج الجبائی بھٰذہ الایۃ علی القطع بوعید الفساق (ثم ذکر احتجاجہ والاجوبۃ عنہ الی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخری فقال لم لایجوز ان یحمل ھٰذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند العرب الخ ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی اُنہیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ رابعاً قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار۔ عبارت حلیہ الاشبۃ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار۔ ابھی بحوالہ رد المحتار گزری مگر میں اُس کی جگہ اور تحفے پیش کردوں۔ مختصر العقائد میں ہے الملک للہ والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بہم مایرید ولکن وعد ان لایعذب احداً بغیر ذنب وان لایخلد المومن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المومن المذنب زماناً والکافر مؤبدا ولکن قد یعفوعن المومن المذنب ولایعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترک الوعید اما فی حق الکفار فلا یکون العفووان کان تکرما وتفضلا قال اللہ تعالیٰ ولو

شیئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی الآیۃ اخبر انہ لا یفعل مع الکفار الا بطریق العدل۔ روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ فیتنجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذالک لمن یشآء فیجوزون یخلف وعیدہ فی حق المومنین سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہل سنت حق کفار میں بھی حاصل وھو التحقیق۔ یفعل اللہ مایشآء ویحکم مایرید ہ شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یعفوعن الکفر قطعاً و ان جاز عقلاً ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضاً لانہٗ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاھر اھ ملخصاً اُسی میں ہے شرذمۃ لا یجوزون العفو عنھم فی الحکمۃ لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز، جواز شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے، اب تم نے خلف کے وہ معنے لئے جو ایک قسم کذب ہے، تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو، جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں، یہ صریح کفر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ بنبوۃ نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علے الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعھا فھو کافر باجماع جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر اُن باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اُس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے ؛ سبحٰن اللہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا ؛ اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی، اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرا دی۔ سبحٰن اللہ یہ فہم و فقاہت، یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع آدمیان گم شدند ملک خرافت گرفت ؛ ذرا یہ مقام یاد رکھیئے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑنا ہے واللہ

المستحان علی تصفون : ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ **حجت عاشرہ ظاہرہ باہرہ زاہرہ قاہرہ۔ اَمَرُوادھی من قرینتھا الاولیٰ۔ اقول** و باللہ التوفیق ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہیں مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز کہتے ہیں، اُس معنے پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں، تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل جانتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا، دلائل لیجئے **اولاً** ہم ثابت کر آئے کہ خلف وعفو اُن کے نزدیک متساوی ہیں۔ اور ایک مساوی کا وقوع، وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم، خواہ تساوی فے التحقیق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود، اور ثانی اُس سے بھی زیادہ ادخل فی المقصود فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شیٔ زائد لیکن عفو بالیقین واقع۔ ابھی شرح مقاصد سے گزرا جوزۃ الاصحاب بل اثبتوہ تو ثابت ہوا، کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اُس معنے ناپاک پر حمل کرتے ہو، تو معاذ اللہ کذب الٰہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا صدق اللہ تعالیٰ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور : بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۔ العیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ **ثانیاً** تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجئے، تاہم آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک سے اُن کا استدلال دلیل قاطع، کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا، بہر حال وقوع مغفرت وقوع خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ **ثالثاً** مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہ ہوئی۔ جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوز ان یترک الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید مرقوم کیا، پھر ثبوتِ مدعا میں کیا کلام رہا۔ **رابعاً** اُن دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے، کہ امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ اُسی حلیہ میں جو اسی رد المحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام میں ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے۔ اب آپ ہی بولئے، آپ کے

ف: گنگوہی و دہلوی نے خدا کو بالفعل جھوٹا ماننے کا اقرار اعلیٰ دین پر کر دیا ۔

مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے، اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور یستلزم انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاہر المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلۃ بہ لانہ لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً ولہذا امدح بہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ؛ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً مدح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے ٹھہرایا، اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی رہا۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع ووجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار بالجملہ بحمد اللہ بحجج قاہرہ دینیات باہرہ شمس وامس سے زیادہ روشن وابین ہوگیا کہ علماء جس معنے پر خلف جائز مانتے ہیں حاشا للہ اُسے امکان کذب سے اصلا علاقہ نہیں، اُن کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز وکرم ہے، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی وملازم، اور یہ معنے نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہل سنت بلا شبہ واقع، رہا خلف بمعنے تبدیل قول وتکذیب خبر، جس کے جواز پر امکان کذب متفرع ہو سکے، ہرگز اُن علماء کی مردانہ عالم میں کوئی عالم اُس کا قائل نہیں، بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان ویک دل اُس سے تبری وتحاشی کامل کرتے، اور کذب الٰہی کے استحالۂ قطعی و امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اول سے آخر تک اُن کے تمام کلمات ومحاورات ووجوہ مناظرہ وطرق ردّ واثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل وناطق فصل کما قد ظہر علی کل ذی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی، یونہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی، جس پر ان حضرت

نے تفریع کی ٹھہرائی، اس پر وہ شدید وعظیم نکیر فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی، اسی تفسیر میں فرماتے ہیں الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰی وھٰذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھٰذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ اھ ملخصًا یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ وال کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالٰی کذب سے منزہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا، بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم ودیانت ورشد ومشیخت اغوائے عوام وتلبیس مرام کو یوں دیدہ ودانستہ کورمقری بن جاتے اور خوف خالق وشرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے ائمۂ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں ؎

چشم بازو گوش بازو ایں ذکا ٭ خیرہ ام در چشم بندے خدا

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ٭ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ تنبیہ نبیہ الحمد للہ تحقیق ذروۂ علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب خلف بمعنے تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنے مسادی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع، تو علمائے مجوزین ومحققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق علی الخبیر سقطت ہاں منشاء نزاع اس اطلاق خُلف کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب ومنقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح وستائش میں بولا جاتا ہے، ولہٰذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں قال قائلھم ؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ ٭ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

تحقیق نفیس کہ مسئلہ خلف وعید میں علما میں کس معنی پر نزاع ہے اختلاف لفظی ہے

وقال اٰخر ؎

اذا اوعد السراء انجز وعدہ ٭ وان اوعد الضراء فالعفو مانعہ

بنابر ان خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنے محال یعنی تبدیل مقال کو موہم اور یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی کما نصوا علیہ فی مسئلۃ محقد العز اور اُس کے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق میں ہے، خالق عزوجل کا اُن پر قیاس صحیح نہیں، لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے۔ اگرچہ بنظر تخصیص وتقیید حقیقت خلف سے قطعاً منزّہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اُسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے، اور محققین منع فرماتے ہیں، کہ موہم نقص وقدح ہے، ورنہ اگر خیال معنے کیجئے تو بلاشبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً بالاجماع جائز وواقع، ولہٰذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں مسئلۂ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار دیا، اور اُس میں خلاف صرف معتزلہ کی طرف نسبت کیا حیث قال الوعید لا یجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علی اللہ تعالٰی تعذیب العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے کہ معنی مقصود مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے، اہل سُنّت میں کوئی اُس کا منکر نہیں، جس طرح معنے کذب وتبدیل کے بطلان وامتناع پر اہل سُنّت بلکہ اہل اسلام بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے، جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم وظاہر نہیں یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق وتقریر رشیق والحمد للہ ولی التوفیق علی الھمام التحقیق وارشاد الطریق امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اُسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب وتبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری، پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب مسئلہ جواز خلف میں وعید سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے۔ یعنی انہا الفاظ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے، پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت ہُوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی، حالانکہ وہ عموم صرف

صوری تھا، نہ حقیقی، کہ حقیقت میں عمومات وعید آیات مشیت سے مکتسب تقیید جن کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی، بس اس قدر محصل خلف ہے جسے معاذ اللہ کذب و تبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد و مقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں ثم حیث کان المراد ھٰذا فالوجہ ترك اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعاً لایہام ان یکون المراد منہ ھٰذا المحال یعنی جب معلوم ہولیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذ اللہ امکان کذب کو راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقیناً اللہ تعالیٰ پر مستحیل تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنے محال کا وہم نہ گذرے + واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نہ کہ اس چودھویں صدی میں جہال سفہا کو وہ وہم آڑے ہی آیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ پھر فرماتے ہیں وانما وافقنا ھم علے الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھٰذہ الترجمۃ و نستغفر اللہ العظیم من کل مالیس فیہ رضاہ ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ اُن میں اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم عزوجل سے مغفرت چاہتے ہیں ہر اُس بات کی جو اُسے پسندیدہ نہیں + سفیہ جاہل دیکھے کہ اُس کے امکانِ کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقاً، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بتوفیق المولےٰ سبحٰنہ وتعالیٰ اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عقائد و شرح مقاصد و شرح مواقف پر ذکر کی، اگر مخافت تطویل نہ ہوتی اُن نفائس جلیلہ کو زیور گوش سامعین کرتا وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود اُن کے مقتضائے کلام و مقال و تمسک و استدلال سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بمالا یرضٰی بہ قائلہ کرنا اور اُن کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور اُن مہالک شنیعہ وقبائح فظیعہ کا اُن کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی بحمد اللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عند التحقیق اُس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے

دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنے مراد پر الزام ہیں، جس سے دوسرے کا ذہن خالی، نہ اُس کی مراد سے انہیں تعلق، نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کرسکتا ہے، کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا، فریقین میں مختلف فیہ ہے، بلکہ یہ تو عامۂ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا، چہ جائے صوریہ و لفظیہ الزام اُسی امر سے دیتے ہیں، جس کا بطلان متفق علیہ ہو، مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی چہ خصوصاً جبکہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علے المطلوب ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ و جاہل، خیر بات دُور پہنچی نظائر لیجیئے مثلاً ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام عارف باللہ حارث محاسبی و جعفر بن حرب و عبداللہ بن کلاب و امام المتکلمین عبدالعزیز مکی و ائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام ہمام ابوالحسن اشعری قدس سرہ مائل، بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نص شریف دلیل کامل اور امام عماد السنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول، اور یہی ائمۂ بخارا و من وافقھم کے نزدیک مختار و منصور و معتمد و مقبول، اس پر ائمۂ سمرقند و بخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں انہوں نے اُن پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا، اُنھوں نے ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن کیا، اور حقیقت دیکھئے تو بات کچھ بھی نہیں، اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں، ایمان مخلوق بے شک مخلوق، کہ مخلوق و صفاتِ مخلوق سب مخلوق، اور ایمان کہ صفت خالق عزوجل ہے جس پر اسمائے حسنیٰ سے اسم پاک مؤمن دلیل یعنی اُس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل میں اپنے کلام کی تصدیق فرمانا، وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق و صفاتِ خالق مخلوقیت سے منزہ ھکذا قررہ الفاضل العلامۃ کمال الدین ابی شریف القدسی فی المسامرۃ شرح المسایرۃ اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ اہل سنت میں مختلف فیہ ہے حاشا و کلا۔ یُوہیں مسئلۂ زیادت و نقصان ایمان کہ قدیم سے مختلف فیہا، امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاع لفظی پر اُتارتے ہیں، منح الروض میں ہے ذھب الامام الرازی وکثیر من المتکلمین الی ان ھذا الخلاف لفظی راجع الیٰ تفسیر الایمان پھر کہا ھذا

فائدہ جلیلہ: مسائل اصول میں اختلافات اکثر نزاع لفظی وغیرہ امر سہل کی طرف راجع ہوتے ہیں الزامات مناظرہ کو مختلف فیہ جاننا جہالت ہے

هو التحقیق الذی یجب ان یعول علیہ اسی طرح اور مسائل پائیے گا، اگر اس پر حمل کیجیے جب توا مر نہایت الیسر، مجوزین بمعنے مساوی عفو لیتے ہیں اور مانعین بمعنے تبدیل، قول دونوں سچ کہتے ہیں، اور دونوں اجماعی باتیں، مگر فقیر نے بحمد اللہ جو تنقیح مناط کر دی، اُس پر نزاع بھی معنوی رہی، اور قول مانعین کا محقق و راجح ہونا بھی کھل گیا، اور جہالت جاہلین کا علاج بھی بحمد اللہ بروجہ کافی ہو لیا ذٰلك من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون:

اللّٰھم لك الشکر الابدی و المن السرمدی والحمد للہ رب العٰلمین ۔ تسجیل جلیل وتکمیل جمیل ۔ اقول و باللہ التوفیق مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم ۔ غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دیانت کو پان رخصت دیا، اپنے رب کو جیسے بنے لائق کذب کر دینے کا ذمہ لیا، ائمۂ امت و سادات ملت پر کھلی آنکھوں جیتا بہتان کیا، غرض لاکھ جتن کر چھوڑے مگر کال نہ کٹا، یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھا نہ مٹا، آپ کو یاد ہو، کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی ہے

منزہ عن شریك فی محاسنہ ❊ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

اس پر اُس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہیں ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہو جائے، اور اس پر جو بدیانات بکے اُن کی خدمت گذاری تو آپ سُن ہی چکے، اب یہ حضرت اُس کی حمایت میں خلف وعید کا مسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی اُن کے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اُس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے اے سبحان اللہ ہے

امامے چنیں مقتدیے چناں ❊ جہاں چوں نہ بیند بدیں سے چناں

اے حضرت سب کچھ جانے دیجیے، مگر یہ آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجیے گا یہ تو وعد ہے، یعنی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں اس فضل جلیل سے مشرف کیا

تمہاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا، تم ناسخ ادیان ہوئے، تمہارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا، تم سب سے بلند و برتر رہے، تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا۔ اس میں خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے۔ پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا، اور مخالفت اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا؟ ہاں یہ اُس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہُوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجیئے چاہے کام ہو جانا قسمت کا بداگہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھنی، اور امام بے چارے کی بات بھی نہ بنی، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم! حبک الشئ یعمی ویصم ؎

ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے
بھٹک گئے دینِ حق کا رستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ٭ سیدیھم طریق الھالکینا

الحمد للہ یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجت رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳، حجت سادسہ میں ثانیاً، حجت تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام امام حلبی یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انہیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھیئے تو بائیسواں تازیانہ یہ تسجیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سو ملا کر ایک سو بائیس کوڑے انہیں جمع رکھیئے اور آگے چلیئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری۔ اب وقت وہ آیا کہ اُدھر عطف عنان کردن اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم رکھوں واللہ الھادی وولی الایادی والصلاۃ علٰی حبیبہ سراج النادی ٭

خاتمہ، تحقیق حکم قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللھم اغفر قتنا الضلال والکفر اجانِ برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا، اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ یہ پوچھ کہ ان امام و ماموم پر ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ!

مَیں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھیؔ تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پہ بھی حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہوجائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلےٰ مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پہ ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم

فائدہ نصیحت آمیز

والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور اُن کے اقوال باطلہ کی شناخت ہائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سو رہی ہو گلّا دُور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹ پٹا ہو اور اپنا کام کرے جو پاؤں میں تمہاری بے جا ہٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگا چکے، کہ یہ بکریاں ہمارے گلّے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پہ ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلّے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے عؔچوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیابٌ فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلّے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیئےؔ نے جب سے اُسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

لہ ابھی تک کی قید بحمد اللہ تعالٰے کس قدر مفید وبامعنے واقع ہوئی، ان مدعی جدید یعنی جناب مولوی گنگوہی و مُلّا انبیٹھی صاحبان مع ذریات کے وہ اقوال ظاہر ہوئے کہ جناب اسمٰعیل دہلوی کو بھی ان کے آگے کفریات بکنے کا موقع نہ رہا، اُس پر تو کفر لازم ہی ہوا تھا ان صاحبوں نے دل کھول کر منھ بھر کر وہ صریح یقینی قطعی کفر بکے جن پر تمام اکابر علمائے حرمین شریفین نے فتوے دیا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس کا بیان کتاب مبارک حسام الحرمین وکتاب مبارک تمہید ایمان بآیات قرآن میں مع مواہیر علمائے حرمین شریفین ملاحظہ ہو، ان دونوں کتابوں کا مجموعہ حنفی کتب خانہ لاہور سے طلب فرمایئے ۱۲ اعجاز الحق قدوسی مصحح

عہ یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ یعنی شیطان ۱۲

کی ٹٹی بنالیا۔ اب وہ بھی اُسکے دُکھے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کر لے جاتا ہے۔ للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو، ان گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو، اے رب میرے ہدایت فرما آمین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العٰلمین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس لائے، اوسان سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامہ اللہ لنا حتّٰی نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام اٰمین اور معاذ اللہ اُن میں کسی بات کا جھٹلانا اور اُس میں ادنٰے شک لانا کفر عاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم و رحم عجزنا وضعفنا بلطفہ الفخیم انہ ھو الغفور الرحیم اٰمین اٰمین اٰلہ الحق اٰمین پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے، لزومی و التزامی! التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمالِ اسلام کا دعوےٰ کرے کفر التزامی کے یہی معنے نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو، جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اُس کے یہ معنے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اُس نے دعوےٰ کیا، وہ بعینہٖ کفر و مخالف ضروریات دین ہو، جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والسلام سے اُن معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے اُنہیں کفر سے بچائیں گے، نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ۞ اور لزومی یہ کہ جو بات اُس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن و لازم حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلیئے، تو انجام کار اُس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض

ف: کفر لزومی و التزامی کا فرق

کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المومنین حضرت جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتہً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اُس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علٰے مولٰے ہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر اُن کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں، اِس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکمِ کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت وبدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ کفرہ فکانھم صرحوا عندہ بما ادّٰی الیہ قولھم ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولا الزمھم بموجب مذھبھم لم یرا کفارھم قال لانھم اذا وقعوا علٰی ھذا قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ونعتقد نحن وانتم انہ کفر بل نقول ان قولنا لا یؤل الیہ علٰے ما اصلناہ فعلٰی ھٰذین الماخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل والصواب ترک اکفارھم اھ ملخصاً جب یہ امر ممہد ہولیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنیئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اُس نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اُس سے منقول ہوئیں کفر لزومی کی سات اصلیں طیار کیں، جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اُس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ ملے والعیاذ باللہ العلی الاکبر۔ **اصل اوّل** جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذاتِ کریم کے لئے کرسکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائے گی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر اسی قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اُس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کرسکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہوسکتا

ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ واللہ خلقکم وما تعملون ۵ حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا **اصل دوم** خدا کے لئے عیوب ونقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے اُن سے قصداً بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزدن جس سے لازم کہ اس بے باک کے مذہب ناپاک پر ۲۰ اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ وتقدیس کہ اُن کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل وبے دلیل (۲۱) اس نا مسعود کا دھی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مرکر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے۔ (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اُس کی الوہیت قابل زوال ان سب لزوموں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بے شک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر الخ **اصل سوم** جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اُس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ملک سے خارج ہیں الی غیر ذالک من الکفریات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چہارم** صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اُس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی

کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہوسکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذالک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا التنام گزرا **اصل پنجم** علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد تازیانہ ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الٰہی مخلوق وحادث ہے جس کے کفر پر فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالےٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے۔ الیٰ غیر ذالک **اصل ششم** کذب الٰہی ممکن ہے، اور ہم ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے، اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن **اصل ھفتم** (۷۴) اللہ تعالےٰ بندوں سے چھپا چھپا کر بھلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کردے تو کچھ حرج نہیں (تازیانہ ۳۱) ہیہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خبر میں صاف صریح احتمال نقص باقی، تو یقین کیسا؟ تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ ہماری تقریرات سابقہ وتحریرات لاسفہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ پچھتّر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویۃ الایمان وصراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے۔ جو ایمان تقویت الایمان پر صراط نامستقیم میں اہلے گھلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ واقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ اُن کی قبر پر دیتے جائیے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا موٗنھ کالا ہوجائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر وشرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا، محض بلا وجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا، یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر وشرک سے نہ بچا، گویا حضرت کے نزدیک کفر اموہِ عام

سے لگا۔ پھر یہ خود اُس سے بچکر کہاں جاتے کہ کرد نیافت کما تدین تدان ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را ٭ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۝ اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطٰن بجاہ حبیبک محمد سید الانس والجان صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم وعلٰے اٰلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین ۝ ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اوپر گزرے تھے پچھتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھیئے اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلیئے، ان میں دیوبندیؒ تعلید نے تو دیوبندگی یعنی اُس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا، صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اُس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں، تاہم معرض بیان میں سکوت نامحمود، لہٰذا بطور اجمال تعرض مقصود قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے اقول یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز وقوعی ہوا جیساکہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً ام تقولون علے اللہ ما لا تعلمون ۝ میں داخل ہوتا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح وانجلا جاری، جنہیں بحمد اللہ اس اظہار باطل کی ذلت وخواری کی

ؒ تنبیہ ضروری۔ واقف منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اُس پر اُس کلام کی شناعتوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی وجاہل ہو کہ اتمام جواب واحکام صواب اسی پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قائل قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر ومتبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس ردّ بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر موصوف ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

پوری ذمہ داری، سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے۔ اور جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطرداری عوام کے لئے تھی، آخر اُس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چڑا چھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں اللّٰھم انی اعوذبك من اضلال الشیٰطین : والعیاذ باللہ رب العٰلمین **قولہ** مگر بول سکتا ہے **اقول** انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفی بہ اثما مبینا **قولہ** بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے **اقول** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرارھم کے نزدیک محال عقلی، مسلم الثبوت اور اُس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالی عقلا اھ ملخصا اور امام نسفی وغیرہ[1] بعض علماء نے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں صاحب العمدۃ اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا اس قائل سے پوچھیئے انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنہوں نے کبھی طاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علما سے اپنا حکم پوچھ دیکھے، اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا، اور ممتنع بالغیر وہی جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن اب وہ غیر کیا ہے یہی لزوم کذب باری عزوجل تو آپ ہی کی دلیل[2] سے ثابت ہوا کہ کذب

---

[1] طرفہ یہ کہ وہ رد المحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جہلاً متمسک اُس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح ومعتمد قرار دیا حیث قال لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلا وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا اور اسی طرف اُسکے ماخذ حلیہ کا کلام ناظر کما لایخفی علی من طالعہ بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالے عنہ

[2] فان قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ایضا محالا لغیرہ وذلك الغیر المستحیل بالذات شیئا اخر قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ھو ذلك الغیر المحال بالذات ولاجلہ صار ملزومہ محالا بالغیر فان تشبثت باحتمال تشبثنا باخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لانك مستدل بھذا الدلیل علی امکان الکذب اما مدعیا واما غاصبا فکیف یکفیك عسی ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالی عنہ

باری محال ذاتی ہے، اسے ذی ہوش ورودِ نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اُس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الٰہی کو مستلزم۔ شرح عقائد میں ہے لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالیٰ وھو محال۔ شرح فقہ اکبر میں ہے قال اللہ تعالےٰ لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الی امتناعہ سمعًا وان جاز عقلًا ای والا لزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ سبحان اللہ یہ تو عقل وفہم اور الٰہیات میں بحث کا دہم قولہ توکسی کا اجارہ نہیں اقول یوں تو تم اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالےٰ اپنے آپ کو ناقص وملوث وعیبی بنالے توکسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کردے، توکسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اُس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا۔ کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اس نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے۔ تو کچھ حرج نہیں، اور بے شک عرف میں یہ کلام اسی معنے کو مفید ہوتا ہے، تو محض غلط وباطل، اور اجماع امت و نصوص قاطعہ کے خلاف، بے شک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے، جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سُنتے آئے، اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد وشرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی، مگر ہاں تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا، تمہارا امام تو صاف کہہ چکا کہ اُس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں پھر انہیں بر علم اللہ ایمان وحیا بخشے قولہ "اور یہی امکانِ کذب ہے" اقول شخص تمہارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم

لہ واقول ایضاً بلکہ او جاہل اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذ اللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اُس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اُس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے باایں ہمہ وہ خلاف پر قادر اس تقدیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکانِ جہل ہے تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا، ہاں اے جاہل! اب تو یا تو امکانِ جہل بھی مان یا امکانِ کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللہ تعالےٰ ہدایت بخشے آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے اُس کا امکان ذاتی ، اُس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہوتا محال بالذات ، لم یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا ، نہ ذاتی ، ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالغیر ، یوں تو لازم کہ باری تعالےٰ وتقدس واجب الوجود نہ رہے ، یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں ، وجہ ملازمت سنئیے : زید آج موجود ہوا ، اُس کا اس وقت وجود علم الٰہی سبحانہ وتعالےٰ میں تھا یا نہیں ، اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا ، اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی ، تو باری عزوجل معاذ اللہ معدوم ہوا ، اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں ، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور ہاں تو اُس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے ، عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن ، تو باری جل وجلالہ واجب الوجود نہ ہوا ۔ اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا واقعی تم بے چارے معذور ہو ، کہ حقائق علوم ودقائق فہوم میں بے چاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا ، ذرا کلمات علماء پر نظر کیجئے ، تو آپ کو اپنی دانش مندی پر یقین کامل آئے ۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الیٰ ذاتہ واما بالنظر الی امر زائد علی نفسہ فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال ۔ شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان قیل ما علم اللہ او اخبر بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال وھو جھلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذالک وکلما یلزم من فرض وقوعہ محال فھو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللازم فجوابہ منع الکبریٰ وانما تصدق لو کان لزوم المحال لذاتہ اما لو کان لعارض کالعلم او الخبر فیما نحن فیہ فلا لجواز ان یکون ھو ممکنا فی نفسہ ومنشؤ لزوم المحال ھو ذالک العارض غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کرکے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالہ ملزوم بالذات کا حکم تو کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا ، مگر ایسی جگہ امکان مستلزم سے امکان لازم مستحیل بالذات

کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصۂ خاصہ تھا کہ اُس کے رد میں بھی علماء کا وہ حل کافی ووافی ہوا سبحٰن اللہ میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سُنیئے اسی مبحث کذب والی یکروزی میں کیا کہتا ہے، اگر "مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل" (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع ومغفرت کافر فرض کیجئے) "مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست وکسے دعوے وقوع مذکور بالفعل نہ کردہ واگر مقصود این ست کہ امکانِ وقوع مذکور مستلزم کذب نصی ست از نصوص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکانِ کذب ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور البتہ مستلزم تحقق امکانِ صدق نص مذکور ست وزوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مذکور مستلزم امکانِ کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکانِ زوال علت نیست والالازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ باشد حاصلش آنکہ تلازم درمیان علت ومعلول در فعلیت وجود وعدم ست نہ در امکان ذاتی والالازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد چہ معلولات او ہمہ ممکنات اندا ھ ملخصًا۔ اگر اُس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اُس نے خواہی نخواہی ذراسی بات کو بیگھوں میں پھیلایا ہے، تمہاری مقدس سمجھ میں نہ آئے، تو اُسی کا دوسرا بیان مختصر سنو، اسی یکروزی میں لکھتا ہے۔ "اگر مقصود این است کہ از وقوع ممکن ہیچگونہ محال ناشی نگردد لا بالنظر الی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس این مقدمہ ممنوع ست چہ بریں تقدیر لازم مے آید کہ وجود ہر معدوم وعدم موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی"۔ دیکھو باوجود امکانِ ملزوم لازم کو محال مانتا ہے پھر تمہاری جہالت کہ تعذیب مطیع وعفو کافر کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو، غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے، جسے وَیو جہالت کی بند و قید میں کبھی علم وفہم کی ہوا نہ لگی ہو واللہ الھادی۔ خیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تقلید امام سے تجاوز

گنگوہی کے تین کفریات تازہ

نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید انہوں نے بے شک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار افکار ہدیۂ انظارِ فحولِ نظّار کیں یعنے یہی جوازِ خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزومِ کفر کی تین (۳) وجہیں اور بڑھیں **اولاً** وہ وجہ ہائل کہ تمام مقلدانِ امام الطائفہ کو عموماً شامل یعنے یہ اُس کے قولِ مذکور وجمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بے شک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزومِ کفر سے حصہ پائے **ثانیاً** ان حضرت نے جوازِ خلف بمعنی کذب ائمۂ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز فرماتے ہیں اُسے قطعاً جائز وقوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں توان حضرت نے مولیٰ سبحانہ وتعالےٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمۂ دین کا مذہب جانا اور اُسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اُس پر طعن کو بے جا بتایا اور اُس سے تعجب کارِ جہلا ٹھہرایا اور بے شک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول او صدق کلام اهل الاهواء او قال عندی کلامهم کلام معنوی او معناه صحیح الخ فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ **مقامع الحدید علے خد المنطق الجدید** میں ذکر کی والله الموفق **ثالثاً** الحمد لله کہ علمائے سنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور اُن کے بہتانی خیالوں شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوت واہمہ نے جو اُنہیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، آئمۂ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز وقوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے، تو وہ تراشیدہ علماء ساختہ ائمہ (جن کا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہیں وجود نہیں) قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے، اب اُنہوں نے اُن وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانا، بلکہ مشائخ دین وعلمائے معتمدین مانا تو خود اُن پر کفر

ل۔ حمل العلامة ابن حجر اهل الاهواء على الذين نكفرهم ببدعتهم قلت وهو كما افادو لا يستقيم التخريج على قول من اطلق الاكفار بكل بدعة فان الكلام فى الكفر المتفق عليه فليتنبه مقامع الحديد على خد المنطق الجديد من مصنفات المصنف رضى الله تعالىٰ عنه

وارتداد لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکر ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں الاجماع علے کفر من لم یکفر احدا من النصارٰی والیہود وکل من فارق دین المسلمین او وقف فی تکفیرھم او شک قال القاضی ابو بکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علے کفرھم فمن وقف فی ذالک فقد کذب النص والتوقیف او شک فیہ والتکذیب والشک فیہ لا یقع الا من کافر: یعنی اجماع ہے اُس کے کفر پر جو کسی نصرانی یہودی خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہو گیا کافر نہ کہے یا اُس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی، کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت اُن لوگوں کے کفر پر متفق ہیں، تو جو اُن کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے ؛ اُسی میں ہے یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیہم او شک او صحح مذھبہم وان اظھر الاسلام واعتقدہ و اعتقد ابطال کل مذھب سواہ فہو کافر باظہار ما اظہر من خلاف ذالک اھ ملخصًا یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے اُن لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا اُن کے کفر میں شک لائے یا اُن کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اُس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو، کہ اُس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا؛ آپ کو یاد ہو کہ اِن مدعیان جدید نا مہتدی و رشید پر ایک سو بائیس کوڑے اور پڑتے اور اُن کے امام کا وبال اُنہیں کب چھوڑے کہ آخر یہ اُسی کے مقلد اور اُس کے اقوال کے پورے معتقد معہٰذا جب ضرب الغلام اہانۃ المولٰی تو ضرب المولٰی اہانۃ الغلام بدرجہ اولٰی بہر حال یہ چہتر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے، اُن کے حصے میں بھی یقیناً جڑے، ایک سو ستانوے[۱۹۷] ہوئے اور تین خاص اُن کے دم پر سوار، تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھاڑ کذٰلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۝

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا، یوہیں ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے۔ کہ اس تاریخی لقب دو صد تازیانہ بر فرق جھول زمانہ رکھوں، بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذالک اقول ؎

فکفر فوق کفر فوق کفر ❊ کان الکفر من کثر ودثر

کماء اسن فی نتن دفر ❊ تتابع قطرہ من ثقب کفر

معاذ اللہ اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے، اگرچہ ائمہ محققین وعلمائے محتاطین انہیں

کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد فیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہو گیا اور اس قدر خسران وزیان میں بس ہیں۔ والعیاذ باللہ خیر الحافظین، پھر جبکہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہو گئے، تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمۂ اسلام پڑھیں، اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صاف تصریح کریں، ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے، بحر الرائق میں بزازیہ وجامع الفصولین سے ہے لواتی بالشہادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قال، اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ ورجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں، حضور پرنور سید یوم النشور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر۔ پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ، پھر علامہ علائی

شرح تنویر میں فرماتے ہیں مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح پس اگر مولےٰ سبحانہ و تعالےٰ ہدایت فرمائے، اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں، اور علانیہ رب العلمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین تمہارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پہ لازم کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں، کہ نماز اعظم عبادات رب بے نیاز ہے اور تقدیم وامامت ایک اعلےٰ اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوہین نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین والعیاذ باللہ رب العلمین، فقیر غفراللہ تعالےٰ لہ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق وتفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی، علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وکذا المبتدع اھ ملخصًا یعنی فاسق وبد مذہب کی امامت مکروہ تحریمی قریب بحرام ہے جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم وللہ الحکم والیہ ترجعون : والحمد للہ رب العلمین ٥

التماس ہدایت اساس : میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری، وبحکم دستور تعصب وخودسری، اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی، تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوشش دکھائیں گی، تعصبی حمائتیں ہمت پہ آئیں گی حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم الکفیل یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما اعظکم بواحدۃ حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول، کہ چند ساعت کے لئے تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں مثنی وفرادی تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں، اگر کلام خصم حق وصواب ہو، تو للہ حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشی ۔ ویتجنبھا الاشقی : اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ، رہزن عیارہ، اور شیطان لعین، اس کا معین

ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار مگر واللہ واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم کی آفت سخت شدید الیس منکم رجل رشید : خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ ، کچھ دیکھا بھی ، کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو ؟ کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو ؟ العظمۃ للہ ۔ ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ، ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا ، ذرا تو گریبان میں موٗنھ ڈالو ، جس نے زبان عطا فرمائی ، اُس کے بارے میں تو زبان سنبھالو وائے بے انصافی ! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں رہو ، اور ملکِ جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا ، یوں ممکن کہو ، یہ کون دیانت ہے ، کیا انصاف ہے ؟ اُس پر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساف ہے ، اے طائفہ حائفہ ، اے قوم مفتون ! مانو تو ایک سہل تدبیر تمہیں بتاؤں ؟ میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو ، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کر کے انصاف سے پرکھو ! فرض کردم کہ دو سو میں استحالۂ کذب الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا ، باقی سب سے تم نے جواب دے لیا ، تو جانِ برادر احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی ، ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی نہ کہ دلائل باہرہ ، اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو ، دل میں جانتے جاؤ ، کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب ، مگر ماننے کی قسم توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان ، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادبستی ہوئی ، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی ، پھر قیامت تو نہ آئے گی ، حساب تو نہ ہوگا ، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا ، اے رب میرے ہدایت فرما ، اور ان لجیلی آنکھوں کو کچھ تو شرما سے

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول ؎ اے کہ دُر ساختۂ قطرۂ بارانی را

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں ، ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں ، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخت رفع ندامت ، فریب عوام جواب کے نام کو کہیں کچھ اعتراض باقی سے اعراض ، یہ کلام خصم کا رد نہ کرے گا ، اُلٹا تمہیں پر صاعقہ بن کر گرے گا ، کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے ، مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے ، تو ناحق تکلیف خامہ اٹھائی ، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی ، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا ، بطلان مذہب کا

اقرار کیا، للہ کچھ دیر تو حق و انصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خارزار تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما، اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمائے ہمایوں سایہ افگن، اور تمہارا تاج وہی بال زغن، اے سچے خدا سچ سے موصوف، جھوٹ سے نرالے سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے، اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ، اُمتِ مصطفےٰ کو سچی ہدایت عنایت فرما صلے اللہ تعالیٰ علے حبیبہ وسلم وعلے اٰلہ وصحبہ وشرف وکرم ما نجی الصادق وھلك الكاذب ونهی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك الحق ووعدك الصدق ولك الحمد والیك المصیر انك علے کل شئ قدیر وصلے اللہ تعالیٰ علے سید الصادقین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین اٰمین اٰلہ الحق اٰمین
الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ موجزہ عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریر مسائل وترتیب رسائل تیرہ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ، اور تیئیس دن میں صاف ومبیضہ ہو کر دوازدہم ماہ مبارک وفاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علے صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو بہمہ وجوہ بدر سمائے تمام وشمع بزم ہدایت انام ہوا۔

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے سنت قبالے رنگ صدق جمانے والے زنگ کذب گمانے والے سے علوم دینیہ میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایا والحمد للہ وھاب العطایا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم : والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علے سید المرسلین محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون ، وسلام علے المرسلین : والحمد للہ رب العٰلمین تمت وبالخیر عمت بعون من قال وقولہ الحق تمت کلمت ربك صدقا وعدلا ط لا مبدل بکلمٰتہ ج وھو السمیع العلیم : الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات والصلاۃ والسلام علے سیدنا ومولانا محمد سید الکائنات واٰلہ وصحبہ وامتہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین ٥

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدنِ المصطفےٰ النبی الامی
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۲۹۴ھ
عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں

تحریر جناب مولٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القادر القدیر بر رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہٗ جمادی الاول ۱۳۰۸؁ھ میں بریلی میں وارد ہوا، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے، اور ملاقات احباب اور نیز مشورۂ امر دینی کے سبب جو دکلاء سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی، کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوتے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہوسکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا، مگر ابتدا اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا، تو مسئلۂ امکان کذب باری تعالیٰ کا ردّ پایا، اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ تعالیٰ حمداً کثیراً کہ اس کے مؤلف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف وبقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز اوقات کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاہ اللہ المشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء واوصلہ الیٰ غایۃ ما یحب ویرضی اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ مظہر لطفہ واحسانہ سیدنا محمد وعترتہ اجمعین: اللّٰھم ارحمنا معھم برحمتک یاارحم الراحمین

۱۵ جمادی اول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ ھو المسیر للصعاب۔

قرآن عزیز:- مترجم ترجمۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مع حاشیہ خزائن العرفان از صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہما مجلد ع

قرآن عزیز:- ترجمہ مع خزائن العرفان مجلد ع

قرآن عزیز:- مترجم مع حاشیہ نور العرفان از مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب عمدہ کتابت وطباعت قیمت مجلد ع

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مطالعہ کیا گیا ہے
تاریخ
۷۸۶
۹۲

(۲)

مزق تلبیس ادعائے تقدیس

سنہ ۱۳ ھ

دیوبندیوں کے رسالہ تقدیس القدیر کی جہالتوں ضلالتوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علٰی رسول اللہ وعلٰی آلہٖ وصحبہ اولی الفضل والجاہ فقیر سید عبد[1] الکریم قادری غفرلہٗ برادرانِ دین ومصدقان کلام رب العٰلمین کو گردن زنی بدعت وبطالت و تکبر شکنی اہل ضلالت کا مژدہ تازہ سناتا اور قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا کے جلوۂ مکرر کا منتظر بناتا ہے، حضرت عالم محقق فاضل مدقق حامی السنن ماحی الفتن فخر الاکابر وارث العلم کابرًا عن کابر، استاذ استاذی وملاذ ملاذی بالمحمد[2] والرضا ابدہ اللہ وبالنقی[3] والعلٰی ایدہ اللہ نے یہ رسالہ رابعہ دعجالہ بارعہ بحول وقوت اللہ الصمد مطابق عدد اسم پاک احد صرف تیرہ روز میں تصنیف فرمایا، اور دوازدہم ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ کو ماہِ تمام سمائے اتمام

---

[1] یعنی مولوی حاجی حافظ سید محمد عبد الکریم صاحب قادری محشی رسالہ مستطابہ رحمہم اللہ تعالی ۱۲ [2] اشارہ بنام نامی حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا الی یوم القیام ۱۲ [3] ایہام باسم اقدس حضرت افضل المحققین اشل المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلیحضرت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ وجعل اعلی غرف الجنان مثواہ والد ماجد حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہم الی یوم القیام ۱۲

بنایا ازانجاکہ رسالہ حقیقۃً ایک فتویٰ[1] تھا کہ بجواب سوال مولٰنا مداح مکمل ہُوا، لٰہذا بریلی میں
اُن کے پاس مرسل ہوا، اس کے بعد بھی مدت تک براہین دیگر وزی کے سوا جنھیں اس رسالہ
میں بُرا تھین دن روزی ہوا، نہ کوئی تحریر مخالف یہاں آئی، نہ تبدیلِ بحث[2] کی خبر پائی، مداح
ممدوح نے بنظر نفع ہر بزرگ وخورد ع کہ حلوا بتنہا نبایست خورد * طبع رسالہ میں کلفت سعی
سہی، کہ بوجہ عوائق ناکام رہی، سوا برس بعد وہ نافع برایا باستدعائے طبع واپس آیا، ذیقعدہ
۱۳۰۸ھ سے انوارِ محمدی میں چھپنا شروع ہوا، انوار محمدی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا چاند
طلوع ہُوا۔ ادھر بذریعۂ بعض احباب سلمہم الوہاب رسالہ تلبیس الکبیر بغلط مسمی تقدیس القدیر
نام زنگی کافور کی سچی تصویر زیر نظر انور حضرت مولٰنا آیا، بنگاہِ اولین ارشاد فرمایا، یہ متہافت
تحریر متناقض تقریر بشدت اضطراب وتقلّب وانقلاب، آپ ہی اپنا رد وجواب اور باکثارِ
مکابرات وانکارِ بدیہات وکمالِ سفاہات وجمالِ بلاہات کیا لائق توجہ وقابلِ خطاب حضرت مولٰنا
نے ساعت واحدہ میں اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے، جن کے مشاہدوں
نے یقین دلائے کہ مؤلف صاحب دمِ تحریر کاذب ہوش سے دُور تھے یا نشہ میں چُور یا ہُوائے
انبھٹہ[3] کے زور میں معذور یا ماموں[4] الٰہ بخش گنگوہی کے منظور ایک سہل سی بات یہاں کافی اثبات
وکاشفِ حالات کہ ذی ہوش بے چارے گھبراہٹ مارے ہیبت اہل حق سے گور کنارے
صفحہ ۲۹ پر یوں لکھی پکارے، کہ جس کے امکان میں یہاں گفتگو ہے یہ کذب ہرگز نہیں اور صفحہ
۷۷ پر یوں تصریح مبین کہ سینوہم پر ناحق نزعہ ہے، کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے۔ چلیئے

---

[1] مسائل نزاعیۂ وہابیہ کے متعلق حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر فتاوے ایسی ہی مبسوط وحافل ہیں کہ بجائے
خود رسالہ مستقل ہیں ۱۲ [2] یعنی یہی تخصیص حادث لفظی حادث ۱۲ [3] سرزمین انبھٹہ حماقت میں مشہور
وضرب المثل ہے خود بنت کا فقیر کہ ان کا ہم مشرب ہے اپنے ایک مسدس میں یوں مظہر عضب ہے :۔
یہی بس ہے کہ وطن آپ کا انبھٹا ہے ۱۲ [4] یہ شخص جہال گنگوہ ودیوبند کے زعم میں مثل شیخ سدو
وزین خاں ارواح موذیہ سے ہے وہاں کے لوگ اس کی بیٹھکیں دیتے اور خوشس آمد کے مارے ماموں
کہتے ہیں، پھر بھی اس ماموں کی نظر سے مامون نہیں ۱۲

نسے دیوبند کی گوڈا پیٹ مذہب سے منکر ہو بیٹھے

نیم جھانولی میں سب گاؤ خورد سارا دفتر ہی دریا برد ہے

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ؛ پسینہ پونچھیئے اپنی جبیں سے

انصاف کیجئے ایسے زبون ناتوان عاجز پریشان سراسیمہ وحیران ترس کے مستحق یا حملہ شیرانہ ونعرۂ دلیرانہ سے قتل کے لائق، پھر لطف یہ کہ خود اسی رسالہ میں انہیں لفظوں کے جابجا مُتعلِق، کہ ان کے نزدیک کذب باری ممکن، صفحہ ۱۷. سائل نے سوال کیا کذب البباری کیسا ہے؟ بعض کملا (یعنی میاں رشید) نے فرمایا موجود بالامکان. صفحہ ۳۱ رہا قول آپ[1] کا امکان کذب باری تعالیٰ بالاجماع محال ہے، اس میں کس کو کلام ہے، گفتگو بالغیر رد بالذات میں ہے، دیکھیئے امتناع بالغیر میں امکان ذاتی کذب باری انہیں لفظوں کی تصریح وانی، نیز مبلغ علم دیکھنے کو دیگِ حضرات کا یہی چاول کافی، جن عزیزوں کو اتنی تمیز نہ ہو کہ امکانِ کذب محال مان کر کذب محال بالغیر جاننا کھلا قول بالمتناقضین وہ مقدس صورتیں کیا قابل کلام وخطاب عقلا ہیں، پھر یہ تقدسیا تو ادنیٰ درجہ کی اس سے اونچی چوٹی کی رسالہ شریفہ میں جابجا مرثیہ خواں دانش والا ہیں ہے

زفرق تابقدم ہر کجا کہ ہے نگرم ؛ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

ستم وقاحت یہ کہ سر سے پاؤں تک سارا رسالہ اس تازہ عجوبہ نوخیز کا پالا کہ کلام نفسی میں ہم بھی کذب محال بالذات جانتے ہیں حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام طرّہ یہ کہ اب بھی علم ملتے ہیں. اس رسالہ میں بخوفِ اہل حق استحالۂ ذاتی کذب نفسی کے بے شمار اقرار، اور پردہ اٹھا کر دیکھیئے تو دہی بینا بازار جو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی میں امکان سناتی آئی، مذہب حق پر جو اعتراض ڈھلا نفسی ہی میں امتناع رد کر چلا، مزہ یہ کہ براہ تقیہ کہتے یوں جائیں کہ کذب لفظی ممتنع بالغیر اور ایک نہیں، دو ننہیں، بیسیوں جگہ صاف جھلک دکھا جائیں کہ وہ بھی بجبر ہے

عیار ہو طرار ہو جو آج ہو تم ہو ؛ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

---

[1] یعنی مصنف رسالہ تنزیہ الرحمٰن جس کے جواب کا نام یہ رسالہ تلبیس مسمّٰے بہ تقدیس سیاہ کیا گیا ۱۲

ف لطف یہ کہ اصل مبحث اور اغ مذہب سے مکر بھی گیا اور پکڑ بھی گیا ف دیوبندی کی کمال جہالت

ف دیوبندی کا کمال بے حیائی

قسمت کی بدی قسمت میں بدی کہ جا بیجا اپنی موت اپنے ہی مونھ لکھ دی، سبحٰن السبوح ہیں حاجت[1] اقامت دلائل ہوئی تھی، کہ مجوزان خلف کا مذہب جواز وقوعی تو اُن کے کلام میں خلف بمعنی کذب ہے کر اُسے سند بنانا، اور اُس پر طعن بے جا بتانا رشید و خلیل پر لزوم کفر آنا، اب حضرات نے سب وقت اٹھا دی صفحہ ۲۱[2] پر قول مجوزین میں خلف نوع کذب بتا کر صفحہ ۲۴ پر تصریح فرمادی کہ "بعض (یعنی مجوزان خلف) جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہیں"۔ اور صفحہ ۸۰[3] پر شرح مقاصد سے اس مقصد پر سند بھی سنادی، غرض کفر ضلیل رشید و خلیل کی نیو جمادی پردۂ حمایت میں اچھی سزادی، سچ ہے ؎

اگر خصم جاں تو عاقل بود ✤ بہ از دوستداری کہ پاگل بود

مگر قیامت اداول چھینٹے والی یہی صفحہ ۲۴ کی نئی نرالی کہ "خلف وعید میں دو احتمال مقدوریت وجوازِ وقوعی جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں پس سند زید (یعنی رشید و خلیل) کی مقدوریت ہے نہ جواز واقعی"۔ کیا کہنا ہے اس آپ کی پس کا، جھٹ نقیض کو نقیض پر دے پٹکا، بیان تو یہ کہ زید بے چارے کا جس قول سے استناد، اُس میں جواز وقوعی مراد، اور اُس پر یہ پھڑکتی چمکتی تفریعِ نازنین کہ پس سند زید کی جواز وقوعی نہیں، سچ ہے آدمی میں ہے کیا حواس ہی تو ہیں، سارا رسالہ ایسی ہی سفاہتوں بلاہتوں سے جوش زن، رسالہ نہ کہئے بلادِ بلادت کی منچلی پلٹن تناقض وہ نہیں کہ گنتی میں آئیں، ہزار ہزار جگہ فرمائیں شرمائیں، آپ ہی ٹھنڈے ہوں، آپ ہی گرمائیں پھر یہ نہیں کہ تناقض کر کے اُسی پر جم جائیں، نہیں موقعہ پائیں تو اُس سے بھی رم جائیں ؎

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور ✤ تعارض کی دُم میں تناقض کی ڈور

ف۔ دیوبندی طائفہ کی تازہ ستم ادا

ف۔ دیوبندی تناقضوں کی کثرت

---

[1] دیکھو صفحہ ۶۹ تا ۷۴، وصفحہ ۷۹ و ۸۰ ✤ [2] عبارت صفحہ ۲۱ یہ ہے "کذب جنس اور خلف وعید ایک نوع اُس کی ہے پس جواز جنس جوازنہ ہوگا اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس واجب کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس بدیہی ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل اور یہ وہی مضمون ہے کہ براہین میں تحریر فرمایا [3] وہاں فرماتے ہیں قولہ (یعنی قول امام تفتازانی) والمذہب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب صریح دال ہے ورنہ قید بان لا یقع کی کیا ضرورت تھی ✤

ہاں گنگوہ کی فوج میں تھمنا کہاں، گنگا کی موج میں جمنا کہاں افترا کی شدت وہ گندہ بہار کہ ایک ایک سطر میں چار چار کی بوچھار، مانا کہ تنزیہ الرحمٰن پر افترا سہی کہ ائمہ ذیشان پر افترا یہ کیسا ظلم کہ قرآن پر افترا، ملک جبار دیان پر افترا نہ اختلافی ہی مسائل میں اجماع کے دعوے کہ اختلافی نزاکتوں میں اس ادعا کے جلوے، تحکم کا وہ جوش کہ ایک ہی قاعدہ خود وضع فرمائیں، جب خصم کا داؤں آئے آنکھیں دکھائیں، خود محض مضر کو سند بنائیں، مفید خصم کو نامفید بتائیں تحریف کی حرفت، وہ حرافہ خصلت کہ جس کتاب کا جواب، اُسی کی عبارت میں قطع برید کا داب کج فہمی اور آپ کیا سمجھے کیسی کج فہمی، ایں نہ آں باشد کہ تو می فہمی، وہ کج فہمی کہ بقوت وہبی کیئے کوہ تو سنیں گگوہ، سنیں گنگوہ تو سمجھیں اندوہ سمجھیں، اندوہ تو کہیں انبوہ کہیں، انبوہ تو لکھیں کنبوہ لکھیں کنبوہ تو پڑھیں کنکوا، پڑھیں کنکوا تو یاد کوّا، میرے قلم سے حاشا و کلا کوئی کلمہ ہنسی سے نہ نکلا، ایک ایک بات دلیل سے کہی، ثابت ہو جائے جب تو سہی، بعنایت الٰہی نہ اپنا کہا سمجھیں نہ خصم کا لکھا نہ اپنی دلیل نہ خصم کا مدعا، نہ اپنے امام بے چارے کا کلام، اور بحث الٰہیات کا شوق مدام، اس قطع مبارک پر علاقہ بندی کام، یہ صورت اور اتنے مہنگے دام ؎

ترا کہ گفت کہ اے نازنیں زپردہ برآ ٭ بغمزہ برصف مردانِ شیر افگن زن

اور شوخی و عیاری تو رگ رگ میں ساری، کہکر بدل جائیں، مچل کر مچل جائیں، وقت پر تسبول، موقع پر عدول، کہیں دلیل میں پیوند لگا گئے، کہیں دعوے میں رفو فرما گئے، بات بنانے کو بدیہیات سے مکر گئے، موت ابن پڑا تو چوکڑی بھر گئے، جو دُکھتی دیکھی اُس سے آنکھیں بند، ایک ایک فن میں سَو سَو فند، اعتراضِ خصم سے طرز جواب نرالی، عجائب انوکھی، لاجواب صاف اعتراض قبول فرمائیں، قبول صریح کو جواب ٹھہرائیں جوشش مکابرہ گذارش ہو چکا کہ مطلب کا پہیا جب دلدل میں رُکا، انکار بدیہیات کے ہال چڑھے، عقل کے بیل فی الحال بڑھے کفریات کا جوشش غارت گر ہوش، ایک ایک قول میں دس دس کفر، قطار در قطار کجمالۃ صفر صریح گستاخیوں سے نہ چھوڑا قرآن کو، نہ جبار قہار شدید السلطان کو، نہ عرش کے چاند ملک دیان

۱ـ معذرت بعض کلمات ظرافت، مسلمانو حضرات کا یہ ظلم شدید قابل دید صاحب تنزیہ پر اتنی بات غصہ (باقی ص ۱۱۳ پر)

ف دیوبندی تناقضوں کی کثرت ف دیوبندی کی افتراؤں کا جوش اللہ و رسول پر بھی افترا ف دیوبندی کی ہٹ دھرمی ف دیوبندی کی تحریفات ف دیوبندی کی شدید جہالت کج فہمیاں ف دیوبندی کی شوخیاں عیاریاں ف دیوبندی کی مکابرے ف دیوبندی کی کفریات

کو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلےٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم ع اے تو مجموعۂ شر ہا ز کدامت گویم؎
رشد عزیز وعقل وتمیز ودین ودیانت وصدق وضیانت ، سب سے جی بھر کر کٹی چھنی ، واہ جی رُشیدی
تو خوب ہی بنی ، اگر نہ خوف ضلالت بے رایاں ہوتا ، تو ایسوں سے کلام کیا شایاں ہوتا ، صاحبو
میری دراز نفسی پر غصّہ نہ کیجئے ، جو کچھ کہا ہے ، ایک ایک حرف کا ثبوت لے لیجئے ، ہاں وہ کہاں
ہاں وہ جلد ثانی سبحٰن السبوح میں ردّ لاثانی تقدیس منبوح میں جس کے بحمد اللہ طیار ہو
جانے کا ئیں آپ صاحبوں کو مژدہ رسا ، اس میں یکم ان حضرات اور ان کے اکابر کے بیس اقراروں
سے ثبوت دیا ہے کہ اب تک کلام عام رہا ہے ، تخصیص حادث لفظی حادث وباؤنہ پڑے پر قول
مردہ کی وارث دوم بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ اب بھی حضرات کا وہی مدعا ہے سوم بحجج کثیرہ
اثبات واظہار کہ امتناع بالغیر بھی انہیں ناگوار ، ان کے مذہب پر لفظی ونفسی دونوں کلام ہیں کذب
باری ، نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقع بلکہ دائم بلکہ واجب فتعلی اللہ عن تقدیس
کاذب چہارم واضح کیا ہے کہ ان کے مذہب پر کذب لفظی کا وقوع ، وقوع کذب نفسی کو مستلزم
ہونا ممنوع ، دعوےٰ استلزام بمغالطۂ عوام ، نری عیاری ، ثبوت سے عاری پنجم انہیں کے

(بقیہ صـــ۱۱۲) میں فرماتے ہیں کہ تقریظ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی کیوں چھاپی جس میں رشید ہم غوی وخلیلہم ضلیل لکھا تھا
ان دو لفظوں پر کہ قطعاً حق تھے جامہ سے باہر ہو کر فرمایا "اُس کے جواب میں اس طرف سے جو کچھ لکھا جاتا بجا تھا مگر غم وغصہ
کھا کر صبر کیا ، اور اپنی یہ حالت کہ معاذ اللہ اس سے سخت تر باتیں خود حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان
ارفع واعلےٰ میں لکھیں ، جلد دوم بعونہ تعالےٰ چھپنے دیجئے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس رشد ریائی کی قلعی کھُل جاتی ہے ایمان
کی کہئے تو ہم کو یہ کہنا زیبا تھا کہ جس فرقۂ بے باک طائفۂ ناپاک نے ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں ، ہم
اُس کی نسبت جو لکھتے بجا تھا ، مگر ہم نے صبر جمیل کیا ، صرف بعض کلمات لطف خیز ، ظرافت آمیز سے کام لیا ، حضرات
اگر انصاف فرمائیں ، اپنے گریبان میں مُونھ ڈال کر شرمائیں ، ہمارے کلمات پر غصہ نہ لائیں کہ محض لطیف وظریف ہیں
نہ معاذ اللہ تمہاری طرح دشنام سخیف ، پھر العزۃ للہ فرق مراتب تو دیکھئے کہاں ان کے گھر کا کوئی رشید وخلیل کہاں
ملک جبار کا رسول جلیل ، پھر رسول بھی کون رسولوں کی جان نبیوں کا ایمان صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وبارک ومجد وشرف
وکرم . نسال اللہ العفو والعافیۃ آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
عـــہ باقی مصدری ۱۲

ف جلد ثانی سبحٰن السبوح کے نفیس بابوں کی اجمالی فہرست

ف دیوبندیوں کی بے حیائی

اقراروں سے ثبوت دیا ہے کہ کذب لفظی محال ہو یا ممکن مگر ان کے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق ہر طرح ناممکن **ششم** چالیس دلیلوں سے اس نزاکت تازہ کا ردِ مبین کہ معانی قائم بنفس باری نہیں **ہفتم** اکیس حجتوں سے اس زعم شنیع کا ابطال متین کہ صدق و کذب لفظی کا نفسی پر مدار نہیں سارے رسالۂ حضرات کا بنائے خرافات یہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلوں سے اٹ سٹ ہوئے **ہشتم** بینات مبینہ سے مبیّن کیا کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی میں استحالہ محال، **نہم** مبینات بینہ سے مبیّن کیا کہ امتناع کذب نفسی جان کر لفظی میں امکان کی کیا مجال[1]۔ **دہم** امکان پر ان صاحبوں نے جو نئی برہان دی، خلیلی رشیدی قدیمی جدیدی، ایک ایک پر اتنے تازیانے جڑے کہ محاسب کو گننے مشکل پڑے **یازدہم** ابکارِ افکار سرکارِ ثہ کار مذہب حق پر جو اعتراض بے کر آئیں، اُن کی صد فہائے سوال قطراتِ زلال رد و ابطال سے چھلکتی لوٹائیں **دوازدہم** ان حضرات نے بکمالِ حیا امکان پر جو ادعائے اتفاق کیا، اُس کی وہ گت بنائی کہ رو رو دیا + **سیزدہم** پھر خود استحالۂ ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اُسے قاہر تقریروں ناہر تنویروں سے ظاہر کر دکھایا **چاردہم** خاص امتناع ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلائل ساطعہ دیئے اور اجماعی

تنبیہ ضروری

[1] تنبیہ تنبیہ تنبیہ۔ ہاں ہاں، جس نے جانا، اُس نے جانا، اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ بیانات یکم و دوم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم خاص اس امر واضح کو ہیں کہ ان حضرات کی یہ نئی فیشن کی ڈھال (کہ فلاں نص یا دلیل یا تقریر کلام نفسی سے متعلق ہے اُس میں ہمیں بھی نزاع نہیں، نزاع کلام لفظی حادث میں ہے اُس میں یہ بیان جاری نہیں) محض مکڑی کی جال اور ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت کی پوری مثال ہے اولاً محض جھوٹ کہ کلام کلام نفسی میں نہیں قطعاً اسی میں کلام تھا اور اسی میں ہے ثانیاً نرا مکابرہ کہ یہ بیان کلام لفظی میں جاری نہیں حاشا بلکہ جو کچھ نفسی میں جاری قطعاً یقیناً بے دقت و دشواری لفظی میں بھی جاری انہیں امور کا ثبوت روشن و دندان شکن اُس سطوت قاہرہ و شوکت باہرہ سے ان بیاناتِ جلد دوم میں لامع ہوا ہے جس کی تابش خداداد کے حضور خفاشانِ بے نور کی آنکھیں چندھیائیں گی، پُر غرور گردنیں زانو تک جھک جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ ہر موافق و مخالف پر کھل جائے گا کہ یہ عیار مکار کتنے پانی میں تھے فانتظروا انی معکم من المنتظرین ولتعلمن نباہ بعد حین انشاء اللہ رب العلمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیقی المنامی تین قسموں پر منقسم کئے پانز دہم ہر جگہ تحقیقات جلیلہ وتدقیقات جمیلہ وافادات عالیہ وارشادات غالیہ کا وفورِ نور ووفور نور ایسا نہیں کہ بیان میں سما سکے یا سُننے سے اُس کا لطف آسکے ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشتی ۔ بالجملہ بحول وقوت باری دعوٰے کیا جاتا ہے کہ طوائف وہابیہ خصوصاً طائفہ مکذبہ کے ردو مبین میں اس رنگ کی کتاب نفیس لا جواب دوسری نظر نہ آئے گی، مگر آئینے یا چشم دوربین میں ع گر مثل تو ہست ہم تو باشی ۔ اللہ اللہ جو بیان اٹھانا نہایت کو پہنچانا، جو نعرہ ہو جگر گداز، جو حملہ ہو کوہ انداز، مخالف بے چارے کی وہ حالت کرنی جیسے شیر ژیان کے حضور ہاری ہرنی نہ شاخ وناب کہ سامنا کرے نہ توان وتاب کہ چوکڑی بھرے ۔

رحم اُس ساعدِ نازک پہ جسے اُسکے نصیب ۔ لائے ہوں پنجۂ مرداں میں لچکنے کے لئے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم : والحمد للہ رب العٰلمین ۔

قصد یہ تھا کہ رد نفیس رسالہ تقدیس سبحٰن السبوح کا ذیل نافع اور اُسی کے ساتھ چھپ کر شائع ہو، جب بحر زخارِ قلم موج خیز ہوا، اور ابرِ دریا بار قدم گہر ریز رسالہ پندرہ جز سے تجاوز کر چلا، اور ہنوز لہر کو بس کا حکم نہ ملا، نہ ابر محیط برس کر کھلا، اُدھر طالبانِ حق ومحبانِ اسلام، خواص وعوام وعلمائے کرام سبحٰن السبوح کے مشتاق قدوم، نزدیک ودور سے تقاضوں کی دھوم، لہٰذا رائے یہ ہوئی کہ اس رسالہ کو جلد اول کیجئے، اور جلد دوم کا مژدہ دیجئے، الٰہی جلد انتظار کو اذن رفع دے، اور دونوں جلد سے مومنین کو نفع آمین آمین الٰہ العٰلمین : وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

التماس آخرین بخدمت مخالفین

حضرات اگر جواب جلد[1] اول کی جلد ہمت فرمائیں، مکابرات تقدیس کو رخصت فرمائیں، تخفیص

---

[1] تنبیہ حضرات کی طرز جواب دنہایت سعی مع اشارۂ رد حاشیۂ سابقہ میں عرض ہو چکی احسانات الٰہیہ سے یہ کہ باآنکہ تصنیف سبحٰن السبوح بلکہ مدتوں اس کے بعد تک حضرات کی اس تخفیص محدث (باقی صفحہ ۱۱۶ پر)

حادث سے رجعت فرمائیں، ملت ہوش سے ملت فرمائیں، شیر شرزہ سے شکار چھینتے ڈریں، پارہ شدہ نزاکتیں پھر نہ پیش کریں، ورنہ کیا لطف ہوا کہ آپ نے محنت بھی جھیلی، خرچ بھی کیا، اور مضمون وہی کہ جلد دوم میں قتل ہولیا، مانا کہ تقدیس بے چاری اکیلی نہ رہی، اُس کی دوسری بہن تلبیس بھی سہی، جب بعون المولےٰ سبحانہٗ وتعالےٰ یہ اسد اغبر گونجتا آئے گا، جب اُس کا نعرہ جگرے ہلائے گا، یک گز دو فاختہ کا مضمون دکھائے گا، اب ایک شکار ہے جب دو پائے گا، یا ابناء الانبہٹہ یا اہل الگنگوہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ انشاءاللہ جلد دوم کا عہد بھی جلد آتا ہے، بپھرے شیر کو دیر ہی کیا ہے، آگاہ کر دینا ہمارا کام آگے تم جانو تمہارا کام ؎

ومن انذر فقد اعذر والحمد للہ العلی الاکبر وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ

السید الاظہر نبینا الکریم الطیب الاطہر محمد

والہ وصحبہ الغر امین امین والحمد

رب العلمین

سلخ محرم الحرام

۱۳۰۹ھ

قدیہ

(بقیہ حاشیہ ۱۱۵) وتبدیل اخبث پر اطلاع نہ تھی، پھر بھی بالہام الٰہی تنزیہ دوم میں سات دلیلیں ایسی ارشاد ہوئیں، کہ اس تخصیص حادث کی بھی گردن شکنی کو کافی مبین، افادات خاصۂ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ دلائل، دو پہلے اور تین اخیر کے کہ خاص کلام لفظی سے روشن علاقہ رکھتے ہیں اور ارشادات علما سے دو دلیلیں، دلیل دوم بظہور واضح اور دلیل اول اُس تقریر ساطع پر کہ مسلم الثبوت اور اُس کے شروح میں مشروح ہوئی، یوہیں تنزیہ اول میں آٹھ نص بلکہ زیادہ خاص کلام حادث سے متعلق نص ۴ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ و ۲۸ وغیرہا اور جریان دلیل نقص میں جو ناقص ومنقوص کلام رسالہ تلبیس میں لکھا یا فصوص میں احتمال استحالہ بالغیر پیش کر کے کلمات کفریہ تک بکے اُن کی کامل خدمت گذاری جلد دوم میں ملاحظہ کیجئے گا انشاء اللہ تعالےٰ واللہ یقرب البعید اذا شاء انہ علےٰ ما یشاء قدیر والحمد للہ رب العلمین ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۴۸۶/۹۲

(۳)

الهيبة الجبارية علىٰ جهالة الاخبارية

ضمیمہ ذمیمہ اخبار نظام الملک میں دیوبندی وانبہٹی جہالتوں کی خبرگیری

دیوبندیوں نے ایک تحریر ضمیمہ کہ اس سے بھی بدتر ذمیمہ تھی چھاپ کر چھپالی ہر چند مانگی نہ دی اس کے بدلے میں دوسری بھیجی، یہ اُس کا مختصر ردّ ہے

مطالعہ کیا گیا ہے
تاریخ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بندہ محمد کریم بخش[۱] قادری برکاتی علیگڑھی غفرلہ المولیٰ القوی نے ۸ محرم الحرام کو ایک خط بطلب ضمیمۂ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۹ء مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کو لکھا، پرسوں ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ کو ڈیڑھ مہینے کے تقاضوں میں پرچہ مطبوعہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء آیا، اُس میں جو اکاذیب مبطلانہ وخرافات جاہلانہ ہیں کیا قابل التفات عقلا اور بنام عقائد

---

[۱] تلمیذ حضرت افضل العلما جناب مصنف سبحٰن السبوح واستاذ العلماء جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب علیگڈھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ ۲ طرفہ تماشا اس عجیب تخالف پر فقیر نے حضرت کو پھر خط لکھا کہ پرچہ ۱۲ منگایا مطبوعہ ۲۵ آیا یہ کایا پلٹ کیا معنے اگر واقع میں ۱۲ کو کوئی تحریر نہ چھپی تو صاف انکار کر دیجئے ورنہ میں نے ہر خط میں بالتصریح وہی مانگی اور وہی مانگتا ہوں وہی بھیجیے، اس پر بعد تقاضائے مکرر تیئسویں دن جواب آیا کہ بندہ کو اُس پرچہ کا پتا نہ چلا، نہ میرے پاس موجود، اگر بعد استفسار دستیاب ہوا روانہ کروں گا، فقیر نے اس مدت میں مطبع نظام الملک کو بھی لکھا کہ ضمیمہ ۵ ۲ میرے پاس ہے ضمیمہ ۱۲ ہو تو قیمت بتایئے؟ جواب آیا پرچہ مطلوبہ آنجناب بہت تلاش کیا دستیاب نہ ہوا، دوسرے خط پر جواب دیا ضمیمہ مطلوبہ اب نہیں مل سکتا، بار بار آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں یہ سب خطوط گواہ ہیں کہ فی الواقع ۱۲۔ اگست کو ضمیمہ چھپا اور وہ وہی تھا جس سے رسالہ تنزیہ الرحمٰن میں نقل (باقی ص۱۱۸ پر)

ودلائل میاں خلیل احمد صاحب جو چند سطور سیاہ کیں، وہ وہی مادۂ فاسدۂ تقدیس تھیں، جن کا بحمد اللہ تعالٰے کافی معالجہ جلد ثانی سبحٰن السبوح نے کیا، یہاں کہ صرف ایک ورق کی گنجائش، ان کے باقی خرد وار سے مشتی نمونہ لطیفۂ چند کی اجمالی نمائش، عجب نہیں کہ فرصت ہو، تو آئندہ انشاء اللہ تعالٰے مفصل خدمت ہو وباللہ التوفیق۔ لطیفہ (۱) قول الطائفہ مولٰنا (یعنی انبیٹھی نے) آیت ولو شئنا لبعثنا پیش کی جس کی تفسیر میں امام رازی[۱] نے کبیر میں خدا تعالٰے کی قدرت مثل رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر لکھی اقول سبحانك ھذا بھتان عظیم کبیر موجود ہے، اس میں صرف اس قدر لکھا کہ نذیراً مثل محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم یعنی خدا چاہتا تو ہر شہر میں ایک رسول بھیجتا کہ تمہاری طرح اپنی امت کو نذیر اور ڈرسنانے والا ہوتا اسے مثل متنازع فیہ یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے جمیع اوصاف کمالیہ میں حضور کے

ف: خلیل احمد انبہٹی کا صریح ... امکان ... کذب ... ذلیل کی تذلیل

(بقیہ صفحہ ۱۱۱) موجود مگر کسی مصلحت سے فوراً اسے تبدیل کرکے ۲۵ اگست کو دوسرا چھپوا دیا اور اُسے چھپایا یہاں تک کہ جو ضمیمہ ہم مانگے اُسے بھی دیتے ہیں گویا یہ اُس کا عین ہے اور لطف یہ کہ نام اخفا پر خفا ہوتے ہیں حضرت نے ڈیڑھ مہینے بعد جو پرچے بھیجے اُن پر لکھا "بعض ضروریات سے تاخیر ہوئی آپ اخفا پر محمول کرتے ہیں بھلا چھپکر بھی کوئی کتاب چھپی ہے پانچ پرچے مرسل ہیں اور مطلوب ہوں تو منگا لیجئے"۔ گویا میں نے یہی تحریر مانگی اور یہی مطلوب تھی۔ حضرت اگر اخفائے تبدیل نہ تھا تو یوں تحریر فرمایا جاتا کہ ضمیمہ مطلوبہ موجود نہیں، ہاں ایک اور پرچہ مطبوعہ ۲۵ ہے اگر وہ مطلوب ہو تو بھیجدوں، جناب رشید سے شرعی استفتا ہے کہ زید آم کی طلب میں عمرو کو دام بھیجے، عمرو اُسے املی بھیجدے اور وہ دام (یعنی ٹکٹ ارسال) بے اذن مالک دوسرے کام میں لگادے، شرعاً اُس کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔ رہا حضرت کو پتا نہ چلنا، اسے بھی آپ دل میں خوب جانتے ہوں گے، آپ ہی کے یہاں پرچہ چھپے آپ ہی کے پاس تقسیم کو رہے، اور آپ ہی کو اُس کا پتا نہ معلوم خیر فقیر کو تو یہ اشتیاق ہے کہ ہوشیار بہادروں کو وہ کونسی مصلحت پیش آئی، کہ چھپی چھپائی تحریریں چھپائی تلاش میں ہوں اگر ملتا ہے تو انشاء اللہ العزیز گُل کھلتا ہے ورنہ سے صبر اُس پر اس ہماری حسرتِ دیدار کا ٭ بند جس نے کردیا روزن تیری دیوار کا ٭ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

[۱] تنبیہ حضرات کو خیر سے یہ بھی خبر نہیں کہ یہ آیہ لوشئنا سورۂ فرقان میں ہے اُس کی تفسیر تصنیف امام رازی نہیں اُن کے تلمیذ شمس الدین خوبی کی ہے، تو امام پر یہ افترا در افترا ہوا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

شریک و ہمسر سے کیا علاقہ، خود کبیر میں ایسی ہی ترکیب کی نسبت لکھا لا یمکن ان یقال المراد حصول المماثلۃ من کل الوجوہ اُسی میں ہے یکفی فی صدق حصول المماثلۃ فی بعض الامور امام قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں لا یلزم من اطلاق المثلیۃ المساواۃ من کل وجہ۔ لطیفہ (۲) اگر ایسی عبارت مماثلث فی جمیع الصفات کو مفید تو کبیر سے کیوں سند لائیے خود آیت ہی نہ پڑھ سنائیے انما انا بشر مثلکم لاجرم اپنی سفاہت کا اقرار کیجئے یا دین و ایمان سب تج دیجئے۔ لطیفہ (۳) اس تقدیر پر بحکم آیت ہر فرد بشر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر، پھر تقیۃً امتناع بالغیر کیوں کہئے، لاکھوں کروڑوں موجود مانئے۔ لطیفہ (۴) تمہارے امام قدیم صاحب یکروزی و مرشد جدید جناب رشید کو مسلم کہ وقوع مثل مستلزم وقوع کذب، تو کذب الٰہی بھی واقع بالفعل جانئے۔ لطیفہ (۵) خفانہ ہونا قرآن عظیم نے ہر چرند و پرند کو اسم امثالکم فرمایا، اگر یہ ترکیب مفید مثلیت متنازع فیہا تو اقرار مرد آزار مرد ہر خر و بوم آپ صاحبوں کا ہمسر شوم حالانکہ اتنا فرق واضح بالیقین کہ وہ تمہاری طرح وہابی نہیں۔ لطیفہ ۶ طرفہ تناقض اسی ضمیمۂ ذمیمہ کے صفحہ ۴ پر بشر مثلکم کے یہ معنے ملنے کہ نفس بشریت میں مماثلت ہے مگر نذیر أمثلہ خواہی نخواہی مساوات کلیہ پر محمول۔ لطیفہ (۷ تا ۱۷) یہ سب درکنار عقل کے انکھیاروں کو اتنا بھی نہ سوجھا کہ وہ ہر قریہ کا نذیر خاتم النبیین[٧] وافضل المرسلین[٨] ونبی الانبیا[٩] واکرم الخلق[١٠] واول مخلوق[١١] واول شافع[١٢] واول مشفع[١٣] ومخصوص بالاسراء[١٤] وبالرؤیۃ فی الدنیا[١٥] و بالشفاعۃ الکبرٰے[١٦] وبالوسیلۃ العظمیٰ[١٧] وغیر ذالک مما لا یعد ولا یحصیٰ کیونکر ہو سکتا ہے تو یہاں مثل بمعنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ثمرۂ ختم خدا ہے۔ لطیفہ (۱۸) عجیب تر سنیئے آیت یا کبیر[١] کی عبارت دلیل امکان مثلیت کجا، بلکہ خود آن میں ان سفہا کے برخلاف یہ تصریح صاف کہ وہ امکانی نذیر ہرگز حضور کی نظیر نہیں، صراحۃً بتایا گیا ہے، کہ ان کی بعثت عام نہ ہوتی اور ہمارے حضور تمام عالم کے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، پھر صریح مخالف سے استدلال، یا رب کس درجہ کا جنون بے مثال، مگر انصاف بے چارے معذور ہیں، کہ وہابیت و بدحواسی سگی بہنیں مشہور ہیں۔ لطیفہ (۱۹) قولہا[٥] پھر لکھا ہے کہ خلاف معلوم و اخبار مقدور ہے جو مستلزم امکان کذب ہے[٦]

ف: جنتی صاحب کی کمال حماقت

---

[١] یعنی امام رازی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲

اقول بھلے مانس دلیل میں خلاف معلوم وخلاف اخبار دونوں اور نتیجہ میں صرف امکانِ کذب امکانِ جہل بھی کیوں نہیں مانتا دتمام کلام فی المجلد الثانی ۔ لطیفہ (۲۰) لطف یہ کہ عبارت مذکورۂ کبیر میں صرف خلاف معلوم کا ذکر ہے ، خلاف اثر کا نام بھی نہیں ، تو اصل منصوص کا نتیجہ بچا جانا ، اور اپنے ضم کئے ٹکڑے پر نتیجہ دینا طرفہ تماشا ہے ۔ لطیفہ (۲۱) قولہا سلطان محمود نے کہا لو فرض کے واسطے ہے اور فرضِ محالات جائز" مولٰنا نے کہا میرا استدلال مشیت سے ہے" اقول یہ تو انشاء اللہ تعالٰے جلد دوم میں سُنیئے گا کہ مقدوریت خلافِ اخبار کو امکانِ کذب سے اتنا ہی علاقہ ہے جتنا آپ صاحبوں کو عقل وخرد ، یا کسی رشید اسمی کو رسم رشد سے ، مگر یہاں اتنا عرض کروں کہ استدلال بتفسیر علماء سے آپ خود استناد بآیت کی طرف جھکے ، مگر تقدس شریف پکار رہا ہے کہ آپ نکل مناظرہ آیت سے مقدوریت ضرور ثابت کرے جائیں گے ، حاصل شرطیہ ملازمت ہے نہ امکان مقدم ذرا لوکان فیہما الھۃ دیکھ کر مشرک نہ ہو جانا ، تو استدلال بمشیت سے کیا کارروائی ہوئی ، مشیت محال خود محال اور بفرض وقوع اُسے مستلزم ۔ لطیفہ (۲۲) ذرا اپنی دلیل کریمہ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا میں جاری کر دیکھیئے وہاں سُنتا تھا ، یہاں اردنا دیکھ کر خدا کا کھیلنا کودنا ممکن مانیئے ، مفر یوہیں ملے گی کہ ارادہ[1] محال محال اور بر تقدیر وقوع ملازمت ثابت ، پھر مقدوریت کب نکلی ، ارشاد العقل میں اسی کے نیچے فرمایا یستحیل ارادتنالہ لمنافاتہ الحکمۃ فیستحیل اتخاذنا لہ قطعًا لطیفہ (۲۳) جناب مولوی سلطان محمود صاحب کا بال بیکانہ ہوا ، لَو فرض کے لئے ہے ، تو مفادِ آیت فرضِ مشیت اور مفید امکانِ صحت نہ کہ فرض ۔ لطیفہ (۲۴) قولہا مفتی کے رسالہ میں بہت کتب کلامیہ سے نقل کیا ، کہ خلاف معلوم مقدور ہے اقول اس میں صرف پانچ[2] چھ کتابوں کا حوالہ ہے ، جن میں شرح ابہری کے سوا ایک بھی کتاب کلام نہیں ، جن مقدس مورتوں کو مشہور

ف دیوبندی کی تراشیدہ عبارت

ف امیٹھی حماقتیں

ف دیوبندی کی بے خبری

ف۱ بلکہ خدا کا بیٹا ممکن گا یئے کہ لھو سے مراد اولاد ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ف۲ وہ کتابیں یہ ہیں :۔ تحریر الاصول[1] ، تقریر شرح تحریر[2] ، مسلم الثبوت[3] ، حواشی مختصر الاصول[4] ، کہئے ان میں کونسی کتاب علم کلام میں ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی

کتابوں میں اتنی بھی تمیز نہ ہو کہ یہ کس فن کی ہیں وہ اور فہم مطالب بقول آپ کے یہ موںھ اور مسور کی دال۔ لطیفہ (۲۵) ذرا صبر کیجئے جلد ثانی سے انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوتا ہے کہ خلاف مذکور کو مقدور نامقدور ماننے والے کہ دو گروہ اہل سنت ہیں، دونوں اپنی اپنی مراد پر صادق، اور تمہارے کذب پر یک زبان متفق۔ لطیفہ (۲۶) ان کے امام الطائفہ نے جو امکان کذب الٰہی پر ہذیان اول پیش کیا، کہ انسان کذب پر قادر تو بر تقدیر استحالہ قدرت انسانی ازید ہوگی، اُس پر کُھلا نقض تھا کہ بشر کے سب شر خدا پر روا اٹھریں، اس پر طائفہ کا جواب سُنئے قولہا چوری شراب جوری جہل ظلم سے معاوضہ کم نہی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" اقول مسلمانو للہ انصاف کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر صاف اقرار کر دیا کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شرابیں پئے، جاہل بنے، ظلم میں سُنئے سب کچھ روا ہے، کہ جو کچھ بندے کریں، خدا وہ سب اپنے لیئے کر سکتا ہے۔ اُف ہزار تُف یہ ملعون کلام اور ادعائے اسلام، اچھے معنے تراشے کلیہ کے، ذرا سبحٰن السبوح شریف صفحہ ۳۴ [1] وحاشیہ صفحہ ۴۴ دیکھیئے کہ ایمان ٹھکانے آئے۔ لطیفہ (۲۷) قولہا ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے اقول الکذوب قد یصدق برسات بھر میں ایک سچ بولے ہو، واقعی تمہارا طائفہ ہمیشہ اخفائے مذہب کرتا اور بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے، خیر اب سہی ذرا دیر کو جی کڑا کر کے مرد بن جایئے، خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمایئے ہم بھی تو دیکھیں کتنے پانی پر ہو، ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا ہے، کہ اس تسلیم واقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا درد لا دوا۔ لطیفہ (۲۸) بزعم شنیع اس جواب کفری کو معاذ اللہ عقائد اہل سنت [2] پر مبنی بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا اقول اب تو مکرر سچ بولنے

---

[1] ادراب صفحہ ۴۲ و۴۳ وحاشیہ صفحہ ۴۳ و۴۴ ہے ۱۲ [2] جواب اول میں عبارت طائفہ یہ ہے" حالانکہ یہ کلیہ مسلم اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے اگر اس کا انکار کرتے ہو تو خود اہل سنت سے خارج ہو ہم تحقیقی جواب دیتے مگر خوف سے ترک کرتے ہیں" انتہیٰ، دیکھیئے کیسی کھلی تصریح ہے کہ جو جواب کلیہ مسلمۂ ائمۂ کلام اور اہل سنت کے ایسے عقیدے پر مبنی جس کا منکر اہل سنت سے خارج، وہ اُن کے نزدیک تحقیقی نہیں الزامی ہے جواب تحقیقی ہنوز فی بطن القائل ہے جسے بخوفِ اہل حق چھپا گئے۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ ضعف وغربت میں بھی مخالفانِ اہل حق یخوفون فی انفسہم ما لا یبدون لک کے مصداق ہیں ع ہیبتِ حق ست این از خلق نیست ۵ والحمد للہ رب العٰلمین ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ

لگے، واقعی جب تم دشمن سنیاں ہو تو جو جواب تمہارے نزدیک عقائد اہل سنت پر مبنی ہو تحقیقی کیونکر ہو سکتا ہے، بلکہ اپنے سنّی خصم پر الزاماً ہی پیش کیا ہے۔ لطیفہ (۲۹) کلام معتقد المنتقد عزیف قال کبیرھم کذبہ واتصافہ سبحانہ بھٰذہ النقیصۃ لیس محالا بالذات پر خرافات اور بکنا اور افترا اور کم فہمی، غرض اپنے گھر بھر مغلطات دے کر بولے "ہرگز کوئی اتصاف بالنقیصہ کا قائل نہ ہوا" اقول کہاں انکارِ استحالہ کہاں قول بالاتصاف، اتنے فرق تک کی تمیز مجبور مگر شیروں کے حضور غرفش ضرور، ذرا تعصب کا گھونگھٹ ہٹا کر دیکھیئے کہ وہ طائفہ کا اکبار کبیر اپنی یکروزی زفیر میں کتنی جگہ صاف صاف امکان اتصاف کی تصریح کر گیا ہے، یوں بھی نہ سوجھی، تو مجلد دوم کا انتظار کیجئے، سوجھائے سے تو سوجھے گی۔ لطیفہ (۳۰) قولہا "شاید مبتدعین زمانہ کے نزدیک خدا کی تنقیص کچھ بری نہ ہو" اقول تم نے چند ساعت سنیوں کی صحبت اٹھائی تھی اس کا مبارک نتیجہ دیکھتے جاؤ، یہ تیسرا سچ آپ کے ذہن سے نکلا، واقعی مبتدعین زمانہ یعنی وہابیہ خرد بیگانہ تنقیص الٰہی کو برا نہیں جانتے اُن کا امام صاف لکھ چکا کہ خدا میں عیب آنا بالذات محال نہیں، دیکھو سبحٰن السبوح صفحہ ۵۰ و ۵۱ اور جا بجا اسی کی تصریح رسالہ تلبیس میں موجود صریح کما سیاتی فی المجلد الثانی اور تم ابھی ابھی بتا چکے ہو کہ تمہارا معبود

چور، شرابی، جاہل، ظالم ہو سکتا ہے، اور تنقیص نام کس

چیز کا ہے، اللہ تعالےٰ ہدایت بخشے، آمین آمین

وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ

محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین

۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ علے صاحبہا الصلاۃ

والتحیۃ

آمین

ؔ

علمائے اہل سنّت کی مبارک تصانیف دارالاشاعت جامعہ گنج بخش معرفت نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے طلب کیجئے۔

۴۸۶/۹۲
مطالعہ کیا گیا ہے
تاریخ

(۴)

دامانِ باغ سبحٰن السبّوح

امام الوہابیہ کے ہذیانِ اول کی عجب صفرا شکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

اللہ اللہ ایک حجت عامۃ الظہور لامعۃ النّور

جس سے وہابیت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ لو سب مردود و مقہور!

رب العرش عزجلالہ نے اعلیحضرت صاحب الحجۃ القاہرہ مجدد المأۃ الحاضرہ زیدت فیوضہم الباطنۃ والظاہرہ کو وہ قلم عطا فرمایا ہے، جس کے صاعقۂ برق بار نے جدھر توجہ فرمائی خرمنِ ضلال کو وہ خاک سیاہ کیا کہ زرّاع کفار[ف] نے اپنے انبار کی خاک بھی نہ پائی، ظلمتِ ضلالت دھواں بن کر برباد، اُڑتی پریشان پھرتی نظر آئی ذالک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ہ اعلیحضرت کی کتاب مستطاب سبحٰن السبوح تو شائع ہوئے اکیس برس ہوئے[ع] یہ مبارک رسالہ ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت میں رسید طلب رجسٹری ہوکر پہنچا، اُن کی دستخطی رسید اب تک محفوظ ہے۔ تین سال غوغا رہا جواب ہوگا ہوگیا چھپے گا چھپتا ہے، مگر وہ چھپنا بالفتح نہ تھا مکسور تھا، ایک خیالی انڈا پر عنقا کے نیچے مستور تھا یہاں تک کہ حضرت گنگوہی صاحب ظاہری آنکھوں کو بھی رو بیٹھے، اور گیارہ سال انتظار کے بعد اعلیحضرت نے المعتمد المستند میں چھاپ دیا کہ الاٰن اذ قد اعمی اللہ سبحنہ بصرہ من قد عمیت بصیرتہ من قبل فانی یرجی الجواب وھل یجادل میت من تحت التراب

[ف] کفار کے لغوی معنے چھپانے والے اور کسان کہ دانہ زمین میں چھپاتے ہیں اور یہی معنے زرّاع ہیں ۱۲

[ع] اور اب پورے ستائیس برس ۱۲ رضوی

اللہ عزوجل نے اعلیٰحضرت کی یہ پیشگوئی بھی سچی فرمائی، کہ جناب گنگوہیت مآب مر کر مٹی میں مل گئے اور اذناب نے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اُن کے ساتھ گڑھے میں دبا دیا، یا وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے، قبر میں شجرہ کی جگہ رکھوا دیا، اب کچھ زمانہ ہوا، کہ بعض دیوبندی شورشوں پر استفتا ہوا، اعلیٰحضرت نے مختصر جواب ارشاد کیا، اور تفصیل کو سبحٰن السبوح پر محوّل فرمایا۔ یہ مختصر فتوے اپنے کمال ایجاز پر بعونہ تعالےٰ پرتوِ اعجاز پر واقع ہوا، جس نے ایک کلیۂ امام الوہابیہ کے پرزے اُڑا کر عجیب فائدہ افادہ کیا کہ امام الوہابیہ کا یہ قول مان کر خود اُس کے اور تمام وہابیوں اور غیر معتمدوں کے جتنے عقائد، مکائد، اقوال، افعال دعاوی، دلائل، رسائل، غرض اُس طائفے کی عمر بھر کی ساری کمائی، اگلی پچھلی آئی لگائی کوئی ہو، کیسی ہو سب کے رد کو صرف ایک حجت قاہرہ کافی، اب یہ بات منجملۂ کرامات ہے یا نہیں کہ تمام مختلف ابواب کے مباحث گوناگون کے رد کو صرف ایک دلیل وافی، ایک ہی دار ہر جگہ حاضر، ایک ہی صاعقہ ہر جگہ قاہر وللہ الحجۃ البالغۃ وہ مبارک فتوے یہ ہے:۔

دامانِ باغ سبحٰن السبوح

۱۳۲۶ھ

منقول از مجلد یازدہم العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ جھوٹا ہو سکتا ہے، اور اس پر دلیل پیش کرتا ہے، کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر اللہ تعالےٰ نہ بول سکے، تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کلام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے، اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے، آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پہ قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے، جن پر آدمی کو قدرت نہیں

انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس دلیل کو کہتا ہے، یہ ایسی قاطع دلیل ہے، کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمادیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچادیں. بینوا توجروا۔

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ٥ اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ اُن کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے، جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے، اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے، اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں، اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمیٰ بہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا، اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرھم وہابیوں کسی سے اُس کا جواب نہ ہو سکا، نہ انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کانوا یکذبون وبما کانوا یفسقون: اولٰئک اصمھم اللہ واعمیٰ ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون: مَیں نے اُس رسالے میں تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کذب محال بالذات ہے، اور یہ کہ اُس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اُس کے رب کی عظمت اور اُس کے کلام کی تصدیق ہو، اگرچہ کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے، تو اُس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں. اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے. اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اُس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ جل جلالہٗ کے لئے ممکن ہوا، تو وہ عیبی، ناقص، ملوث، گندی گھنونی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اُس کے لئے اُس کے رب کی امان، ادنےٰ سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کریگا پاکی ہے اُسے جس کے سراپردۂ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال

بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے، شرح مقاصد میں ہے الکذب **محال باجماع العلماء** لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال یعنی جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال، نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہل سنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ ولا یصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث ونوپیدا ہے، اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے نہ اس کا جہل ممکن ہے، نہ کذب ممکن ہے، نہ اس میں کسی طرح کے عیب ونقص کا امکان ہے۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا، تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق ضروری نہ رہا، تو اس کی کونسی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہیگا کہ شاید جھوٹ کہدی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے، تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے؟ یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے؟ جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کرسکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہوسکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو، کہ ہمیشہ سچ بولوں گا، یا اس نے فرمادیا ہے، کہ میری سب باتیں سچی ہیں، مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا، توسرے سے اس وعدہ وفرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہوسکتا ہے، کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین وشریعت واسلام وملت کسی کا اصلا پتا نگا نہیں رہتا، جزا وسزا وجنت ونار وحساب وکتاب وحشر ونشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد وبطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار مع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فیجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعاً رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل

وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں امام وہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اُس کے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کردی ہے، یہاں چند حرف کافی گزارش اوّلاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکتا ہے، وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کرسکتا ہے تو جائز ہوا۔ کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈُبائے، سر بازار بدمعاشوں کے ساتھ ڈھول چھکر لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کونسی ناپاکی، کونسی ذلت، کونسی خواری ہے جو اُن کے خدا سے اُٹھ رہے گی، ثانیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ اُنہوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے، کوئی عیب بالفعل تو اُسے نہ لگایا، حالانکہ اول تو یہی اُن کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکانِ عیب ہی خود بڑا بھاری عیب ہے۔ کما بیناہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں۔ مَیں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بے شک اُنہوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا، اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا، بلکہ اُس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی، صاف صاف اُس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سُنیئے۔ جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے، کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اُس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اُس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے، تو ضرور ہے، کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمت وغلامی پر قادر ہو، ورنہ انسان کی قدرت جو اُس کی قدرت سے بڑھ جائے گی، کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہیں ہوسکتا، اگر کہیئے اُسے اُس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی، کہ اُس کے ماں باپ ہی نہیں، تو اس میں اُس زخم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہوسکتا، خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو۔ لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے، کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وہ بھی ایسی سعادت مندی کرسکے، جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا، اور حادث خدا نہیں ہوسکتا، اُس کا کوئی خالق ہوگا، اور مخلوق خدا

ف۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی پر قاہر رد ہیں

ف۔ وہابیہ اور اُن کا امام خدا کو بالفعل عیبی وناقص ملتے اور اُس کی الوہیت باطل کرتے ہیں خدا کے لئے ماں باپ اور مرجانا جائز ٹھہراتے ہیں

نہیں ہو سکتا۔ اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل عیبی ماننے اور سرے سے اُس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو، ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں، اور پھر بھی اُسے اُن سعادت مندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتا دیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے، اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے، اپنے اُن آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی، کہ جو مر سکا وہ خدا کہاں؟ **ثالثًا** احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے، یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے، مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صاف اُڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات، نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اُس کی قدرت آزاد ہوئی، جس پر کوئی روک نہیں، اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں، اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے، تو یوں کیا انسانی قدرت اُس کی قدرت سے فائق نہ رہی۔ باعتبار مقدورات کمًّا نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفًا سہی، ناچار تمہیں ضرور ہے، کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو، کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔ **رابعًا** اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں، کہ وہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اُس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی، اور اپنی حماقت سے بہت کرّی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضها تهيب من بعض اوّل ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے، یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسان حیوان تمام جہان کے افعال، اقوال، اعمال، احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں، تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبیح، طاعت ہو یا عصیاں انسان سے جو کچھ واقع ہو گا وہ اللہ ہی کا مقدور، اللہ ہی کا مخلوق ہو گا، اُسی کی قدرت اُسی کے ایجاد سے

ف۔ امام الوہابیہ نظام کذب الٰہی کو ممتنع بالغیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور حقیقۃً اس کا بھی منکر ہے

ف۔ امام الوہابیہ کے اس مغالطے کی چار اصل

ف۔ امام الوہابیہ رافضی معتزلی ہے

ف۔ امام الوہابیہ کے نزدیک آدمی اپنے افعال کا خود خالق ہے

پیدا ہوگا۔ پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرت الٰہی سے جدا کر سکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کر سکنا پڑے، اس ضلالت و بددینی کی کوئی حد ہے **مقاصد** میں ہے فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالیٰ وانما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ العبد صحۃ والحکماء ایجاباً یعنی بندے کا ہر فعل اللہ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے، بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ و فلاسفہ کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوع فعل ممکن ہے واجب نہیں، اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں **دوم** اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے، اپنے یا خدا کے، ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذب انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر، اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہوا تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی وہ کذب ربانی کب بھی، اور جس پر بھی یعنی کذب انسانی اُسے ضرور کذب ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اُسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہیئے، اور نہ سوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کوئی کور باطن خیال کرے۔ کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہیئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کر سکے، ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا وھلم جرا الی غیر نھایۃ وغیر قرار ﴿کذٰلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار﴾ **سوم** ہم پوچھتے ہیں قدرت انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد۔ آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زیادہ ہو جائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالۂ کذب کو لازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اُس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو، آخر اُس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہیئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو، اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے

ف: امام الوہابیہ کے طور پر خدا کے لئے جھوٹ ممکن ہوا

ف: امام الوہابیہ خدا کی قدرت سے آدمی کی قدرت زیادہ مانتا ہے

(اور بے شک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے، تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا، قدرت خدا سے ہوا یا قدرت خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کونسی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی، اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، بر تقدیر دوم رحمٰن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو، وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے واقع ہوا، بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے، اور مثل پر قدرت، شے پر قدرت نہیں وہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا، اُسے صراحۃً قدرت خدا سے جُدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شے جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی، اُس کی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تو نے خدا و انسان کو دربارۂ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں دہلوی کے بندو اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علے کل شئ قدیر ہ پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورۂ عبد پر قادر نہیں مانتے، جب تو وزن برابر کرنے کو امثالِ مقدرات عبد خود اُس کے نفس کریم میں گڑھنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصہ لو گے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں، مواقف میں ہے الجبائیۃ قالوا لایقدر علے عین فعل العبد [۱] ہم اہل سنّت کے نزدیک اللہ تعالےٰ عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اُسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں، اور اُن کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کرا سکتا ہے۔ مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے، اس سے وہ پاک و متعالی ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ کو طلاق [۲] دینے پر قادر ہیں، مگر ایک

---

[۱] و [۲] حاشیے صفحہ ۱۳۱ پر پڑھئے۔

دوسرے کی زوجہ کو طلاق[1] نہیں دے سکتا، تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں، بلکہ اُس کی نظیر پہ قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پر قادر ہے، جبکہ اُن میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا، وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہو گی، تو اللہ تعالےٰ زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی، کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا

ف امام الوہابیہ کے نزدیک خدا کی زوجہ بھی ہے

مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا، بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں، خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ قضیہ بے شک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے، اُس سب اور اُس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولےٰ عزوجل قادر ہے، وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقۃ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اُس کا حصہ نہیں، وہ خاص مولےٰ عزوجل کی قدرت ہے، تو اُس کلمۂ حق کا حاصل

ف امام الوہابیہ کا اندھاپن

یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہو گا مگر قدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے رحمٰن بھی خود اپنے لئے اُس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ۰ اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا صحۃ الشئی منہ ہے نہ صحۃ الشئی علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ ما یصح علی العبد یصح علی اللہ جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ دیوبندی اُسے قطعی دلیل کہتا ہے۔ ہم ایک فائدہ

ف حجت عامۂ ابطال ہر قول وہابیت

[1] یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر رکھتا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی، کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا یا پانی پینا یا اُٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہو عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اسکی نظیر اُس سے صادر ہو گی ۱۲ منہ [2] یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ صفحہ ۱۳۱ بمعنی مذکور ۱۲ منہ

عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں، ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے، مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول، ایک ایک فقرے، ایک ایک حرف وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر، وہ **مقدمہ** یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے، وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے۔ ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے، باطل کو صحیح مان لے امام الوہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا، مگر وہ یوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے، نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو، اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ اس کا امکانِ جہل[1] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا، کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں، کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقرا، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کر سکے، ان کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا، اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہے، جانچ کاہے سے ہو گی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں، تو محض مہمل اور

---

[1] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا مولوی محمود الحسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے حقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا:-
"چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شراب پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنے سب کچھ روا ہے اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

نفس محمود الحسن دیوبندی کا کھلا کفر

بے ثبوت جاننا اور اُن سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا، کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی، بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیاتِ معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں، ان کا امام صاف مان رہا ہے، کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے. تو واجب ہوا، کہ خدا عورت سے نکاح، بعدہٗ جماع، بعدہٗ اُس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے، ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہیگا، اور جب یہاں تک ہو لیا، تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کرانے میں کیا زہر گھُل گیا، کہ ان سے عاجز رہے گا، دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہیگا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر معتمد ظاہری المذہب، مدعی عمل بالحدیث مونھ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل ونحل میں کہتا ہے انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولدا فانا اول العابدین ٥ تم فرما دو کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے، تو سب سے پہلے اُس کا پُوجنے والا میں ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں.

عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اُس کے کھونے کو امکانِ کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب وغلط فہمی ہو، اب لا الہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں، تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق وبجا ہے" برہانی ایقانی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمۂ ایمانیہ رکھیئے، اب خلاف وہابیہ ووہابیت جو بات چاہیئے، فرض کر لیجیئے، خواہ وہ ہمارے موافق

ف وہابیہ کے طور پر خدا کا بیٹا ممکن ہزاروں خدا ممکن

ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً (۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبہٹی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں (۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے (۴) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراط المستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نُباحات انہوں سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے (۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے (۶) اُن سُفہا اور ان کے نُظَرَاء تمام خُبثا جنہوں نے شانِ اقدس وارفع رب العلمین وحضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ورب العزۃ جل جلالہ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے، ان کی اُن باتوں کی تصدیق وتحسین وتوجیہ وتاویل کرے، وہ عدو خدا ودشمن مصطفےٰ ہے جل جلالہ وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (۷) غیر مقلدین سب بے دین، پکے شیاطین، پورے ملاعین ہیں۔ سات یہ اور سات ہزار اور۔ جو بات تو کیا انسان اُس کا اعتقاد نہیں کرسکتا۔ ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[1] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھیے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا، ردِ وہابیہ کی جس بات کو چاہیے، اس کا مشار الیہ بنائیے، اب اس مقدمۂ بدیہیہ کو صغریٰ کیجیے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوےٰ ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے"۔ اسے کبرےٰ بنائیے شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے"۔ اب اس نتیجہ کو صغرےٰ کیجیے، اور مقدمۂ ایمانیہ کو کبرےٰ کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے"۔ شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا

---

[1] ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع اور فرض وحرام وجائز وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقائد باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے، تو یہ بھی حق ہیں، کہ کہ بنائے دلیل مقدمۂ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ اُن کا اور اُن کے امام کا ایمان ہے۔ ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے، تو کبرائے قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا اب کہیئے مفر کدھر؟ تین ہی احتمال ہیں اول مقدمۂ ایمانیہ کا انکار کرو۔ اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت وحشر ونشر وجنت ونار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کو استعفا دو۔ اور کھلے کافر بنو دوم اقرار کرو کہ مقدمۂ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود وملعون ومطرود تھا، ہیہات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے سے

انی لکم، الی المھدی تحویل ﴿ قد اُشرِب فی القلوب اسمٰعیل

اور خدا کا دھرا سر پر براہ ناچاری اُس کے انکار پر آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے، وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے، تو فریق کو اپنے مقدمۂ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں کما صرح بہ العلماء الکرام[1] ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلمہ پر مبنی ہو اُس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نہ رہے، قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروروں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا، اور تم اور فلاں وفلانی اُس کے سارے معتقدین بھی اُسی کی طرح گمراہ

---

[1] فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفیدًا للالزام اصلا اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلم کالمفروض فی حکم الضروری لا یصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام اھ باقتصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بددین ہو سوم اگر اُن دونوں سے فرار کرو، تو اب نہ رہا، مگر یہ تیسرا کہ اُن سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو، اور دہلوی اول و دہلوی آخر و گنگوہی و نانوتوی و انبہٹی و دیوبندی، اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد، اور تقویت الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدمانو فرمایئے، ان میں کونسا آپ کو پسند ہے، جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر دنی یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے۔ کہو کچھ

جواب فرماؤ گے؟ یا آج ہی سے ا ما لکم لا تناصرون: بل ھم الیوم مستسلمون

کا رنگ دکھاؤ گے؟ کیوں ھل ثوب الفجار ما کانوا یفعلون

والحمد للہ رب العلمین: وصلی اللہ تعالیٰ

علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ

وصحبہ اجمعین

واللہ

تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمدن النبی الامی المصطفٰی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

محمدی سنّی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفٰی احمد رضا خان

جملہ تصانیف اعلیٰ حضرت نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے طلب کیجئے

ا تمہیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

مطالعہ کیا گیا ہے

تاریخ

۷۸۶/۹۲

(۵)

پیکانِ جانگداز برجانِ مکذّبانِ بے نیاز

۱۳۲۷ھ

یہ رسالہ مولوی سید عبد الرحمٰن صاحب بتھیوی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کے رد میں لکھا اور جیبی سے شائع ہو کر لاجواب رہا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریمؕ

دیوبندی کانچ[1] کی دو پوچ اصلین اور اُن پر حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ کی بھاری سلیں

دربھنگی صاحب اپنی پہلی اصل یہ بتاتے ہیں کہ "ہم تمام ممکنات کو داخل قدرت مان کر بعض کو ممتنع بالغیر کہتے ہیں اور آپ بے شمار ممکنات کو خارج کہہ کر عجز کا دھبّہ[2] لگانا چاہتے ہیں اقول مگر واحد قہار عز جلالہٗ کے مکذبوں نے عہد کر لیا ہے، کہ کبھی کوئی حرف سچ نہ کہیں گے، اس نجس عہد میں سچے ہیں، تو کبھی اسے بھی جھوٹا کریں، اب ضربات لیجئے (۱) ممکنات سے مراد اگر ممکنات اسلامیہ ہیں یعنی وہ چیزیں کہ اسلامی عقائد سے مقدور ہیں، تو حاشا کہ یہاں اُن میں سے کسی کو معاذ اللہ خارج از قدرت مانا ہو ولٰکن الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۰ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت خطبۂ سبحٰن السبوح میں فرماتے ہیں الحمد للہ المتعالی شانہ عن الکذب و الجھل والسفہ والھزل والعجز والبخل وکل مالیس من صفات الکمال المنزہ عظیم قدرتہ بکمال قدوسیتہ وجمال سبوحیتہ عن وصمۃ خروج ممکن اوولوج

[1] کانچ کی شیشی کو ایک کنکری بہت، نہ کہ گراں بہا پہاڑ ۱۲ [2] خط شریف میں یوُہیں ہے ب ھ زبر بہ دھبہ اُردو لکھنے تک کی تمیز نہیں، اور اصول دین میں کلام ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی

محال سب خوبیاں اللہ کو جس کی شان کذب وجہل وسفاہت وہزل وعجز اور ہر اُس چیز سے جو صفت کمال نہ ہو برتر ہے جس کی عظیم قدرت اُس کے کمال قدوسیت وجمال سبوحیت کے سبب اس عیب سے منزہ ہے، کہ کوئی ممکن اُس سے خارج یا کوئی محال اُس میں داخل ہو، اسی میں فرمایا صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات میں ہونے کے قابل ہے اُس پر قادر ہو کوئی ممکن احاطۂ قدرت سے جدا رہے، منہیہ میں فرمایا ان مصحح المقدوریہ ونفس الامکان الذاتی شے کا ممکن بالذات ہونا ہی اُسے زیر قدرت ربانی داخل کرنے کو بس ہے۔ دیکھو کیسی روشن تصریحیں ہیں کہ کوئی ممکن قدرت الٰہی سے خارج نہیں۔ اور اگر مراد ممکنات دین وہابیہ ہیں کہ اُن کے یہاں اُن کے معبود میں سب عیب ونقص ممکن ہیں، تو معاذ اللہ کہ اہل اسلام اسے تسلیم کریں اور اپنے رب سبوح وقدوس عزجلالہ کو عیاذاً باللہ ملوث وآلودہ وعیبی ہونے کے قابل مانیں، ائمہ دین وعلمائے مسلمین نے فرمایا تھا الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب خدا پر محال۔ تفسیر کبیر وتفسیر بیضاوی وتفسیر مدارک وشرح مقاصد وطوالع الانوار وشرح سنوسیہ وشرح عقائد جلالی ومسلم الثبوت وتفسیر عزیزی وغیرہا کتب عقائد وتفسیر واصول میں اللہ عزوجل کا کذب محال قطعی ہونے پر یہ دلیل علمائے اسلام نے ذکر فرمائی، اب وہابیہ کا امام اسمٰعیل دہلوی اپنی بد روزی رسالہ یکروزی میں اس کلام ائمہ اسلام وعلمائے اعلام کا یوں رد کرتا ہے اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ ست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ضد کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ می شمارند و اورا بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد صفت کمال ہمیں است کہ قدرت دارد وبنابر رعایت مصلحت بتنزہ از شوب کذب تکلم ننماید بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح است اھ ملتقطاً۔ دیکھو کیسی کھلی تصریح ہے کہ خدا عیبی ہوسکتا ہے، ملوث وآلودہ ہونے کی گنجائش رکھتا ہے الائشوں عیبوں کا اُسے لاحق ہونا روا ہے، ہاں مصلحۃً اُن سے بچتا ہے، تو نہ فقط کذب بلکہ ہر عیب سے آلودہ ہونا خدا کے لئے ممکن مان لیا، یعنی نقص ہونے کی وجہ سے کوئی ناپاک سا ناپاک عیب خدا میں ناممکن نہ رہا، اس بحث کا مفصل بیان کتاب مستطاب سبحٰن السبوح شریف

ف — وہابیہ کا امام صاف لکھ گیا کہ اہل سنت کا اعتقاد باطل ہے خدا کا عیبوں سے پاک ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ ہر ناپاکی ہر گندگی سے آلودہ ہو سکتا ہے

میں ہے، یہاں یہ حرف مختصر بس ہے کہ علمائے اسلام ائمۂ اعلام کی دلیل میں دو مقدمے تھے۔ صغریٰ یہ کہ کذب عیب ہے، اور کبرٰے یہ کہ اللہ تعالٰے پر عیب محال، صغریٰ تو اُسے مسلم ہے کہ خود بھی کذب کو لوث وعیب وآلودگی کہہ رہا ہے، لاجرم کبرے اسے مسلم نہیں اور خدا کا عیبی ہونا ممکن مانتا ہے، ایسے ممکنات وہابیت ملعونہ کے دین میں ہوں گے، مسلمانوں کے دین میں اُن کا رب سبوح وقدوس بالذات ہر عیب وآلائش سے وجوباً پاک ومنزہ ہے اور کسی عیب سے اُس کا تلوث قطعاً یقیناً محال بالذات (۲) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کے مطالعہ سے ظاہر ہے، کہ یہ دلیل ذلیل امام وہابیہ غلام معتزلہ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ اپنے اُنہیں آقاؤں معتزلیوں سے سیکھ کر لکھی ہے، اُن خبثا نے لکھا تھا انه تعالیٰ قادر علےٰ الظلم لانهٗ تمدح بترکه ومن تمدح بترك قبیح لم یصح منه ذالك التمدح الا اذا کان قادرا علیه الاتریٰ ان الزمن لایصح منه ان یتمدح بانه لایذهب فی اللیالی الی السرقة یعنی خدا ظالم ہوسکتا ہے کہ ظلم نہ کرنے سے اُس نے اپنی مدح فرمائی، اور کسی بُری بات کے ترک میں تعریف جبھی ہے کہ اُس پر قدرت بھی ہو لنجھے کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ وہ راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا، دیکھو بعینہٖ وہی تقریر خبیث ہے، فرق اتنا ہے کہ انہوں نے اُس سبوح وقدوس کو بالامکان ظالم بنایا، انہوں نے کاذب انہوں نے بر تقدیر تنزیہ حقیقی اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے، اس جہالت فاحشہ پر دو نقض تفسیر کبیر میں ذکر فرمائے، اُن خبیثوں کا وہ کلام نقل کرکے فرماتے ہیں والجواب انه تعالیٰ تمدح بانه لاتاخذه سنة ولانوم ولم یلزم ان یصح ذالك علیه وتمدح بانه لاتدرکه الابصار ولم یدل ذالك عند المعتزلة علےٰ انه یصح ان تدرکه الابصار یعنی معتزلہ کی اُس دلیل علیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے نہ اونگھنے اور نہ سونے سے بھی اپنی مدح فرمائی ہے۔ اور اس سے لازم نہ آیا کہ اُس کا اونگھنا سونا ممکن ہو، اور اپنی مدح فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں۔ اس سے اے معتزلیو! تمہارے نزدیک اس کی رویت کا امکان نہ ثابت ہوا، اور سبحٰن السبوح والکوکبۃ الشہابیہ وغیرہما تصانیف مجدد دین وملت میں اور بہت نقض ارشاد ہوئے، کہ کھانا کھانا، بھیک مانگنا، ڈرنا، تھکنا، غفلت کرنا

کسی کو اپنے حکم میں شریک کرنا، ابلیس وشیاطین کو اپنا مددگار بنانا، واقعات عالم سے غائب ہونا، جورو بیٹا وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کی نفی سے قرآن عظیم نے رب عزوجل کی مدح فرمائی، تو وہابیہ ومعتزلہ کے طور پر یہ سب بھی خدا کے لئے ممکن ہوں گے، انتہا یہ کہ نہ مرنے سے اپنی مدح کی فرماتا ہے وتوکل علی الحی الذی لا یموت بھروسا کر اُس زندہ پر کہ کبھی نہ مرے گا۔ تو چاہیئے کہ اُسے اپنی موت پر بھی قدرت ہو، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل سنت اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے خارج قدرت مانتے ہیں۔ والحمدللہ

(۳) اسی یکروزی کی اسی بحث میں امام الوہابیہ نے ایک اور ملعون کلیہ گڑھا، کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کرسکتا ہے خدا بھی اپنی ذات کے واسطے کرسکے گا، ورنہ قدرت انسانی سے گھٹ رہے گا۔ اس خبیث کلیہ نے تو وہ بس بویا جس کے کفریات کا شمار دشوار سبحٰن السبوح وکوکبۂ شہابیہ میں اس پر بہت کفر لازم فرمائے، اور ہمارے مکرم دوست مولٰنا ظہیر حسن صاحب قادری رضوی نے چابک لیث میں اُن کا شمار تقریباً ساٹھ تک پہنچایا، اور حقیقۃً ساٹھ ہزار پر بھی بند نہیں، مثلاً کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا، جلنا، وہابی، رافضی، یہودی بننا، بت پوجنا، زنا کرنا، گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالنا وغیرہ وغیرہ سب باتیں انسان اپنے لئے کرسکتا ہے۔ تو چاہیئے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہو، اب کونسی گندگی، نجاست، خباثت، ذلت باقی رہ گئی، جو اُن کے خدا میں نہ آسکے، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل اسلام اپنے مولٰے کی تسبیح کرتے ہوئے بیرون قدرت مانتے ہیں، وللہ الحمد، اس مغالطۂ ملعونہ کا اعلٰے رد "دامانِ باغ سبحٰن السبوح" میں ارشاد ہوا کہ چابک لیث میں چھپا (۴) مسلمانو! وہابیہ کا امام اور اُس کے اذناب لیام جن کو صراحۃً اُس کلیۂ ملعونہ پر اصرار تام حقیقۃً خدا کے نرے منکر، کھلے زندیق دہریے ہیں، وجہ سُنیئے، اگر اُن کا معبود جلنے، ڈوبنے، گلا گھونٹ کر مر جانے پر قادر نہ ہوا، تو اُن کے نزدیک عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور قادر ہوا، تو اُس کی فنا ممکن ہوئی، اور جو فنا ہو سکے، ہرگز خدا نہیں، بہرحال الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا لازم، دہریو! پھر کس منہ سے صفات الٰہیہ میں بحث کرتے ہو، تمہارے دھرم میں الٰہ ہی کوئی نہیں، صفات کس کی ہوں گی

ف: وہابیہ اور اُن کا امام حقیقۃً دہریے ہیں

تف تف تف (۵) بھلا یہ تو ہندی وہابیت کے جد اعلےٰ تھے، دربھنگی صاحب کے خاص تعلیمی باپ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور اُن کے اتراب واذناب نے صاف نام لے لے کر اپنے معبود کا جاہل رہنا، ظالم ہونا، چوری کرنا، شراب پینا ممکن ٹھہرادیا، پرچۂ نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے دھڑک چھاپ دیا کہ "چوری شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات، جن سے اہل حق بحمد اللہ تعالےٰ پاک و بری ہیں (۶) دربھنگی جی! ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرائیے، کسی شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف میں داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف میں نہ گئی مثلاً تم پانی یا شراب موٗنھ میں لے کر کلی کر دو، تو پینا نہ کہیں گے، اور جوف میں گئی مگر حلق کی راہ سے نہیں، مثلاً حقنہ کراؤ جب بھی پینا نہ ہوگا، تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف ہوں گے جب تو شراب پی سکے گا، اور جس کے جوف ہو صمد نہیں، اور جو صمد نہیں خدا نہیں، تو تمہارے ابا جان یقیناً خدا کے منکر ہیں، کافر کہنے سے گھبراتے ہو نہ سہی اس کا اقرار نہ کرو، اتنا کہدو کہ ضرور تمہارے وہ باپ چچا سب کے سب منکر اِن خدا ہیں، اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا شرابی خدا بھی اگر لاکھوں من برانڈی پی پی کر زور لگائے، تمہیں مفر نہیں ہو سکتی، ورنہ بتاؤ کہ جوف دار شراب خور خدا کیسا ہوتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ٥ (۷) ہم تمہاری مان لیں کہ پینے کی کوئی ایسی تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو، مگر تمہارے امام اور تمہارے باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دے گا، ضرور تمہاری کانچ کی کلیہ سجّیل کے پتھر سے پھوڑ کر رہے گا، پینا نہ کہئے یوں کہئے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کرلے، تمہارا وہی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کر سکتا ہے، یا نہیں، اگر نہیں تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا، عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو وہی جوف دار کھکّل ہوا، اور کھکّل خدا نہیں، خدا کے منکرو! تم مسلمانوں سے کس برتے پر الجھتے ہو، اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے لئے کونسی بلا ہے، کہ خبیثوں نے اپنے ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی (۸) جی ہاں نری شراب خوری نہیں، آپ کا وہی معبود چوری بھی کر سکتا

ف۔ دربھنگی کے پدر تعلیم کا خدا چور شرابی ظالم جاہل سب کچھ ہو سکتا ہے

ف۔ دربھنگی کے پدر تعلیم محمود الحسن دیوبندی کا کھکّل خدا

ف۔ دیوبندیہ کا خدا گلا رکھتا ہے اور پیٹ رکھتا ہے

۵ فائدہ۔ یہ طرز تقریر یاد رہے کہ اکثر نمبروں میں کام دے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ہے اور واقعی شرابی نشہ باز کو بدمعاش ہونا لازم، مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھئے، تو کہ پرائی مِلک
چرائے گا، یا اپنی؟ کوئی احمق سا احمق اپنی مِلک لے لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا. تو ضرور ہے
کہ کچھ اشیاء تمہارے ساختہ خدا کی مِلک سے خارج دوسروں کی مملوک ہوں، اے سچے پکے
مشرکو! سچے مسلمانوں پر بعض ممکنات قدرت قدیر مطلق سے خارج ماننے کا جھوٹا الزام نہ دھرو۔
اپنے وہمی معبود کی مِلک سے خارج اشیاء اور اُس کے شرکائے مِلک کی فکر کرو (۹) لطف یہ کہ اُن
کے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض نفیس چیزیں دوسروں کے خزانوں میں ہیں، اور اس کا اپنا
ناقص خزانہ اُن سے خالی ہے، شراب پینے والے موںھ میں پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے
خزانے میں لے لوں مگر کثرت میخواری سے دماغی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز طریقے کی طرف
طبیعت گئی، نہ قہر وسطوت وجبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کی طرح بالجبر چھین لینے کی طاقت
پائی، بلکہ بدمعاش بزدل نامردوں کی طرح چوری پر اوقات رہی. اور تو کیا کہوں بس تھوک ہے
کیسا بے حیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے، دیکھو ہمارا سچا خدا واحد قہار سبوح قدوس ہر عیب
سے وجوباً پاک اُن عابد ومعبود سب پر اپنی لعنت اُتارے گا. خدا کے دشمنو! اللہ عزوجل سے
بھاگ کر نہ تم جا سکتے ہو نہ تمہارا معبود مردود ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۰)

ف دیوبندی خدا کی چوری پر اوقات

بھلا چوری، شراب خوری تو سب کچھ اوڑھی تمہارا وہمی معبود زنا بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر
نہیں تو وہ دیکھو تمہارے امام وپدر کے کلیہ میں سجیل کا بھاری پتھر لگا، تمہارا خدا انسان سے
قدرت میں گھٹ رہا، اور اگر ہاں تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرائیے، زنائے
حقیقی کہ مقدور انسان ہے، آلۂ تناسل پر موقوف، اور اُس کے بغیر زنا کے شرعی لغوی عرفی،
کسی معنے کا تحقق یقیناً محال، کہ ایلاج ذکر اُس کا رکن ہے، اور ماہیت بے رکن قطعاً ناممکن
تو تمہارے معبود کو آلۂ تناسل سے مفر نہیں، کہیں مہادیو کو تو خدا نہیں مان بیٹھے (۱۱) مہادیو
کو مانو نہ مانو، مگر لنگ پوجا قطعاً تمہارے ایمان کا جز ہوئی، کہ لنگ تمہارے بھگوان کا جز
ٹھہرا (۱۲) آدمی تو عورت سے بھی ہے، اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدر سے گھٹ رہا. تو
اور بھی گیا گزرا ہوا، عورت قادر ہے کہ زنا کرائے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدرِ تعلیم کے کلیہ
سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اُس پر قہقہے

ف دیوبندی خدا ایک خنثیٰ کی شکل ہے

اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہوسکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے ؟ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی، ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا، خنثے خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو، مورتی پوجن والے ہندوؤ ناحق الگ الگ لنگ اور جلہری بنانے کے سودے میں پڑے ہو، مقدس مدرسۂ دیوبند میں آؤ، کہ دونوں علامتیں ایک ہی معبود میں پاؤ **لطیفہ** تعجب تھا کہ خدا کے لئے آلۂ مردمی ہو، تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی، اندام زنی ہوا، تو اس کے لائق اسے مرد کہاں سے ملیگا، کہ اس کی ہر چیز نامحدود و بے انتہا ہوگی، یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہوس بھر سکے، کیا وہابیہ اب تثلیث[1] کے بھی قائل ہونگے؟ مگر علمائے ذریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ازاں جملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران میں آلت مردمی ہے ادوسری میں علامت زنی، وہ اپنی رانوں کے باہم جماع سے بارور ہوکر ذریت لاتا ہے، اس قول کے ملاحظہ سے وہ تعجب بھی جاتا رہا، اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی، اور معلوم ہوا کہ دیوبندی دیوبندگی یعنی حضرات کا وہ خنثے معبود کون ہے یہ ابلیس ذوالعلامتین ہے۔ اب اعتراض اٹھ گئے، اور اس پر بڑا قرینہ یہ کہ **گنگوھی** صاحب نے براہین قاطعہ میں اس ملعون کے علم کو علم اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا، اور یقیناً وہ کہ جس کا علم علمِ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے زائد ہو خدا ہی ہے اور اب کاذب بالفعل ماننے کا بھی عقدہ کھل گیا، ابلیس[2] سے بڑھ کر کون کاذب بالفعل ہوگا، نیز ان کے امام کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوگیا، کہ اس میں ہر عیب کی گنجائش ہے، اور یہ کلیہ بھی صحیح ہوگیا کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کرسکے وہ اپنے لئے کر سکتا ہے، واقعی کلمات علما میں عجب عجب منافع ہوتے ہیں، دیکھئے ایک ذرا سا پیچ کھلنے

---

[1] جی ہاں دیوبندی وہابیہ تثلیث کو بھی ممکن عقلی ملنتے ہیں۔ نمبر ۱۵ ملاحظہ کیجئے ۱۲

[2] مولٰنا دیوبندی صاحبوں کا خیال رکھیئے اُن کا حق ابلیس کو نہ دینا چاہئے ابلیس نے کس دن کہا تھا کہ میرا علم علم اقدس سے زیادہ ہے کس دن کہا تھا کہ خدا معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے تو یہ اس سے بڑھ کر کذب ہے ۱۲ مصحح عفی عنہ

سے کتنے عقدے حل ہو گئے، کیوں دیوبندیو! احسان تو نہ مانو گے، قاہر اعتراضوں کا کیسا جواب بتادیا کہ ایک ہی سہارے میں بیڑا پار ہے (۱۳) امام الوہابیہ نے اپنی ناقص تحریر جہالت تخمیر افصاح الباطل بنام الیضاح الحق مشہور نام زنگی بر عکس کافور میں تصریح فرمائی، کہ "اللہ عزوجل کو زمان ومکان وجہت سے منزہ ماننا اس کا دیدار بے جہت ومحاذات جاننا سب بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ہے اگر اسے کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے، خدا کی یہ تنزیہیں اور غیر خدا کو قدیم وازلی کہنا خدا کو مخلوق بنانے میں بے اختیار ماننا سب کا ایک حکم ہے۔" دیکھو اس کی تحریر خبیث صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اس کے رد میں کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ، ظاہر ہے کہ اگر زمان ومکان وجہت کا خدا کو محیط ہونا اس مدہوش کے نزدیک اس کی شانِ قدوسیت ووجوب وجود کے منافی ہوتا، ضرور ان سے خدا کی تنزیہ کو عقیدۂ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام اہلسنت کا ایمان ہے، مگر یہ مردود اسے بدعتِ حقیقیہ بتاتا اور اس کے معتقد کو ان دو صریح کفروں کے معتقد سے ملاتا ہے، اگر اس کے زعم ملعون میں اس کا معبود بالفعل زمان ومکان وجہت کے گھروندے میں گھرا ہوا نہیں، تو کم از کم گھر سکتا ہے، اور اپنے آپ کو اس محبس میں مقید کر سکتا ہے، ورنہ اس سے اس کی تنزیہ فرض ہوتی، اور اس کے اس کلیۂ ملعونہ نے اور بھی رجسٹری کر دی، آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اس تنگ مکان میں مقید کر لے، ان کا معبود اگر یہ نہ کر سکا، تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہیگا، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن پر مسلمان لعنت کرتے ہیں۔ **لطیفہ** وہابیہ کا خدا عجیب ربڑ کی ساخت کا ہے، جس میں قیامت کی پھیل سمیٹ ہے۔ انسان تو گز بھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک چھوٹی سی چیونٹی سوئی کے ناکے برابر سوراخ میں سما جانے پر قادر ہے۔ ان کا خدا جسے یہ اپنی جھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہیں، اس اصغر سے اصغر سوراخ میں الوپ ہو سکے گا، ورنہ آدمی درکنار چیونٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہیگا (۱۴) افسوس وہابیہ کا ساختہ خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، امکانِ جہت کی خباثت ان کے معبود کو بے ناچ نچائے نہ چھوڑے گی، ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود دیو ہیں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا

ف۔ امام الوہابیہ کا خدا گز بھر کی گڑھیا میں قید ہو سکتا ہے

ف۔ امام الوہابیہ کا خدا ربڑ کی ساخت کا ہے

ف۔ امام الوہابیہ کے معبود کا ناچ ناچنا رنڈی سے بڑھ کر

گذرا، اور داقعی بقول در بھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود الحسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکے اُن کا معبود اپنے لئے کر سکتا ہے، تو مشعلچی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی، خود بھی ناچے گا، اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اُسے اپنے پاس گھمائے گا بھی، نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا، کیا کچھ نہ کر سکے گا۔ ایسے تماشئے معبود پہ اُف اور اس کے اعجوبہ پرست عابدوں پر تف، مگر سخت عجب یہ ہے، کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں، اور آن واحد میں وہ چاروں جہات مختلفہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا خدا اگر اس وقت ایک ہی سمت بدل سکا، تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر نہ ہوا، اور اگر آنِ واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، انہوں نے ایک ایک جہت بانٹ لی، یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کدھر سے اپنے چار ٹکڑے کرے گا، ایک آن میں چار جہتیں کیسے بدلے گا؟ (۱۵) ایک دیوبندی نے کہ در بھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا منادی مستند ہے، اپنی ادلۂ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں خدا کا جورو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اس پر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا، تو نصاریٰ اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم، ایسے صناع ہیں یہ کیوں مانتے؟ اللہ اللہ ؎

چشم بازو گوش بازو ایں ذکا ❊ خیرہ ام درچشم بندے خدا

طرفہ یہ کہ جورو ماننے کا نصاریٰ پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، دیوبندی صاحب نری جورو نہ کہو خسم بھی پکارو کہ تمہارے معبود کا خنثے ہونا تمہارے امام کا مذہب بتا چکا ہے (۱۶) احمق بے دینو! تم نے یہی جانا کہ افعال عباد کا خالق کون ہے؟ وہ کس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس محل سے ظہور تعلق فعل ہے، اور بکمال کفر پرستی سے اللہ تعالےٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور العبد مقدور اللہ کے یہ معنے گڑھ لیئے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کر سکے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے۔ اس لعین مغالطہ ابلیسیہ کا پورا حل داماں باغ سبحن السبوح میں دیکھو، اور خدا توفیق دے تو

ف در بھنگی کا مستند دیوبندی خدا کیلئے جورو بیٹا اور تین خدا سب عقلاً ممکن مان گیا

ف حل مغالطہ بے دیناں

ف بعینہ اسی ملعون دلیل ذلیل سے تین خدا بھی عقلاً ممکن ہو گئے ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے اس کے قائل ہوتے تف تف تف ۱۲ منہ رحمہ اللہ

اعلےٰحضرت مجدد دین وملت کے دستِ حق پرست پر ایمان لاؤ، مسلمان کہلاؤ، الحمدللہ امام الوہابیہ وطائفہ وہابیہ کے اس خبیث عقیدۂ ملعونہ کا ردّ تصانیف آستانۂ عالیہ اعلےٰحضرت مجدد دین وملت سے سبحٰن السبوح میں بھی ہے، کوکبۂ شہابیہ میں بھی ہے، داما ن باغ میں بھی ہے، چابک لیث میں بھی ہے، اور اب اس عجالۂ تازہ میں بھی ہے، بفضلہٖ تعالیٰ ہر جگہ نیا رنگ، نئے اعتراضات پائیے گا، اور سب بعونہٖ تعالیٰ اسی محمدی ضیغم کے اپنے نعرے ہیں، یا اس کے برکات سے اس کے اشبال کے حملے ذالک فضل اللّٰہ علینا وعلے الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ہنوز بہت ابحاث جدیدہ قاہرہ اسی کے متعلق ذہن میں اور ہیں، مگر مجھے تو یہاں بھی بیس نمبر پر اقتصار منظور لہٰذا صرف ایک وار دربھنگی صاحب پر اور آتار کر ان کی اصل دوم کو چھیڑوں (۱۷) ہاں دربھنگی صاحب ہم تمہاری مان لیں کہ "بے شمار ممکنات کو خارج از قدرت کر دیا" پھر تمہارے دھرم پر کیا قہر ہوا، دوہی باتیں کہو گے، یا تو وہ جو کہہ چکے کہ عجز کا دھبا لگایا، یا یہ کہ ان اللّٰہ علٰے کل شیٔ قدیر کا خلاف کیا، دونوں تمہارے یہاں شیر مادر ہیں۔ اول تو یوں کہ تمہارا امام ہر عیب ونقصان کا امکان مان گیا، اور یہ خود عیب ہے۔ تو اس کا معبود عیبی بالفعل ہوا، عجز بھی ایک عیب ہی ہے پھر اینہم برعلم، اور دوم یوں کہ گنگوھی مت جس پہ ایک اکیلے تم دربھنگی جیوٹ پنے سے مصر ومقر ہوئے، جب اس میں اس کا خدا کاذب بالفعل ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، تو معاذاللہ جھوٹے کی بات سے سند کیا لائی، اس نے یہ بھی جھوٹ ہی لکھ دیا ہوگا الا لعنۃ اللّٰہ علے الظّٰلمین ٥ (۱۸) دربھنگی صاحب نے اپنی دوسری اصل یہ بتائی "ہم شرک فی الذات وفی الصفات دونوں کو ناجائز سمجھتے ہیں اور آپ شرک فی الصفات کو جزوِ ایمان جان کر فرق بالذات اور بالعرض کو باعث غفران خیال کرتے ہیں"۔ اقول واقعی دیوبند کمیٹی میں لعنۃ اللّٰہ علے الکاذبین کا قرآن مجید سے نکال ڈالنا پاس ہولیا ہوگا، یا یہ ٹھہری ہوگی، کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار، اے مشرکو! اہلسنت کی توحید کا ایک چھینٹا تم پر پڑ جائے، تو پاک ہو جاؤ، اعلیحضرت مجدد دین وملت نے اپنی تصانیف علیہ میں آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے، کہ مولےٰ عزوجل کا اصلا کوئی شریک نہیں ہو سکتا

ف جوتے امام کے مقابل اسی کی جوتی اسی کا سر

۱۸ دربھنگی کا اصل افتراے خبیث

نہ اُس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ اسما میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ مُلک میں، نہ مِلک میں، نہ کسی بات میں، ہاں مشرک کون ہے؟ تمہارا امام، تمہارے تعلیمی باپ، چچا، دادا اور تم سب، جب تو افعالِ انسانی کو قدرتِ الٰہی سے خارج مان کر خاص قدرتِ انسانی سے واقع ہونا جانتے، اور وزن برابر کرنے کے لئے کہ اُس کی قدرت انسانی قدرت سے گھٹ نہ جائے اُن تمام شناعتوں کے امثال خود اپنے خدا میں واقع ہوسکنا بگھارتے ہو، مبارک ہو، ایک یہی جملہ تھا جو تمہاری دونوں اصلوں کو تباہ کرگیا، معلوم ہوا، کہ تمہیں مشرک ہو، اور تمہیں نے بےشمار ممکنات یعنی جملہ افعالِ عباد کو قدرتِ الٰہی سے خارج کردیا، اُن کی نظیر اپنے میں کرسکا، تو یہ نظیر پر قدرت ہوئی، نہ اُس عین پر، مگر ہے یہ کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے (۱۹) تم اللہ عزوجل کو علیم و سمیع و بصیر و حی جانتے ہو یا نہیں، اگر نہیں تو کافر ہو، اور اگر ہاں تو انسان کو بھی اُس کی عطا سے علم و سمع و بصر و حیات ملنا، اور ان اوصاف سے متصف ہونا حق و صدق مانتے ہو، یا کذب و باطل، بر تقدیرِ ثانی، پھر کافر اور صدہا آیاتِ قرآنیہ کے منکر ہو۔ قال تعالیٰ وبشروہ بغلٰمٍ علیم وقال تعالیٰ وعلمنٰہ من لدنا علماہ وقال تعالیٰ وانہ لذو علم لما علمنٰہ وقال تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم وقال تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم: وقال تعالیٰ والذین اوتوا العلم درجٰت وقال تعالیٰ ان یعلمہ علمٰؤا بنی اسرائیل وقال تعالیٰ وفوق کل ذی علم علیم وقال تعالیٰ ومن عندہ علم الکتٰب وقال تعالیٰ وقال الذی عندہ علم من الکتاب وقال تعالیٰ یعلمہم الکتاب والحکمۃ وقال تعالیٰ وعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہ وقال تعالیٰ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرا۔ وقال تعالیٰ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ وقال تعالیٰ اسمع بہم وابصر وقال تعالیٰ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتہا وکذٰلک تخرجون ہ وقال تعالیٰ جعلنا من الماء کل شیء حی وقال تعالیٰ اومن کان میتا فاحیینٰہ وقال تعالیٰ یحیٰی من حی عن بینۃ وقال تعالیٰ بل احیاء عند ربہم، آیات میں بھی بیس ہی پر اقتصار کروں کہ اسی عدد کا التزام ہے، بر تقدیرِ اول تم مشرک فی الصفات ہوئے یا نہیں نہ کیوں، حالانکہ خدا کو بھی علیم و سمیع و بصیر و حی مانا اور بندوں کو بھی علیم و سمیع و بصیر و حی جانا

اگر کہئے مثلاً حیات الٰہی بذاتِ خود ازلی ابدی ہے، واجب الثبوت ہے، ممتنع الزوال ہے، حیات بندہ عطائے خدا ہے، حادث متناہی ممکن الثبوت جائز العدم ہے، تو یہ وہی بالذات وبالعرض کا فرق ہوا، اتنے پر تمہارے نزدیک شرک فی الصفات نہیں مٹتا، پھر کیا سبب تم مشرک نہ ہو، ہو اور ضرور ہو، بالذات و بالعرض کا ایک لفظ دیکھ لیا، اور نہ جانا کہ اس کے لئے عرض عریض ہے، یہ تمام تفرقے اور صدہا اور جس قدر اس منشاء جلیل سے ناشی ہوں سب انہیں دو لفظوں میں داخل ہیں یعنی ذاتی وعطائی، یا تمہاری تعبیر میں بالذات و بالعرض (۲۰) ذرا سارا دیوبندی کنبا مع ایڈیٹر اے ایچ وغیرہ حمائتیاں جُٹ کر بتاؤ کہ ہر صفت خاص ہے یا بعض، وعلےٰ کل خصوص خاص من حیث المنشا ہے یا من حیث المتعلق، علے الثانی، من حیث الاطلاق یا علے الاطلاق، بہر نہج ثبوت دو کہ تمہارے خصم نے خاص من حیث الخصوص کو مشرک کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین ۰ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ صاحب ایڈیٹر اے ایچ تم بھی اصول و مقاصد حسام الحرمین شریف سے جان بچاکر براہ مکاری یہی دو اصلیں لے دوڑے تھے، اب تم نے دیکھا کہ تمہاری اور تمہارے لنگوٹیا یار دربھنگی دونوں کی اصلوں میں خطا ہے، اور نہ ایک خطا دو خطا بلکہ بے شمار خطا، ذرا تم بھی دیوبندی گنبے کے ساتھ کان پھٹپھٹا کر حجارۃ من سجیل کی بارش کھوپڑیات شریفہ پر لینے کے لئے مستعد ہو جاؤ، کیوں اللہ کی ملائی جوڑی ضربتِ مرداں دیدی مزہ

مناظرہ چشیدی ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون

وقطع دابر الذین کفروا وقیل بعداً للقوم

الظّٰلمین والحمد للہ

رب العٰلمین

٭

تصحیح کردہ مفتی اعجاز الرضوی البریلوی

مطالعہ کیا گیا ہے
تاریخ
۴۸۶/۹۲

(۶)

القمع المبین لآمال المکذبین

۱۳۲۹ھ

(از افاضات اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ)

مسایرہ و شرح مواقف و سیالکوٹی کی عبارات میں مکذبوں کی سرشکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از نگلہ اروہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبرآباد مرسلہ محمد صادق علی خاں صاحب شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات الخ قولہ والنقص علیہ الخ لا یخفیٰ انہ موقوف علی کونہ ممتنعا بالذات ولا نسلم ذٰلک اذ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فھو ممتنع بواسطہ انہ مناف لکمالہ تعالیٰ فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر لا ینافی الامکان الذاتی حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص وشین[۱] فمن تقول علیہ بامکان کذب ہ وتطرق الیہ بخلف وعید ہ فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین ۔ قل صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی

---

[۱] یہ قرآن شریف کی پانچ آیتیں ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے (۱) اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (۲) جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے (۳) تمہاری خرابی ہو اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمہیں عذاب سے (باقی صفحہ ۱۵۱ پر)

الآخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلاہ ویلکم لا تفتروا علے اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب ان الذین یفترون علے اللہ الکذب لا یفلحون ہ متاع قلیل ولہم عذاب الیم ہ ومن اظلم ممن افتریٰ علے اللہ الکذب اوکذب بایٰتہٖ اولٰئک یعرضون علے ربہم ویقول الاشھاد ھٰؤلاء الذین کذبوا علے ربہم الا لعنۃ اللہ علے الظّٰلمین ہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ ولوکرہ المشرکون ہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلےٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون : والحمد للہ رب العٰلمین ہ اللہ عزوجل کے غضب سے اُسی کی پناہ پھر اُس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الٰہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے۔ کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ھم مبصرون ہ جلد اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی دانش ہو لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ہ) اُس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہو جاتا ہے کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا کانہم حمر مستنفرۃ ہ اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اُس کی کتاب بینی کی مثال بالکل سوٗر اور سیر باغ کی ہوتی ہے، پھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اُسے کسی لطف و سرور سے کام نہیں، وہ اس تلاش میں پھرتا ہے، کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جان کرے، بعینہ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے، ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹) پیس ڈالیگا (۴) بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت، کھتے ہیں اُنہیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں اُن کے لئے دردناک عذاب (۵) اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی رکھے، یا اُس کی آیتیں جھٹلائے، یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سُنتا ہے، اللہ کی لعنت ان ظالموں پر، دوسری آیۂ کریمہ سے جناب گنگوہی صاحب کا فوٹو ملا دیکھئے ۱۲ س رحمہ اللہ تعالی

جلیل فوائد کی ہوں، ان سے اسے بحث نہ ہو گی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا، اُسی کو پکڑ لے گا، اگرچہ واقع میں وہ اُس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی، کہ وہ نجاست بے گا تو اپنے مطلب کی، اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں، اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کالمعدوم نہیں، پھر سلف صالحین و ائمۂ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماخوذ من قولہ و مردود علیہ الا صاحب ھذا القبر صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی، وہ اُسی پر چھوڑ دی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علے الجماعۃ اتبعوا السواد الاعظم نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا، اور دل کی میخ کر اُس کے پیچھے ہو لئے، یہ اندھے ملاعین کا طریقہ ہوتا ہے یا اوندھے شیاطین کا، کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانھم کذبوا باٰیٰتنا وکانوا عنھا غٰفلین ٥ اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اُس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اُس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں + اس وصف میں تمام طوائف گمراہاں میں طائفۂ وہابیہ اور طوائف وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں۔ اور ہونا ہی چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے، یہ اُس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اللہ کی طرف نسبت کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ اُن کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یک روزی میں اس کی چنائی چُنی، اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں اگوا ہیں، کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اُس پر استرکاری کی نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دلی اندھوں پر ترجیح ہے، اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی، تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی ملا تو جس کذب کو یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں، اُسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا دہلوی کا یا گنگوہی کا اور اس کے ممکن

بلکہ روزانہ لاکھوں، کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے، اُن کے لفظ دیکھیئے کہ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد یعنی جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی ذات میں محال ہیں، یونہیں اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا، تو کبھی کوئی شخص جھوٹ نہ بول سکتا، مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے ہے، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں محال نہیں۔ ہاں جب اُسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی جملہ نقائص ہے، تو اُس پر کذب محال بالذات ہے، یہ استحالہ جانب باری سے بالذات ہوا، کہ اُس کی ذاتِ کریم ہر عیب سے منافی ہے۔ مگر مطلق کذب جو کلی عام شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا، اس فرد کے استحالہ سے اُسے بھی ایک استحالہ عارض ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے، یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں ذاتی نہ ہوا، کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا نہ ہوا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے۔ بعینہ اس کی مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو، اپنی حد ذات میں محال نہیں، ورنہ کبھی کوئی دو چیزیں جمع نہ ہوسکتیں، ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے، کہ ذات نقیضین منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس مادۂ خاصہ میں آکر محال ہوا، تو یہ استحالہ اُس کے لئے ذاتی نہیں، بلکہ خصوص نقیضین کے باعث ہے، تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود، اور اُس کے سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہوسکتا، وہ قطعاً محال بالذات ہے، یونہیں مطلق کذب کہ طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اُس کے سبب معاذ اللہ کذب باری ممکن نہیں ہوسکتا، وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس سے اعتراض مُلّا سیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہوگئی، اور اُس سے جواب کی خوب توضیح بھی، کہ یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اور کلی کا امکان اُس کے ہر فرد کے امکان کو مستلزم نہیں، یہاں مُلّا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محل نزاع میں فرق نہ کیا امکانِ فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکانِ طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہیں وہ اسی کو معاذ اللہ امکانِ کذبِ باری پر دلیل بناتے اور اپنے کفریات اُن کے سر منڈھا چاہتے

ہیں، بہت خوب، اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتلاتے ہو تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اوندھے چلتے اور ناواقف مسلمانوں کو چھلتے ہو، اور اگر حق ہے تو تمہارے ہی موتھ ثابت ہوا، تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرے بُت پرست ہو، کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں، صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پوجتے ہو، یوں نہ مانو ہم ثابت کردیں تو سہی۔ جس تقریر سے اُس کا کذب ممکن ٹھہرایا، بعینہٖ بلاتفاوت اُسی تقریر سے اُس کا شریک بھی ممکن ہے، کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہو سکتا، تو شریک باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اُس کے کمال کے منافی ہے، تو ممتنع بالغیر ہوا، اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہٖ بلاتفاوت اُسی تقریر سے اُس کی موت وفنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی، تو کوئی کبھی نہ مرتا، تو موتِ باری اس واسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی تو امتناع بالغیر رہا، تو اُس کا مرنا فنا ہوجانا ممکن بالذات ہوا، تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ نہ ہوا، بلکہ کوئی تمہارا ساختہ ٹھاکر ہوا الا لعنۃ اللّٰہ علے الظّٰلمین۔ اس عبارت بے جواب کو تو اسی قدر بس ہے، مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلےٰ درجۂ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیوبندی مکذبانِ الٰہی سے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربت حیدری و صولت فاروقی سے اُس کی بھی پردہ دری ہوجائے وباللّٰہ التوفیق، اُن عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوچ و لچر ہے، جیساکہ اس عبارت سیالکوٹی سے تھا، مگر اللہ کے مکذّبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق سے پورا ترکہ لینا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ **فاقول** وباللّٰہ التوفیق مسلمانو! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پرنور سید المرسلین محمد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وسلف صالحین رضوان اللّٰہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں، اُنہیں کے بیان کے لئے کتب عقائد کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانہ خیر میں یہ عقائد صدور والسنہ ائمہ سے تلقی کئے جاتے تھے، اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے اُن پر ایمان لاتے تھے، اُنہیں چون وچرا ولم ولانسلم کی علت نہ تھی، جب بدمذہبوں کا شیوع ہوا، اور گمراہ مکلبوں نے عوام مسلمین کو بہکانے کے

ف دیوبندی دونوں خود اپنے گھڑے ٹھاکر نرے بُت پرست ہیں

لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی ونقلی مغالطے پیش کرنے شروع کیے، علمائے اہل سنت وجماعت کو حاجت ہوئی کہ اُن کے دلائل باطلہ کا رد کریں، اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی۔ اب کہ استدلال وبحث ومناظرہ کا پھاٹک کھلا خود اپنے دلائل وجوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی، اہل نظر مختلف ہوتے ہیں، اور بحث واستخراج میں خطا و اصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کے کسی اعتراض کا جواب دیا، دوسرے نے اُس پر بحث کر دی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اُس کا رد یہ ہو سکتا ہے۔ یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں، مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے، اس رد وبحث کا اثر فقط اُسی دلیل وجواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اُس دلیل وجواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باحث ہی کی نظر نے خطا کی دلیل وجواب صحیح وصواب ہو، بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک دلیل یا دیا ہوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہو سکتا، نہ معاذ اللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہل سنت کو باطل جان کر اُس سے باہر نکلتا ہے، یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہل سنت بلکہ ہر مذہب وملت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانۂ خیر کا قرب تھا، اس رد وکد میں ایک اعتدال باقی تھا، جب فن کلام فلسفہ دان متاخرین کے ہاتھ پڑا، اب تو بات بات میں وجہ بے وجہ نکتہ چینی کی لے بڑھی جس سے مقصود صرف بر دومات ورد واثبات ومنع ونقض وبحث واخذ میں ذہن آزمائی، اور اپنی طاقتِ سخن کی رونمائی ہوتی ہے، وبس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھریں، دین وعقائد کو باطل کریں حاشا اللہ ہزار حاشا اللہ، یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارح محشی جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں، وہ مطلقاً خود اُن کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا، نہ کہ تمام اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون ورسائل میں بیان کر دیا، بالائی تقریریں اُس کے موافق ہیں تو حق ہیں۔ مخالف ہیں، تو وہی اُن کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولانیاں ہیں، جن کا خود نہیں اقرار ہے، کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی

نہیں کی جاتی، اور معرفت سامع پر چھوڑا جاتا ہے، عقیدہ اہل حق اُسے معلوم ہے، اُس کی مراعات کرے گا، مواقف میں ہے انت تعرف مذهب اهل الحق وانما لانتعرض لامثاله للاعتماد على معرفتك بها في مواضعها شرح میں ہے فعليك برعاية قواعد اهل الحق في جميع المباحث وان لم نصرح بها شرح مقاصد میں ہے كثيرا ما نورد الأراء الباطلة للفلاسفة من غير تعرض لبيان البطلان الا فيما يحتاج الى زيادة بيان بعينه اسی طرح حسن چلپی علی السید میں ہے، تو عقائد اُن کے وہی ہیں جو متون اور خود اُن کے کلام میں جابجا مصرح ہیں، اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصاً وہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا، اُن کو تو لم ولانسلم کا وہ لپکا پڑا، جس کے آگے کھائی، خندق، دریا، پہاڑ سب یکساں ہیں، مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے، سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اهل الكلام على شئ فما ظننت مسلما يقوله میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سُنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا، وہ تو سمجھ لئے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں لم ولانسلم میں جوبات اُس کے خلاف ہوگی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، اور اُن کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کر دی، مگر مضل مغوی کا کیا علاج، وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے، اُدھر عامی بے چارہ مارا پڑا، یا وادیٔ حیرت میں سرگردان رہا، اُسے ہر بات میں قاعدۂ اہلِ حق کہاں معلوم کہ اُس کی مراعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام متاخرین کو ائمۂ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنا دیا، یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا من طلب العلم بالكلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علما کے لئے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اُس میں حصّہ نہیں، نہ کتب کلام، کتب علم میں داخل، ہندیہ میں محیط سے ہے لايدخل في هذه الوصية المتكلمون اُنہیں میں امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی سے ہے كتب الكلام ليست كتب العلم منح الروض الازہر میں فتاوٰے ظہیریہ سے ہے اوصى لعلماء بلده لايدخل المتكلمون ولو اوصى ان يوقف من كتبه كتب العلم افتى السلف انه يباع ما فيها من كتب الكلام طریقہ محمدیہ میں بحوالہ

تاتارخانیہ امام حافظ ابو اللیث سمرقندی سے ہے من اشتغل بالکلام محی اسمہ من العلماء حدیقہ ندیہ میں ہے فلا یقال لہ عالم اس کے نظائر نظر فقیر میں کثیر و وافر سر دست انہی تین کتابوں سے نظائر لیجئے کہ مکذبانِ خدا نے قرآن عظیم و نصوص صریحۂ متون و عقائد واجماع قطعی ائمہ سلف وخلف کو یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ میں اُن کی تراشیدہ تقریروں کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ وشرح مواقف جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پرانی دست مال ہیں اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گذری، ان کے بعد بحمداللہ تعالیٰ مکذبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا، اور وسوسہ ابلیس مردود و مطرود ہو کر ویل یومئذ للمکذبین کا نقشہ اُن پر یہیں سے نظر آئے گا، وباللہ التوفیق۔ نظیر اوّل مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی سُنئے منہیۂ خیالی سے منقول ہوا کہ اُس میں باری عزوجل کے علم کا امور غیر متناہیہ سے تفصیلا متعلق ہونا ممنوع کہدیا، مُلّا نے خیالی کا خیالِ خبالی نقل کر کے اُس پر رجسٹری کر دی حیث قال قولہ فتامل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالیٰ الشامل انما یشمل ما لا یمتنع العلم بہ کما ان قدرتہ الشاملۃ انما تشتمل ما لا یمتنع وجودہ وامکان تعلق العلم بالمراتب الغیر المتناھیۃ مفصلۃ ممنوع انتھی فان قیل فیلزم الجھل علی اللہ تعالیٰ قلت الجھل عدم العلم بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرۃ بما یصح ان تتعلق بہ فتامل اھ ممنوع کہتے تو کہہ گئے، لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسۂ باطلہ جو عدو مبین اعاذنا اللہ تعالیٰ من شر المھین نے القا کیا اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے **فاقول اولاً** دونوں مُلّا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلۂ اعداد سے کس قدر پر مولے عزوجل کا علم جا کر رُک گیا، کہ اُس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں سلسلہ ایام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں آگے مجہول، نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار علم الٰہی میں ہے، زیادہ کی اُسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا ہے حاشا وکلا، دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے، امام شافعی کے اُس ارشاد کی کہ فما ظننت مسلما یقولہ ہاں انہوں نے اطلعت علی شئ فرمایا وقد اطلعنا علی اشیاء اذ نسد الزمان فالی اللہ المشتکی وعلیہ التکلان **ثانیاً** جو حد مقرر کیجئے وہاں وہ فارق بتائیے کہ حد بندی

کرے کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت درکنار معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورا سے عیاذاً باللہ جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم معدوم سب یکساں کسی حد خاص پر رکنا ترجیح بلا مرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مرجح ارادۂ الٰہیہ ہے، جسے جتنا دیا آتنا ملا لا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء ثالثاً جو حد معین کیجئے یقیناً معلوم کہ ایام و ایلام و انعام اس سے آگے بڑھیں گے لا تقف عند حدٍ ہیں، اب جو بعد کو آئے ان کا علم باری عز و جل کو ہوگا، یا نہیں؟ اگر نہیں، تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زاہق و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہود معہذا انہیں پیدا کون کرے گا، وہی خبیر و شہید تو نہ جاننا کیا معنے الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر؛ اور اگر ہاں اور تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا، تو اس کا علم معاذ اللہ حادث ہوا متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے جو ہمارے رب عز وجل نے فرمایا وکان اللہ بکل شیٔ علیما عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا المعلومات فی انفسھا غیر متناھیۃ لشمولھا الموجودات والمعدومات خود شرح میں ہے اعلم ان المتکلمین ینفون الوجود الذھنی ویثبتون علم اللہ تعالٰی بالحوادث الغیر المتناھیۃ بلکہ خود اسی حاشیۂ سیالکوٹی علے الخیالی میں ہے ھذہ التعلقات قدیمۃ غیر متناھیۃ بالفعل ضرورۃ عدم تناھی متعلقاتھا اعنی جمیع ما یمکن ان یعلم من الامور الکلیۃ وجزئیۃ الازلیۃ والمتجددۃ لشمولہ الممکن والممتنع والواجب عقیدہ وہ ہے، جو مقاصد و شرح و فرمایا (علمہ تعالٰی لا یتناھی و محیط بما لا یتناھی کالاعداد والاشکال) د نعیم الجنان وشامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنۃ والممتنعۃ وجمیع الکلیات والجزئیات سمعاً وعقلاً عقیدہ وہ ہے جو مواقف و شرح میں بیان فرمایا علمہ تعالٰی یعم المفہومات کلھا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ والمخالف فی ھذا الفصل فرق الاولٰی من قال لا یعلم نفسہ (الی ان قال) الرابعۃ من قال لا یعقل غیر المتناھی. عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا المعلومات موجودۃ او معدومۃ محالۃ کانت او ممکنۃ قدیمۃ او حادثۃ متناھیۃ او غیر متناھیۃ جزئیۃ او کلیۃ و بالجملۃ جمیع ما یمکن ان

یتعلق بہ العلم فهو معلوم للہ تعالیٰ عقیدہ وہ ہے جو اس غفرلہ رب قدیر نے الدولۃ المکیہ میں لکھا، اور علمائے کرام حرمین طیبین نے مزین بتصدیقات جلیلہ کیا ان ربنا تبارك و تعالیٰ یعلم ذاته الکریمۃ وصفاته الغیر المتناهیۃ و الحوادث التی وجدت والتی توجد غیر متناهیۃ الی ابد الاباد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات باسرها ولیس شئ من المفاهیم خارجًا عن علمه سبحٰنه وتعالیٰ یعلمها جمیعا تفصیلا تامًا ازلًا ابدًا وذاته سبحٰنه وتعالیٰ غیر متناهیه وصفاته غیر متناهیات وکل صفۃ منها غیر متناهیۃ و سلاسل الاعداد غیر متناهیۃ وکذا ایام الابد وساعاته و اٰناته وکل نعیم من نعم الجنۃ وکل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنۃ و اهل النار ولمحاتهم وحرکاتهم وغیر ذالك کلها غیر متناه والکل معلوم للہ تعالیٰ ازلًا ابدًا باحاطۃ تامۃ تفصیلیۃ ففی علمه سبحٰنه وتعالیٰ سلاسل غیر المتناهیات بمراٰت غیر متناهیۃ بل له سبحٰنه وتعالیٰ فی کل ذرۃ علوم لا تتناهی لان لکل ذرہ مع کل ذرۃ کانت او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد والجهۃ مختلفۃ فی الازمنۃ باختلاف الامکنۃ الواقعۃ والممکنۃ من اول یوم الی مالا اٰخرله و الکل معلوم له سبحٰنه وتعالیٰ بالفعل فعلمه عزجلاله غیر متناه فی غیر متناه فی غیر متناه کانه مکعب غیر المتناهی علی اصطلاح الحساب وهذا الجمیع واضح عند من له من الاسلام نصیب عقیدہ وہ ہے جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوض الملکیہ میں نقل کیا حیث کتبت علی قولی بل له سبحٰنه فی کل ذرۃ علوم لا تتناهی مانصه الحمد للہ هذا الذی کتبته من عندی ایمانا بربی ثم راٰیت التصریح به فی التفسیر الکبیر اذ یقول تحت کریمۃ وکذالك نری ابرهیم سمعت الشیخ الامام الوالد عمر ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات اللہ تعالیٰ غیر متناهیۃ ومعلوماته فی کل واحد من تلك المعلومات ایضا غیر متناهیۃ وذالك لان الجوهر الفرد یمکن وقوعه فی احیاز لانهایۃ لها علی البدل ویمکن اتصافه بصفات لانهایۃ لها علی البدل الخ تطیر دوم مسایرہ

میں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہل سنت وجماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلا کسی شے
کا کوئی خالق نہیں بندوں کے افعال اختیاریہ بھی تمام وکمال اسی کے مخلوق ہیں بندہ
صرف کاسب ہے اور اسے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روشن کیا حیث قال الاصل الاول
العلم بانہ تعالیٰ لاخالق سواہ فھو سبحنہ الخالق لکل حادث جوھر او عرض کحرکۃ
کل شعرۃ وکل قدرۃ وفعل اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض او اختیاری کافعال
الحیوانات المقصودۃ لہم واصلہ من النقل قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شی وقولہ
تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالیٰ صالحۃ للکل لاقصور
لہا عن شئ منہ فوجب اضافتہا الیہ بالخالق اھ مختصرا پھر حسب عادت متاخرین
اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم ہو تو اس بحر عمیق مسئلہ قدمیں
شناوری اور اس سرالہی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو ممانعت فرمائی،
اور آخر نتیجہ وہی ہو جو ہونا چاہیئے، کہ گوہر کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے، اور وہ بھی محض لا
یسمن ولا یغنی من جوع وہ بحث یہ کہ عزم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز
لقائل ان یقول سے کیا یعنی کوئی کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے، اور وہی شبہات جو معتزلہ
پیش کرتے ہیں اس کی تقریر میں بیان کر کے کہا فلنفی الخبر المحض وتصحیح التکلیف
وجب التخصیص وھو لا یتوقف علے نسبۃ جمیع افعال العباد الیہم بالایجاد (ای
کما فعلت المعتزلۃ) بل یکفی ان یقال جمیع مایتوقف علیہ افعال الجوارح من
الحرکات وکذا التروک التی ھی افعال النفس من المیل والداعیۃ والاختیار بخلق
اللہ تعالیٰ لا تاثیر لقدرۃ العبد فیہ وانما محل قدرتہ عزمہ عقب خلق اللہ تعالےٰ
ھذہ الامور فی باطنہ عزما مصمما بلا تردد وتوجھہ توجھا صادقاً للفعل طالبا
ایاہ فاذا اوجد العبد ذالک العزم خلق اللہ لہ الفعل فیکون منسوبا الیہ تعالےٰ
من حیث ھو حرکۃ والی العبد من حیث ھو زنا ونحوہ (الی ان قال)، وکفی فی
التخصیص لتصحیح التکلیف ھذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وما سواہ

مما لا یحصی من الافعال الجزئیۃ والتروک کلھا مخلوقۃ للہ تعالیٰ متأثرۃ عن قدرتہ ابتداء بلا واسطۃ القدرۃ الحادثۃ المتأثرۃ عن قدرتہ تعالیٰ واللہ سبحٰنہٗ و تعالیٰ اعلم مسایرہ کے بیان سے کسی نافہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے حاشا بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو اُن کے امام امام أئمۃ الانام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر ووصایائے شریفہ میں تصریح فرمائی، کہ افعال عباد جمیع وتمام وکمال بلا تخصیص وبلا استثنا مخلوق الٰہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایک طبع زاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، اُن کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب عقیدہ اہلسنت وجماعت کی فہرست میں لکھا، یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہیں یہاں مجھے اس بحث کا نامتوجہ وبے حاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی اس کا باذنہٖ تعالیٰ شافی وکافی جواب فقیر کے رسالہ ثلج الصدر لایمان القدر سے کہ تحفۂ حنفیہ میں طبع ہو لیے گا[عہ] اور اس بحث کا نامفید وبے ثمر ہونا اُس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامش مسایرہ پر لکھا وہ یہ ہے **قولہ** فاذا اوجد العبد ذالک العزم **اقول** معاذ اللہ ان نقول بان العبد یخلق شیئا احدا ولا عشر عشیر معشار شیٔ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین، افمن یخلق کمن لا یخلق ما کان لھم الخیرۃ ھل من خالق غیر اللہ وکون ھٰذا قلیلا بالنسبۃ الی مقدورات اللہ تعالیٰ لا یجدی نفعا فانہ کثیر بثیر فی نفسہ جدا فان الانسان لا یحصی مالہ من العزمات فی یوم واحد فکیف فی عمرہ فکیف عن ائم الاولین والاٰخرین من الانس والجن والملک وغیرھم فتخرج ھٰذہ الکثرۃ التی تفنی دون عد بعضھا الاعمار عن مخلوقات العزیز الغفار بلا واسطۃ وتدخل فی مخلوقات العبید فیکون جواب ھل من خالق غیر اللہ بالایجاب والعیاذ باللہ ای بلیٰ ھناک الوف مؤلفۃ خالقون غیر اللہ ولم تثبت المعتزلۃ اکثر من ھذا اذ شنع علیھم ائمتنا من مشائخ ماوراء النھر وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ قائلین انھم اثبتوا من

[عہ] اب نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب سے طلب کریں ۱۲ رضوی

المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالقين اثنين فما اثبتوا الاشريكا واحدا والمعتزلة اثبتوا اشركاء لا تحصى وذلك انها انما قالت بخلق العبد فعله الاختيارى وكل فعل لابد له من عزم فعدد العزمات والافعال سواء بل ربما تكون العزمات اكثر اذ قد يعزم العبد على فعل ثم يُصرف عنه فلا يقع قال سيدنا على كرم الله تعالى وجهه عرفت ربى بفسخ العزائم فان كانت العزمات يشملها اسم واحد وهو العزم فكذلك الافعال ينتظمها اسم واحد وهو الفعل فلا طائل تحت ما قدم الشارح ويأتى انفا للمصنف انه يكفى اسناد جزئى واحد الى العبد وهو العزم بل لو فرضنا انه واحد بالشخص فالله تعالى متعال عن ان يشاركه احد فى خلق شئ ولو جزئيا وحدا اما اعتذار المصنف بان البراهين اى الايات الناصة باختصاص الخلق به تعالى عمومات تحتمل التخصيص وقد اوجبه العقل اذ ارادة العموم فيها تستلزم الجبر المحض المستلزم لضياع التكليف وبطلان الامر والنهى وتعلق القدرة بلا تاثير اى كما تقوله الاشاعرة لا يدفعه لان موجب الجبر ليس سوى ان لا تاثير لقدرة العبد فى ايجاد فعل اه ملخصًا فاعترضه القارى فى منح الروض بان ذالك العزم المصمم داخل تحت الحكم المعمم اه اقول فما كان يحوجه الى التخصيص بل النظر فيه بما ستسمع بتوفيق الله تعالى **فاقول اولا** بل الايات عمومات لا تحتمل التخصيص لاجماع ائمة السنة على اجرائها على سننها وان الخلق مختص بالله تعالى لاحظ فيه للعبد فماذا ينفع كون اللفظ فى ذاته محتملا للخصوص مع الاجماع على ان لا خصوص ومن كان فى ريب مما قلنا فليأتنا بنقل من الصحابة او التابعين او من بعدهم من ائمة السنة المتقدمين قبل حدوث هؤلاء المتاخرين يكون فيه ان للعبد ايضا قسطا من الخلق والايجاد ولن يأتى به حتى يوب القارظان ويمكن التكلف بارجاع ماللقارى الى هذا اى الاجماع قائم على عدم التخصيص فذلك العزم ايضا غير مخرج من الحكم و **ثانيًا** لاحاجة بنا الى تخصيص النصوص

هذا من اعجب ما اسمع من الرد فاين العام حتى يمكن دخوله تحت العام ولو انكره

واثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له فى حد ذاته بل تندفع الحاجة
على ورّان ماتزعمون انه قاعها ههنا باثبات تاثير القدرة الحادثة فى شئ
دون الوجود كما هو مذهب الامام ابى بكر الباقلانى ان للانسان قدرة لا مؤثرة
لكن لا فى الوجود بل فى حال زائدة على وجود وقد ارتضاه جمع من المحققين
ذاهبين الى ان تاثيرها فى القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم اى
هو من الامور الاعتبارية التى وجودها بمناشيها والخلف فى الحال
لفظى كما فى الفصول البدائع وغيرها فليس افادتها خلقا فانه افاضة
الوجود بل هو احداث والاحداث اهون من الخلق كما فى المسلّم والفواتح
وعليه تدور كلمات الامام المحقق صدر الشريعة فى التوضيح والعلامة
الشمس الفنارى فى الفصول البدائع وتبعه العلامة قاسم تلميذ المحقق
ابن الهمام فى تعليقاته على المسايرة وغيرهم رحمهم الله تعالى وهم مع
تنوع منازعهم يرجعون الى ذالك الحرف الواحد لا لم ار احدا منهم يرضى
بتخصيص العمومات اللهم الا ما حكى عن الامام ابى المعالى على الاضطراب
فيه فتارة يثبته وتارة ينفيه كما فى اليواقيت عن الشيخ ابى طاهر
القزوينى بل الكلام فى ثبوته عنه كما سيأتى والمنقول عن الحنفيه فى
كتب المتاخرين هو هذا القدر اعنى ان للقدرة الحادثة اثرا فى القصد ا
اما انه خلق وايجاد والنصوص مخصصة فكلا لا يوجد هذا الا للمحقق وقد
قال الامام صدر الشريعة فى التوضيح بعد ما استفرغ وسعه فى التوضيح و
التنقيح فالحاصل ان مشايخنا رحمهم الله تعالى ينفقون عن العبد قدرة
الايجاد والتكوين فلا خالق ولا مكوّن الا الله تعالى لكن يقولون ان للعبد قدرة
ما على وجه لا يلزم منه وجود امر حقيقى لم يكن بل انما يختلف بقدرته
النسب والاضافات فقط كتعيين احد المتساويين وترجيحه اه فهذا
نص صريح فى ان مذهب الحنفية على خلاف ما بحث المحقق ولولا نسجه

الكلام على منوال الالتزام لقلت انه ابدا لا نفضا على القدرية اللئام بانه
لوسلم ان الحاجة الى تصحيح التكليف انه والجزاء تودى الى ذالك ولابد
فهى تندفع لبشئ واحد وهو القصد فلم قلتم فى جميع الافعال بخالقية العبد
ولعمرى هذا قاطع لهم لايمكنهم الخروج عنه . هذا وقال الامام محمد
السنوسى رحمه الله تعالى فى شرح ام البراهين مقدمته فى التوحيد و
بالجملة فيعلم ان الكائنات كلها يستحيل منها الاختراع لاثر ما بل جميعها
مخلوق لمولانا جل وعز ومفتقر اليه اشد الافتقار ابتداء ودواما بلا
واسطة فبهذا شهد البرهان العقلى ودل عليه الكتاب والسنة واجماع
السلف الصالح قبل ظهور البدع ولا تصغ باذنيك لما ينقله بعض من اولع
بنقل الغث والسمين عن مذهب بعض اهل السنة مما يخالف ما ذكرناه
لك فشد يدك على ما ذكرناه فهو الحق الذى لاشك فيه ولا يصح غيره واقطع
تشوفك الى سماع الباطل تعش سعيدا وتمت انشاء الله تعالى طيبا رشيدا
والله المستعان اه قال محشيه الفاضل محمد الدسوقى اشار بهذا الثلثة
اقوال نقلت عن اهل السنة قول القاضى بتاثير قدرة العبد فى حال الفعل
وقول الاستاذ الاسفرائنى تؤثر فى اعتبار لان الاستاذ لايقول بالاحوال و
قول امام الحرمين فى ذات الفعل على وفق مشيئة الرب وهذه الاقوال غير
صحيحة لمخالفتها لاجماع السلف الصالح فان قلت كيف يصح من هؤلاء الائمة
مخالفة الاجماع قلت قال فى شرح الكبرى لا يصح نسبتها لهم بل هى مكذوبة
عنهم ولئن صحت فانما قالوه فى مناظرة مع المعتزلة جر اليها الجدل اه ملخصا
اقول اما مخالفة ما نقل عن ابى المعالى للاجماع فظاهر وقد صح عنه خلافه
كما ستسمع اما قول امام اهل السنة الباقلانى والاستاذ الامام ابى اسحق على
ما نقل ههنا فليس فيه رائحة خلاف ما استمر عليه الاجماع والاتفاق لما
علمت انه ليس فى شئ من الايجاد والتكوين على الاطلاق وقال العلامة فى

شرح المقاصد المشهور فيما بين القوم والمذكور فى كتبهم ان مذهب امام
الحرمين ان فعل العبد واقع بقدرته وارادته كما هو راى الحكماء وهذا
خلاف ما صرح به الامام فيما دفع الينا من كتبه قال فى الارشاد اتفق ائمة
السلف قبل ظهور البدع والاهواء على ان الخالق هو الله ولا خالق سواه و
ان الحوادث كلها حدثت بقدرة الله تعالى من غير فرق بين ما يتعلق قدرة
العباد به وبين ما لا يتعلق فان تعلق الصفة بشئ لا يستلزم تاثيرها فيه كالعلم
بالمعلوم والارادة بفعل الغير فالقدرة الحادثة لا تؤثر فى مقدورها اصلا

له اقول ارادة فعل الغير وان لم تكن من الارادة المبحوث عنها اعنى صفة من
شانها تخصيص احد المقدورين كما لا يخفى بل بمعنى المحبة والهوى لكنه يريد
الاستيضاح بصفات اخر الا ترى انه ذكر العلم ثم التقييد بفعل الغير
ليكون اوضح واظهر والا فارادة فعل نفسه ايضاً غير مؤثرة فى الفعل انما
شانها التخصيص والتاثير شان القدرة كما نص عليه فى المسايرة غير انه يتجه
لهم الجواب بان الكلام فى القدرة وليس من شانها الا التاثير عند تعلق الارادة
اما العلم والارادة فبمعزل عن التاثير وكانه لهذا اعدل عنه الامام حجة الاسلام
فى قواعد العقائد فاستند بنفس القدرة اذ يقول وليس من ضرورة تعلق القدرة
بالمقدور ان يكون باختراع فقط اذ قدرة الله تعالى متعلقة فى الازل بالعالم
ولم يحصل الاختراع بها اذ ذاك وعند الاختراع تتعلق به نوعاً اخر من التعلق
فبطل ان القدرة تختص بايجاد المقدور اه وانت تعلم ان القدرة انما تؤثر
على وفق الارادة وانما تعلقت الارادة فى الازل ان توجد الكائنات فى اوقاتها
المخصوصة فيما لا يزال فلا نسلم ان القدرة تعلقت مع العراء عن الاختراع
بل اثرت واخترعت على وفق الارادة اما ههنا فتعلق بلا تاثير اصلا فلم
تكن الا اسما بلا مسمى ولفظا بلا معنى وهذا حاصل ما ناقشه به فى (باقى ص ١٦٥ پر)

واتفقت المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزيغ على ان العباد موجدون لافعالهم مخترعون لها بقدرتهم ثم المتقدمون منهم كانوا يمنعون من تسمية العبد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴) المسايرة اقول ولا ارى هذه العقدة تنفك الا باحد امرين الاول ليست القدرة ماتؤثر حتما ولو مع الارادة ولا محيص عنه للمعتزلة ايضا الا ترى ان الكفرة بذلوا جهدهم فى ايذاء النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم وهموا بما لم ينالوا ورد الله الذين كفروا بغيظهم فانما القدرة صفة من شانها التأثير وتؤثر مع الارادة لولا مانع وقد قال فى المسامرة شرح المسايرة اعلم ان الاشعرية لاينفون عن القدرة الحادثة الا التاثير بالفعل لا بالقوة لان القدرة الحادثة عندهم صفة شانها التاثير والايجاد لكن تخلف اثرها فى افعال العباد لمانع هو تعلق قدرة الله تعالٰى بايجادها كما حقق فى شرح المقاصد وغيره اه قلت وصرح به الامدى ثم رأيت فى شرح المقاصد من بحث القدرة الحادثة من مقصد الاعراض نسبه له ولم يات بتحقيق يزيد على مامر اقول وفيه حزازة والقلب لايطمئن به ولا يسكن اليه والا لكان كل انسان بل كل حيوان ولو اخس ما يكون واضعفه قادرا على الخلق والايجاد وان لم يتفق له ذالك لعروض مانع وهو سبقة الخلق الالٰهى وماذا تفعل الاشاعرة الاقدمون حيث يلزمهم ان لو قدر العبد على نعله لقدر على خلق الاجسام والجواهر اذ لا مصحح سوى الحدوث والامكان وهما مشتركان افتراهم قائلين ان كل انسان وحيوان حتى الخنافس والديدان يقدر على خلق السمٰوت والارض وان لم يقع لهم لسبقة خلق الله تعالٰى وقد نص الاشعرية ان ليس للعبد من الفعل الا المحلية فتدبر وانصف والثانى ان الحادثة تحدث ولا تخلق وكفى به تاثيرا وهذا هو الذى حمل الحنفية والقاضى والاستاذ وجمعا من المحققين على القول بان للحادثة تاثيرا فيما دون الوجود والحق ان العقل لايستقل بادراك تلك الحقائق فنؤمن بما اتى به القرأن وشهدت به الضرورة وادى اليه البرهان (باقی صـ۱۶۶ پر)

خالقا لقرب عهدهم باجماع السلف على انه لاخالق الا الله تعالىٰ واجمعوا المتأخرون فسموا العبد خالقا على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجاب عن شبه المعتزلة وبالغ فی الرد علیهم وعلى الجبریة واثبت للعبد کسبا وقدرة مقارنة للفعل غیر مؤثرة فیه اھ فهذا اصرح نص علی ان معتقده رحمه الله تعالیٰ هو معتقد اهل السنة سواء بسواء فلم یبق احد تسایره المسایرة اقول ولکن العجب کل العجب من العلامة بحر العلوم اللکنوی عفا الله تعالیٰ عنا وعنه جنح فی الفواتح الیٰ مافی المسایرة مع تصریحه فیها قبله باسطر بما نصه (وما فهموا) ای المعتزلة بل هؤلاء الجهلة ایضاً (ان الامکان لیس من شانه افاضة الوجود) فان من هو فی نفسه باطل الذات محتاج فی الواقعیة الی الغیر وکل[1] علی مولاه کیف یقدر علی ایجاد الافعال من غیر اختلال بالنظام الاجود وهذا ظاهر لمن له ادنی حدس من اصحاب العنایة الالهی[2] لکن من لم یجعل الله له نورا فماله من نور (و عند اهل الحق) اصحاب العنایة الذین هم اهل السنة الباذلون انفسهم فی سبیل الله بالجهاد الاکبر (له قدرة کاسبة) فقط لا خالقة الخ فکیف رضی مع هذا بان جعل الممکن الباطل الذات خالقا لعزائمه مع ان قول التاثیر فی امر اعتباری کان بمرائی عینیه وقد کان بینه هو بنفسه علی وجه کان و لم یتعقبه فان کان مختارا ولا بد فکان اختیار ما علیه جمع من المحققین ولیس فیه مخالفة نص ولا اجماع اولیٰ واحری ولکن الله یفعل ما یرید هذا وتلمید

---

[1] استعمله بمعنی المحتاج وانما هو بمعنی التقبل والله متعال ان یکون احد کلا علیه ١٢ منه

[2] لعله من خطاء الناسخ والوجه الالهیة ١٢ منه رضی الله عنه

(بقیہ حاشیہ ص ١٦٥) ان الفرق بین الانسان والحجر وبین حرکتی البطش والارتعاش والصعود والهبوط و الوثبة والسقوط بدیهی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان لاخالق لشئ الا العلی الاعلی وان لا مشیئة للانسان الا بمشیئة الله تعالیٰ ولا نزید علیٰ هذا ولا نقتحم بحر الانقدر علی سباحته والله الهادی ١٢ منه رضی الله عنه

المحقق العلامة الكمال بن ابى شريف وان سايرهٰهنا شيخه رحمهما الله تعالىٰ لكنه اشار
بعده الى ان هذا اخلاف ماعليه اهل السنة حيث قال فى المسامرة عند قول
المصنف قدمنا ان للمكلف اختيارا وعزما يصمم مانصه (اختيارا) على ماعليه
اهل السنة (وعزما) على مااختاره المصنف اه وتلميذه الاٰخر العلامة الزين
بن قطلوبغا فى تعليقه على المسايرة لم يرض به من اول الامر وقال للطريق الذى سلكه
المصنف انه المرضى عنده الرافع للجبر ولم يندفع به كما سأنبه عليه ثم اورد
طريقا اختاره العلامة الفنارى فى الفصول واقره ومحصله هو التاثير فى
الاعتبارى ولولا غرابة المقام لاوردته مع مايرد عليه اقول وبما ذكرنا
ظهران الفرق بين ماساره فى المسايرة وقضى به القاضى كالفرق بين الغرب
والشرق فما قال فى المسامرة ان حاصل كلام المصنف رحمه الله تعالىٰ تعويل على
مذهب القاضى الباقلانى الخ وتبعه على القارى فى منح الروض الازهر فقال
مااختاره هو الباقلانى من ائمة اهل السنة الخ فما لاوجه له نعم انما وافقه فى
لفظ وهو انه يكون منسوبا اليه تعالىٰ من حيث هو حركة والى العبد من
حيث هو زنا ونحوه وقال القاضى قدرة الله تعالىٰ تتعلق باصل الفعل وقدرة
العبد بوصفه من كونه طاعة اومعصية فمتعلق تاثير القدرتين مختلف
كما فى لطم اليتيم تاديبًا وايذاء فذات اللطم واقعة بقدرة الله تعالىٰ وتاثيره
وكونه طاعة على الاول ومعصية على الثانى بقدرة العبد وتاثير لتعلق ذالك
لعزمه المصمم اه فانما الاشتراك فى نسبة صفة الفعل الى تاثير قدرة العبد
واين ماادعى المحقق من خلقه عزمه اقول ماذكر من ان الصفة اثر قدرة
العبد حق بلامرية لكن لاعلى الوجه الذى قرره المصنف بل الامر ان المولىٰ تعالىٰ
اجرى سنته بان العبد اذا اراد فعلا يخلقه الله تعالىٰ فيه فالارادة بخلق
الله تعالىٰ والفعل بخلق الله تعالىٰ وليس للعبد من الخلق شئ لكن كون الفعل
اراديا يتوقف على ارادة العبد توقفا عقليا قطعيا اذ لو خلق الله فيه الفعل

من دون ان يخلق فيه ارادة له لكان كحركة الحجر بالتحريك فلم يكن ارادياً والفعل لايكون طاعة ولامعصية الا اذا كان ارادياً فهذه الصفة للفعل لاتحصل الا بارادتنا اى بكونه مصحوباً بالارادة خلق الله تعالى فينا ولولا ذلك لم يكن طاعة ولامعصية قطعاً ثم انى رأيت المحقق ذكر فى التحرير اما الحنفية فالكسب صرف القدرة المخلوقة الى القصد المصمم فاثرها فى القصد ويخلق سبحنه الفعل عنده بالعادة فان كان القصد حالاً غير موجود ولامعدوم فليس بخلق وعليه جمع من المحققين وعلى نفيه فكذلك (اى ليس الكسب بخلق ايضا) على ماقيل (اى قول صدر الشريعة) الخلق يقع به المقدور لافى محل القدرة ويصح انفراد القادر بايجاد المقدور والكسب يقع به فى محلها ولايصح الانفراد به بايجاده ولوبطلت هذه التفرقة (بين الخلق والكسب) على تعذره (اى بطلانها) وجب تخصيص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اه باختصار مزيد امابين الهلالين من شرحه التقرير والتحبير لتلميذه المحقق ابن اميرحاج رحمهما الله تعالى فقد ابان البون البين بين مابحثه فى المسايرة وبين ماذهب اليه الامام القاضى وظهرت بحمد الله تعالى منه على فائدة نفيسة وهو انى كنت كتبت على المسايرة قبل هذا بنحو اربع سنين مانصه نرجوان المصنف رحمه الله تعالى رجع عنه اذلم يذكره فى فذلكة مايعتقده الا ماعليه اهل السنة كما سيأتى ونرجوان المولى سبحنه وتعالى جعل هذه الزلة الواحدة وان عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسال الله الثبات على الحق وهداية الصواب فى كل باب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد واله وسلم ابداً امين اه بحمد الله تعالى قد حقق الله رجائى وظهر رجوع المحقق عن اختيار مابحثه اذعلقه ههنا على تعذر التفرقة بين الخلق والكسب وصرح ببطلان التعذر فاذابطل المبنى وجب تهدم البناء ولله الحمد وتصنيف التحرير متاخر عن تاليف المسايرة كما لايخفى على من طالعه وذلك

قوله تعالى يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحيوٰة الدنيا و فى الآخرة والحمد لله رب العٰلمين اما ما اورد الشيخ القرنوينى على الامام ابى بكر الباقلانى كما نقله فى اليواقيت الامام الشعرانى مقراً عليه انه يقال له هذه الحال مقدورة لله تعالى ام لا على الثانى لا محالة تكون مقدورة للعبد وهو مذهب المعتزلة بعينه و على الاول لم يكن للعبد شئ البتة وذالك هو مذهب الجبرية بعينه فلا فائدة للتمسك بالحال اه باختصار اقول وتلك شكاة ظاهر عنك عارها: لا لما يتراأى ظاهرا ان هذا سوال عام الورود لا محيص عنه لشئ من الاقوال فسان من اثبت للقدرة الحادثة تاثيرا ما فى شئ من عين اوحال فيقال له كما قلتم فان قال ان ذالك الشئ ليس مقدورا لله تعالى فهو الاعتزال او قال مقدور له لم يبق للعبد شئ وهو الجبر ومن لم يثبت كسادتنا الاشعرية فقد افصح بالشق الاخير من الاول فيقال اذن لا شئ للعبد البتة فهو الجبر بعينه وذالك لانه انما يريد انكم لجأتم الى هذا نفيا للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدرة الله تعالى لا بقدرة العبد لاستحالة اجتماع مؤثرين على اثر فقد انتفى الملجأ ولزم الفرار على ما منه الفرار فالمعنى هو الجبر بعينه عندكم بل لما اقول يختار انه مقدور الله تعالى بل ومراده ايضا لكن اراد ان يريد العبد فيكون فلا جبرا ولا اعتزال والى منحى هٰذا ينحو ما فى المسايرة غاية ما فيه انه تعالى اقدره على بعض مقدوراته تعالى كما انه اعلمنا بعض معلوماته سبحٰنه تفضلا الخ وبالجملة لا تنافى بين كونه مقدور الله تعالى ومقدور العبد باقتداره حتى يقال لم يكن للعبد شئ وايضا لا يلزم من كونها مقدورة للعبد الاعتزال لانهم يقولون بخالقية العبد والخلق افاضة الوجود

والحال غیر موجود هٰذا ولیعلم . انی لا ارید بالدفاع عن هٰذا القول
ان قول به انما اقول انی لا اعلم ما یردہ من نص او اجماع وقدرا وان
هٰهنا ثلثة اشیاء جالی بین عینین ارادة العبد وفعله وتعلقهابه
فان لم یکن للعبد مدخل فی شئ من ذالک خرج من البین قطعا و
هو الجبر حقا کما الزم به الحنفیة الاشعریة بل قد نصت الاشعرة
انفسهم فی بحث عقلیة الحسن والقبح ان فعل العبد اضطراری غیر
اختیاری فوجب ان لا یوصف بحسن ولا قبح عقلا ونص
الامام ابو الحسن الاشعری ان العبد محل
الفعل فحسب وصرح کبراء الاشاعرة
کالامام الفخر والعلامة
سعد فی اٰخرین
ان
المال هو الجبر

تمت

علمائے اہلِ سُنّت کی تصانیف کا اسلامی مرکز

دارُ الاشاعت جامعہ گنج بخش بازار داتا صاحب لاہور

ماہنامہ "آستانہ فیض عالم" ۔ جامعہ گنج بخش کا ترجمان

سالانہ چندہ تین روپے   قیمت فی پرچہ چار آنے

تصحیح کردہ ۔ مفتی اعجاز الرضوی

ملنے کے پتے :۔
نوری کتب خانہ ۔ بازار داتا صاحب ۔ لاہور
رضوی کتب خانہ ۔ گول بازار ۔ لائلپور

حضرت مولٰنا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب کی تصانیف

علم القرآن لترجمۃ الفر[illegible] اصطلاحات اور قواعد قرآنی کا بیان [illegible] کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے میں نہایت آسانی ہوتی [illegible] اور صحت ترجمہ کا اعتماد رہتا ہے نیز مسائل قرآنی بھی نہایت دل نشین طریقہ سے تحریر فرمائے ہیں۔ ہدیہ صرف ۱۲ آنے

جاء الحق. موجودہ زمانہ کے مختلف فیہ مسائل کا اعلےٰ فیصلہ ہے. جس کے پاس یہ کتاب ہوا اس سے کوئی دیوبندی، وہابی مقابلہ نہیں کرسکتا. ہزارہا کتابیں بک گئی ہیں [illegible] جلد منگوائیں ورنہ آٹھویں ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا. قیمت پانچروپے

شان حبیب الرحمٰن. حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت قرآنی آیات سے عجیب دلکش ایمان افروز کتاب ہے اس کے مطالعہ سے مسلمان کے دل کو سرور رنج وغم کافور ہوجاتا ہے. ضمیمہ میں اولیاء اللہ شہداء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں. قیمت پانچروپے

نئی تقریریں. مولانا موصوف کی عشق ومحبت اور تحقیق میں ڈوبی ہوئی اُن تقریروں کا مجموعہ ہے جو آپ نے حال ہی میں مختلف موقعوں پر کیں. اگر آپ کو ولولہ عشقی اور محبت نبوی اور خوف الٰہی اپنے دل میں پیدا کرنا ہو، شریعت اور طریقت کی تحقیقات کے مزے اٹھانے ہوں تو ضرور اس کا مطالعہ کریں قیمت عہ/ ۱ر

فتاوی نعیمیہ یہ حضرت موصوف کے ان مختصر فتاوٰں کا مجموعہ جو آپ کے قلم سے مختلف سوالات کے جوابات میں لکھے گئے ہیں مثلاً آمین بالجہر، قرأت خلف امام استمداد وغیرہ. قیمت ۲ روپے

اسلامی زندگی. یہ کتاب مسلمانوں کے لئے اسلامی دستور العمل ہے اس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی تمام مراسم کی اصلاح کردی گئی ہے. ضمیمہ میں حلال پیشوں کی اہمیت بیان کی گئی ہے. علاوہ ازیں مجرب عملیات بھی مذکور ہیں. قیمت ایک روپیہ ٭

دارالاشاعت جامعہ گنج بخش داتا صاحب لاہور

(گلزار عالم پریس لاہور)

حضور اعلیحضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب کی تصانیف

التحریر الجید فی حق المسجد ۲ آنے

الخطبات الرضویہ ۵ آنے

الامن و العلٰی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا کہنے کا جواز، اور آپ کو اللہ نے مختار بنایا۔ اس کا ثبوت آیات اور صدہا احادیث اور بے شمار اقوال علماء سے نہایت دلکش پیرائے میں بیان گیا گیا ہے ۲ روپے ۸ آنے

الدولۃ المکیہ مع ترجمہ اردو علم غیب اور علوم خمسہ کا بیان قیمت چھ (۶) روپے

الھادی الحاجب غائب کے جنازہ کی ممانعت ۴ آنے

انہا الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ۲ آنے

الیاقوۃ الواسطہ تصور شیخ کا بیان ۲ آنے

الادلۃ الطاعنہ روافض کی اذان کا بیان ۳ آنے

انوار البشارۃ حج و زیارت کے احکام ۸ آنے

التحبیر بباب التدبیر ۴ آنے

الحجۃ الفائحہ فاتحہ مروجہ سوم چہلم کا ثبوت ۳ آنے

العقائد و الکلام توحید کے بارے میں تحقیق ۸ آنے

السوء العقاب ردّ قادیانی ۳ آنے

جلی الصوت ۴ آنے

۷ دال فضہ ۴ آنے

خالص الاعتقاد ۱۲ آنے

الفضل الموھبی غیر مقلدوں کا ردّ ۸ آنے

الاعلام بحال البخور فی الصیام ۳ [illegible]

احکام شریعت ۳ روپے

انباء المصطفٰے علم غیب کا ثبوت ۷ آنے

ایتان الا[illegible] [illegible]وحوں کا گھر آنا ۲ آنے

ایذان الاجر فی اذان [illegible] القبر ۳ آنے

الطیب الوجیز سو[illegible] [illegible]ستعمال ۲ آنے

احسن الوعاء لاداب الدعاء ۳ آنے

اجلی الانوار الرضا ۳ آنے

الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کا بیان ایک [illegible]

ابر المقال مزارات کو بوسہ دینا

الکوکبۃ الشھابیہ ردّ وہاب[illegible]

اعجب الامداد بندوں کے بندوں پر حقوق [illegible] قدرہیں اس سے چھٹکارا پانے کے طریقے ۳ آنے

بدر الانوار فی آداب الاثار ۴ آنے

تجلی الیقین ۱۱ آنے

خیر الامال کسب کے طریقے ۳ آنے

حدائق بخشش حصہ اول ایک روپیہ
حصہ دوم ۱۲ آنے حصہ سوم ایک روپیہ [illegible] آنے

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاھور